مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان
الحمد للہ والمنہ
مجموعہ مذاق عابد و یادگار عابد و نغمہ روح و دائرہ عشق و خمستان وحدت و آئینہ ارشاد وغیرہ
دواوین عالیجناب فیضمآب نواب میر عابد علیخان صولت جنگ بہادر دام اقبالہ متخلص بہ عابد
الموسوم بہ
کلیات عابد
۱۳۳۴
حسب فرمان نواب میر احمد علیخان بہادر احمد خلف نواب صاحب ممدوح
بہ تصحیح و نگرانی نواب میر محمد علی خان بہادر ناظم ہمشیرہ زادہ مصنف
مد ظلہ العالی
مطبع عثمان پریس حیدرآباد دکن طبع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیفِ الف

مَطلعِ حمدِ خدا کیون نہ ہو نا در اپنا
مُنہ چھپاتا ہے جسے دیکھ کے نیّر اپنا

رہنما فنِ سخن مین ہے جو شاعر اپنا
ہے سخن اس لئے مقبولِ اکابر اپنا

نورتن بندشِ الفاظ سے ہے جسکی تجمل
مطلعِ نعت ہے وہ سلکِ جواہر اپنا

ہو ثنا صاحبِ لولاک کی کسطرح ادا
کہ وہان ذہنِ رسا ہوتا ہے قاصر اپنا

ہم گنہگار رکھین کس لئے خوفِ عصیان
جب کہ رحمان ہے ہر حال مین غافر اپنا

کیون نہ حاصل ہو ہمین نصرتِ دین و دنیا
جب مددگار رہے ہر وقت مین ناصر اپنا

سینہ بے کینہ بفیضِ نبوی ہے عابد
بخدا ایک ہی ہے باطن و ظاہر اپنا

قلم جاری ہے وصفِ احمدی کا
ہے عرصہ تنگ لوحِ ایزدی کا

کرے کیا مبتدی نعتِ پیمبر
نہین ہے حوصلہ یہ منتہی کا

گئے نعلین سے عرش برین پر
کہون کیا رتبہ شاہِ ہاشمی کا

رہے سدرہ پہ جبریلِ امین ہی
نہ پایا جب کہ یارا ہمسری کا

عرب بے عین ہے وہ درحقیقت
یہ ہے سرِ خفی ذاتِ نبی کا

حبیبِ خاص ہو تم کبریا کے
کہ تم پر خاتمہ ہے عاشقی کا

پیمبر سب ہین مانندِ مریدان
محمد کو ہے رتبہ مرشدی کا

طفیلی جس کی ہو خلقت خدا کی
ہو دعویٰ کس کو اوس کی ہمسری کا

نمازِ عاشقی ہے شیوہ خاص
اماموں کو ہے رتبہ مقتدی کا

اُجالا حشر تک ہو یا الٰہی
چراغِ خاندانِ آصفی کا
آمین

یہی ہے التجا محشر مین عابد
اشارہ ہو مجھے یا اُمتی کا

مین تو بندہ ہون ترا اور تو صاحب میرا
حق عطا کردے مجھے جو کہ ہے واجب میرا

نہین کونین مین جز تیرے کسی سے مطلب
تو جو مطلوب ہوا حق رہا طالب میرا

ہے کہان ظاہر و باطن مین کوئی تیرے سوا
دہیان رہتا ہے اسی بات پہ غالب میرا

دیکھون جب اپنے کو مین تو نظر آتا ہے مجھے
روح تو تو ہی ہے کہنے کو ہے قالب میرا

تجھکو گر دیکھ لیا دیکھا خدا کو بیشک
قول اُس کا ہے کہ آدم ہوا نائب میرا

دل مین اللہ کہون مُنہ سے نکالون باہر
طائرِ جان ہوا اِس صوت سے غائب میرا

احمد و عابد و ہم حافظ و نام تو ہے
ثم باللہ تو ہر دم ہے مخاطب میرا

جب تک متوجہ وہ مسیحا نہین ہوتا
اپنا دلِ مُردہ کبھی زندہ نہین ہوتا

کیا وصل مین فُرقت کا الم ہو سکے ظاہر
وہ سامنے آئے تو مین گویا نہین ہوتا

تیری جو نسیم کرم و فضل نہ گزرے
سرسبز مرا نخلِ تمنا نہین ہوتا

کیون جاے ترے در کا گدا چھوڑ کے تجھکو
حاصل کبھی شاہون کو یہ رتبہ نہین ہوتا

کیا حالِ دلِ زار بیان کیجیے تجھ سے
یہ قصہ تو برسون مین بھی پورا نہین ہوتا

ہمدم ہے بشر ذاتِ خدا سے سن اے ناصح
تو دیکھتا گر آنکھ پہ پردہ نہین ہوتا

مین تجھسے جو موجود ہون ہوتا نہین معدوم
قدمون سے جدا جیسے کہ سایہ نہین ہوتا

مین اوسکی گلی چھوڑ کے کعبے کو جو جاؤن
اے واعظو کیا حج وہان اپنا نہین ہوتا

عابد نے یہ جانا کہ تو معبود ہے برحق
ہے حق تو ہی دوسرا تجھسا نہین ہوتا

واعظ بخدا قائلِ گفتار ہون تیرا
اے شیخ بحق واقفِ اسرار ہون تیرا

اے کافرِ پُرحسن پرستار ہون تیرا
مین برہمنِ بستۂ زنار ہون تیرا

محشر کا نہ کر وعدہ طلبگار ہون تیرا
اے شاہدِ ہُو طالبِ دیدار ہون تیرا

مین نقدِ دل وجان لئے اے یوسفِ ثانی
مانند زلیخا کے خریدار ہون تیرا

رحمان تو مین اُمتی شافعِ محشر
بیخوف ہون ہرچند گنہگار ہون تیرا

دامن سے لگا رہتا ہون کر دور ہرگز
اے نوگلِ خندانِ چمن خار ہون تیرا

محبوبِ الٰہی سے ہے معروضہ عابد
آزاد ہون پر بندۂ سرکار ہون تیرا

تو یار ہے اغیار کا مین یار ہون تیرا
قربان دل وجان سے مین ہر آن ہون تیرا

چشمِ بتِ سفاک سے کہتا ہے دلِ زار
اے نرگسِ بیمار مین بیمار ہون تیرا

بس ہے ترا جامِ مئے الطاف و توجہ
اِس بادۂ پُرکیف سے سرشار ہون تیرا

دامِ دلِ عالم ہین ترے گیسوئے پُرپیچ
مین ایک نہ اے شوخ گرفتار ہون تیرا

عابد کیطرف دیکھو تو چلاتا ہے کب سے
رُخ اپنا دکھا طالبِ دیدار ہون تیرا

اک پل نہ دیدہ بند ہوا انتظار کا
تارون کو علم ہے مری شبہاے تار کا

یارب ہو جلد وصل مجھے اپنے یار کا
کیا اعتبار زندگیِ مستعار کا

مین سوختہ ہون آتشِ رخسارِ یار کا
واعظ مجھے دکھاتا ہے کیا خوف نار کا

مین دیکھتا جدھر ہون نظر آتا ہے وہی
جب سے سمایا آنکھون مین ہے حسن یار کا

بندہ خدا کا امتی خیر الوری کا ہون
فدوی بصدقِ دل ہون سدا چاریار کا

شاہِ دکن کی عمر الٰہی دراز ہو
حاصل ہو مقصد اوس شہِ دولتمدار کا

عابد ہے تجھسے ملتجی اے ناصرِ کریم
بالخیر خاتمہ بھی ہو مشتِ غبار کا

جب تک کہ اسکو شغلِ شراب و کباب تھا
آنکھون مین شرم تھی نہ نظر مین حجاب تھا

چہرہ کسی کا کہنے کو زیرِ نقاب تھا
آنکھونمین شرم تھی نہ نظر مین حجاب تھا

ہم روزِ حشر بادۂ وحدت جو پی گئے
باقی دوئی تھی اور نہ سوال و جواب تھا

مین فیضِ اہلِ چشت سے ہون ساکنِ بہشت
ورنہ گنہ سے اپنے سزاے عذاب تھا

خواہش دکھائی دی بتِ مینوش کی پھر
جل بھن کے یہ مرا جگر و دل کباب تھا

مانگا تھا ہمنے بوسہ جو سرکارِ حسن سے
دیتے اگر زکوۃ تو کارِ ثواب تھا

اشکون کی رات دن تھی جھڑی ہجر یار مین
اور اپنا دود آہ بشکلِ سحاب تھا

ہوجاتی دُور میری غشی گر چھڑکتا وہ
اوس گلعذار کا تو پسینہ گلاب تھا

بلوا کے مجھکو بزم مین خاطر یہ اُسنے کی
غیرون پہ التفات تھا مجھپر عتاب تھا

تھی خوئے بدبھری ہوئی اونکی سرشت مین
اور شکوہ دوسرون سے بحالِ خراب تھا

احوال کیا کہون شبِ ہجران کا اپنی مین
مانندِ برق دل کو بہت اضطراب تھا

مینوش دیکھا شیخ نے اوس شوخ کو تو پھر
شیشہ بغل مین ہاتھ مین جام شراب تھا

افسوس ہم نے ایک نہ پائی شبِ وصال
جب تک کہ اوسکا جوش پہ عہدِ شباب تھا

عابد مین وصفِ عارضِ دلدار کیا کرون
شرمندہ جسکے رُخ سے مُدام آفتاب تھا

دل موجِ زُلف پر جو نگہ کرکے رہگیا
مثلِ حباب عشق کے دریا مین بہ گیا

اُستاد ہے وہی جو محبّت کی رہ دکھائے
ہے مرد وہ جو عشق کے صدمون کو سہ گیا

بلبل ترانہ ریز تھی اور گُل تھے خندہ زن
سیرِ چمن کو صبح جو وہ کجکلہ گیا

ہے واسطے اوسی کے شفاعت بروزِ حشر
جو اُمتی رسول کا کرکے گنہ گیا۔

یہ آستانِ فیض ہے اُمید گاہِ خلق
آیا تھا جو فقیر یہان ہوکے شہ گیا

محشر مین کیا وہ دولتِ دیدار پائیگا
دنیا مین جو وصال سے محروم رہگیا

صاحب کی ہونگاہِ کرم اوسکے حال پر
جسنے کہ بندگی نہ کی اور رد سیہ گیا

عابد نہ کر تو فکرِ گنہ کیا سُنا نہین
لا تقنطوا خدا ہے جو قرآن مین کہہ گیا

اختیار اِس سے کیا رو کے ہنسانا تیرا
مُجھکو منظور نہ تہا روٹھکے جانا تیرا

بہا گیا دل کو کچھہ اِس طرح ستانا تیرا
یاد آتا ہے وہ ہنس ہنس کے رلانا تیرا

حالِ دل اپنا سُناتا ہون تو وہ کہتے ہین
بس کر اب رام کہانی ہے فسانہ تیرا

وہ کمان ابرو ہے یون تیرِ مژہ سے کہتا
جگر و سینۂ عاشق ہے نشانہ تیرا

ہائے وہ میرا بناوٹ سے بگڑنا شبِ وصل
اور وہ اصل سمجھ کر وہ منانا تیرا

شرم سے ابرِ گہر بار ہے پانی پانی
دیکھکر ابرِ مژہ اشک بہانا تیرا

شعلہ زن آتشِ ہجران ہے مرے سینے مین
کام ہے رہ کے جُدا دل کا جلانا تیرا

مثلِ عنقا مجھے معدوم نظر آتا ہے
ہے کہان اے کمرِ یار ٹہکانا تیرا

دل مین میرے ہے جو تو موجزنِ اقلیمِ عشق
ہے عجب ایک ہی قطرہ مین سمانا تیرا

داغِ دل کا مرے خورشیدِ قیامت ہوگا
کام آئیگا سرِ حشر جلانا تیرا

رونمائی کی طلب طالبِ دیدار سے ہے
جان کا مانگنا ہے مُنہہ کا دکہانا تیرا

مین نہ آؤن تری محفل مین یہ ہے بات نئی
مین نیا تو نہین شیدا ہون پرانا تیرا

یاد آتی ہے شبِ وصل کی وہ کیفیت
منّتین کرنا میرا مُنہ کو چھپانا تیرا

زاہدون مین ہے کئی دن سے تو عابد کا شمار
ہے غضب اوس کو یہ مینوش بتانا تیرا

حمدِ خدا وظیفہ ہے برنا و پیر کا
دیکھا ہے حق کو حق ہے یہہ حق رُتبہ پیر کا
ہون خاکسار مین نہین خواہان سریر کا
الفقر فخری احمدؐ مرسل نے جب کہا
ہے آسرا جو صاحبِ لولاک کا مجھے
چھوٹا کمان سے جا کے لگا وہ نشانے پر

نعتِ رسول وردِ صغیر و کبیر کا
گر عقل ہو تو مان سخن اس حقیر کا
کافی ہے گر ملے مجھے بستر حصیر کا
سلطان سے بڑھ کے جانئے رتبہ فقیر کا
مطلق نہین ہے خوف گناہِ کثیر کا
اپنا سخن مقابلہ کرتا ہے تیر کا

دنیا کی مُشکلات سے عابد نہین ہے ڈر
مشکلکشا ہے نام مرے دستگیر کا

مظہر ہے خاص بندہ خدا کے ظہور کا
نزدیک آیئے تو کہون راز دُور کا
زاہد کو صرف شوق ہے جنّت کی حور کا
کیون عاشقون کو کرتے ہین ناصح نصیحتین
کیا ہے عجب جو بخشدے مجھ تیرہ رو کو

پھر دیکھیے تو جلوہ محمدؐ کے نور کا
قادر ہو قلب پر تو تماشا ہے طور کا
رندون کو اعتراف ہے اپنے قصور کا
کیا کام اہلِ عشق مین عقل و شعور کا
وہ ہے کریم بندہ ہون ربِّ غفور کا

شیطان کی کیا مجال کرے آدمی سے بحث
اوستاد ہے یہ اوس سے ہی بڑھ کر فتور کا

خط اون کا مجھکو آیا ہے مضمون یہ بھی ہے
اک کام تم سے آج ہے مجھکو ضرور کا

عابد کو کیون نہ فخر ہو اس اختصاص پر
فدوی بھی ہے تو خاص ہے اپنے حضور کا

[illegible] ہوگا نہ آشنا سب کا
دل ہی معشوق ہے نئے ڈھب کا

ہو وفا وعدہ ہم سے ہے کب کا
بوسہ رخسار کا دے یا لب کا

میری تیری ہے دوستی کب کی
کچھ تعلق نہین ہے یہ اب کا

مے پندار پی ہے زاہد نے
پاک ہے نفس رند مشرب کا

کافر عشق ہی مسلمان بھی
ہے جدا ڈھنگ میرے مذہب کا

تو نے کیون دی ذرا سی مے ساقی
تشنہ ہون ساغر لبا لب کا

عید کا دن ہے آیئے ملئے۔
ہم سے ہوتا ہے وعدہ کیون شب کا

کون مجھسا ہے دوسرا عاشق
تجھکو اک مین ملا ہون مطلب کا

عبد مجھکو کیا جو اے عابد
مجھ پہ احسان ہے مرے رب کا

رات دن محو تصور ہے مری جان کس کا
عشق کہتا ہے تو پنہان دل نادان کس کا

کس کے سایہ مین خط و زلف کو ہاتھ آے نجات / آسرا ڈھونڈتے ہین سنبل و ریحان کس کا

جستجو رہتی ہے کس کی یہ شب و روز تجھے / عشق ہے دل کو ترے نیر رخشان کس کا

کیا کہون پوچھ رہے ہین وہ دکہا کر زلفین / دل بیتاب ہے اس طرح پریشان کس کا

تم جو دل مین ہو تو کیا کچھہ نہین دل مین میرے / کس کی حسرت مین کہون عشق مین ارمان کس کا

حال عابد کے کہون مذہب و ملت کا مین کیا
دین ہی دل سے بہلا بیٹھا ہے ایمان کس کا

غیرون کو بہی معلوم ہے مین یار ہون اوسکا / اے عشق بہر حال خریدار ہون اوسکا

اے مالک کونین بنایا مجھے جس نے / شرمندہ تمہارا تو گنہگار ہون اوسکا

کرتا ہون جو مین حق سے طلب حق کی محبت / صد شکر کہ اوس سے ہی طلبگار ہون اوسکا

مجھ خاک کے پتلے کو حقارت سے نہ دیکھو / ذرہ ہون مگر محرم اسرار ہون اوسکا

دیوانہ مجھے کہتے ہین کیون اہل خرد سب / وہ میرا ہے مین دل سے طلبگار ہون اوسکا

ہو نیکی فدا جسپہ سلیمان کو ہے حسرت / مین مور ضعیف ایک گرفتار ہون اوسکا

کرتے ہین عبث فکر مری حضرت عیسیٰ / صحت سے غرض کیا مجھے بیمار ہون اوسکا

مسجد مین جو عابد ہون تو بتخانہ مین راہب
میخانۂ عالم مین مین سرشار ہون اوسکا

جس جگہہ آنکھہ پڑی یار کا جلوہ دیکھا
اسی جلوہ کا زمانہ مین تماشا دیکھا

اپنے زیور کی وہ تعریف ہی یون کرتے ہین
چاند تو چاند ہے ماتھے کا ہی تارا دیکھا

ساری محفل مین مرے حال پہ پہلے اُسکی نظر
آنکھ سے اوسنے کیا مجھکو اشارا دیکھا

دین و دنیا کا کیا عشق نے تیرے نقصان
نفع کے بدلے ہوا میر اخسارا دیکھا

دل کو آئینہ کیا مین نے کہ صورت دیکھون
دیکھنے والے نے افسوس نہ دیکھا دیکھا

کنگھی کرتے ہوئے مجھہ سے وہ یہ فرماتے ہین
تیرے دل کے لئے رکھا ہے یہ آرا دیکھا

سخت مایوس ہوا ہون جو گنہ کے باعث
یا نبی آپ کا ہی مین نے سہارا دیکھا

نامہ پڑھتے ہی مرا ساتھہ وہ صیاد کے ہوا
آکے کہتا ہے کہ کیون شوق ہمارا دیکھا

قدم شاہ دکن ہمنے تو دیکھے عابد
نہ سمرقند ہی دیکھا نہ بخارا دیکھا

آنکھہ اب تم سے لڑی دیر و حرم چھوڑ دیا
اک تمہارے لئے کس کسکو صنم چھوڑ دیا

خط اُنہین لکھنے کو بیٹھا تھا کہ تم آہی گئے
اسلئے ہاتھہ سے اب مین نے قلم چھوڑ دیا

میرے مشرب سے جو ناصح کو ہوئی آگاہی
پند گوئی کو وہین کہا کے قسم چھوڑ دیا

تو نے جس روز کیا وصل کا وعدہ مجھسے
دل مضطر نے خیال شب غم چھوڑ دیا

ہاتھہ کو مین نے بڑہایا تھا کہ چھوئون خسار
ہاتھہ ظالم نے مرا کر کے قلم چھوڑ دیا

دی مجھے عشق کی سرکار نے روشن چوکی | ہین نے وہ ماہی مراتب وہ علم چھوڑ دیا
آگیا رحم تمہین یا مری قسمت جاگی | شکر اللہ کا یک لخت ستم چھوڑ دیا
کیا ہوئے پہلے کے التفات وہ مہر و الفت | واہ جی تم نے تو سب لطف و کرم چھوڑ دیا

ہاتھ اُٹھا تو مرے ارمان سے مسکین عابد
خط مین اوس شوخ نے یہہ کہہ کے رقم چھوڑ دیا

بت کو لا کر کس نے میرے دل کے اندر رکھدیا | خانۂ اللہ مین کیسا یہہ پتھر رکھدیا
کر دیا منہہ بند میرا بات ہی کہنے نہ دی | اک کڑی ایسی سنائی دل مین نشتر رکھدیا
شیخ صاحب عزم کعبہ ہو مبارک آپکو | ہمنے اپنا کوچۂ جانان مین بستر رکھدیا
جو بڑھانا ہو بڑھائے جو گھٹانا ہو گھٹائے | کاتب تقدیر کے آگے مقدر رکھدیا

ہو گیا حیران عابد دیکھ کر یہہ صورتین
جب قدم اس آئینہ خانہ کے اندر رکھدیا

جس نے ایسا تجھے شباب دیا | اوس نے ہی ہم کو اضطراب دیا
شب کا وعدہ کیا نہین آیا | رات بھر مجھکو یون عذاب دیا
کیون نہ جل جاؤن غیر کو تو نے | بھر کے ساغر دیا کباب دیا
کتنے بوسے دئے لئے کتنے | اس کا تو نے نہین حساب دیا

خلق سے کیا تو مانگ خالق سے
اوسنے ہی سب کو بیحساب دیا

شیخ نے کرکے غیبتِ رندان
زُہد و تقوے کا سب ثواب دیا

ہمنے کیا پُوچھا آپ کیا سمجھے
بات کیا تھی یہہ کیا جواب دیا

عابدِ حق پرست کو ہے ہے
تم نے کیون ساغرِ شراب دیا

کھوج اوس نام کا نہین مِلتا
کچھہ پتا کام کا نہین ملتا

کوئی کیا پہنچے آپ تک صاحب
رستہ اُس بام کا نہین ملتا

یون تو برسون ہی پی ہے اے ساقی
لُطف اِس جام کا نہین ملتا

کون وحشی گیا کہ کعبہ مین
جامہ احرام کا نہین ملتا

غیر کا خط دکھاتے ہین وہ مجھے
پرچہ پیغام کا نہین ملتا

یون ہین کہنے کو سیکڑون احباب
دوست اِک کام کا نہین ملتا

سُود سر کارِ عشق سے ہم کو
درہم و دام کا نہین ملتا

دل جو اوس زُلف مین پہنسا وہ گیا
صید اُس دام کا نہین ملتا

تیری طاعت سے ایک پل ہم کو
وقت آرام کا نہین ملتا

اوسنے گہایل کیا ہے در پردہ
زخم صمصام کا نہین ملتا

غیر کی وجہ سے نہ دو گالی
لطف دُشنام کا نہین ملتا

کہا عابد سے دے کے درہم داغ
عوض اس دام کا نہین ملتا

اپنے ہی دل مین ہے خدا ملتا
کعبے جاتے تو ہم کو کیا ملتا

اپنا زاہد کو گر پتا ملتا
کیا کہون مین کہ کیا مزا ملتا

دولتِ عشق تھی ترا ملنا
مل گیا تو تو اور کیا ملتا

تو نے گھر کر لیا ہے دل مین مرے
اب کہان دوسرا نیا ملتا

تیرے ملنے سے ملگئے دارین
تو نہ ملتا تو مجھکو کیا ملتا

دل مین جو ہے مین صاف کہدیتا
گر وفا دار آشنا ملتا

کشتیِ عمر کے لئے عابد
ناخدا کے عوض خدا ملتا

کیا خدا کا پتا ہمین ملتا
تو نہ گر مصطفیٰ ہمین ملتا

منزلِ عشق ہاتھ آتی جب
خضر سا رہنما ہمین ملتا

دل ہی کرتا نہ رہنمائی تو
رستہ کب عشق کا ہمین ملتا

خانۂ دل مین ہم جو کرتے تلاش
جانِ جان کا پتا ہمین ملتا

تیغ قاتل گلے سے ملتی تو
قتل کا جب فراہمین ملتا

تیرا جلوہ ہے دونو عالم مین
کیا کوئی دوسرا ہمین ملتا

جستجو مین ہے جس کی تو عابد
وہ تو ہے جابجا ہمین ملتا

جب سے کہ آشنا مرا نا آشنا ہوا
مین کیا کہون کہ حال مرا کیا سے کیا ہوا

نیّت تری ہے بدلی ہوئی دل پھرا ہوا
ظاہر یہہ بھید آج مجھے دلربا ہوا

پہلے تو آسمان تہا اب تم ہی ہو گئے
قاتل جہان کا ایک تہا اب دوسرا ہوا

آئے نہین جو بہرِ نصیحت وہ میرے پاس
کیا جانے آج حضرتِ ناصح کو کیا ہوا

مین نے کہا کہ مرتا ہون بولا بگڑ کے وُہ
قدرت خدا کی آپ کو یہ حوصلہ ہوا

اونسے حجاب کیجیے آنکھین ہون جن کی بند
پردہ یہان ہے دیدہ دل سے اوٹھا ہوا

عابد بقا اوسی کے لئے ہے جہان مین
زندہ رہا جو ذاتِ خدا مین فنا ہوا۔

رونق فزا چمن مین جو وہ گلبدن ہوا
شرمندہ شرمسار گلِ نسترن ہوا

معبود تہا مین ہستی مین آکر ہوا ہون عبد
کوئی یہان فریب نہ کچھ مکروفن ہوا

نام اور نشان سے بہی تو واقف نہ تہا کوئی
چرچا مجھی سے تیرا سر انجمن ہوا

کیا کیجے ذات آکے یہین بنتی ہے صفات
دریا سے چہوٹ کر مرا قطرہ ہوا ہے نام

کچھہ ایسا اِس زمانہ کا اولٹا چلن ہوا
مین کیون وطن سے اپنے غریب الوطن ہوا

عابد یہی کلام ہے تیرا تو جان سے
مشہور عشق والون مین تیرا سخن ہوا

یہہ خوشی کیسے بدلے اے دل مفت کا غم ہوگیا
جو تصور عشق مین تہا وصل مین اب وہ کہان
پان کا بیڑا اپنا کرم نے جو مجھکو دیا
خلوتِ وحدت مین ظاہر اسقدر کثرت ہوئی
جلوہ محبوب کا جلوہ ہے عثمانِ علی

بات اچہی بہی نہ سمجھا وہ تو برہم ہوگیا
بڑھ گیا تہا پیار اوسکا گہٹ گیا کم ہوگیا
وہ سر محفل عدو کے واسطے سم ہوگیا
ایک جلوہ سے ترے معمور عالم ہوگیا
جان لو اسواسطے وہ فخرِ عالم ہوگیا

ہوتے ہین رندون سے عابد عابدون سے رند مست
حضرتِ ناصح کو کیون بیفائدہ غم ہوگیا

زاہد مرا انجیر یہہ انجام ہوگیا
صیاد تونے کس لیے چہوڑی ہین کلین
ہین اور رقیب شیفتہ لیلےٰ وشون ہین
مانگا جو بوسہ مین نے تو گالی ملی مجھے

تہا بت پرست کفر ہی اسلام ہوگیا
تیرا ابنا و میرے لیے دام ہوگیا
دونون کا ایک عشق مین انجام ہوگیا
لو یہ سوال قابلِ دشنام ہوگیا

شہرہ تمہارا میری محبت نے کردیا
جا کر دکن سے روم کو تا شام ہوگیا

ابرو وہان ہلا تو یہان کٹ گیا گلا
اوس کا اشارہ موت کا پیغام ہوگیا

بیمار ہجر کی ہے دوا شربت وصال
تسکین دل کو ہوگئی. آرام ہوگیا

کس لطف سے وہ کہتے ہین مجکو پکار کر
اب عاشقون مین میرے ترا نام ہوگیا

تسبیح پڑھ کے ہاتھ اوٹھانا سوئے فلک
عابد کے واسطے یہہ بڑا کام ہوگیا

داغ سے نالان ہین ہم دم مین تو شادان ہوگیا
حال میرا دیکھ کر حاسد پریشان ہوگیا

یہہ قصور اوسکا ہی خود ہے اسمین میرا کچھہ نہین
ولولہ دل کو ہوا نخچیر مژگان ہوگیا

کانٹے بوئے تم نے میرے روکنے کو واجی
دھجیان ہین جیب کی اور پرزے دامان ہوگیا

یہہ ہی مین نے نکالی دوستی مین اسکی چال
جب ظہور اوسکا ہوا مین آپ پنہان ہوگیا

عشق کے دربار مین خلعت ہے یہہ میرے لیے
ہوگیا دیوانہ مین پرزے گریبان ہوگیا

ہوگیا ہے کیا کہین اوس مست کو شوق کباب
دل مرا اچھا تھا کل کو آج بریان ہوگیا

یار کا تمغہ ہے یہہ صولت خطاب کیجیے
داغ کی الفت ہے دلمین دل نگہبان ہوگیا

ہوگئے ہین داغ کے شاگرد عابد دہوم سے
دوست سنکے خوش ہین دشمن تو گریان ہوگیا

سامنا ہوتے ہی تجھسے اک زمانہ ہوگیا
سم ترے عاشق کے حق مین آبِ دانہ ہوگیا

کیون نہ مین عاشق ہون کیونکرنہ دون ایذا اِسے
خود مجھے منظور جب دل کا جلانا ہوگیا

قیس اور فرہاد کا قصہ نہین سنتا کوئی
مشتہر مخلوق مین اپنا فسانہ ہوگیا

آپکو ہمنے مٹایا تو ہوا تجھسے وصال
اک یہی تو کام ہم سے عاقلانہ ہوگیا

بھیس مین آکر مرے ظاہر کیا ہے آپکو
کُنتُ کنزاً مخفیاً کا کیا بہانہ ہوگیا

یہہ تو عابد ہے سراسر حضرتِ ناصر کا فیض
عاشقانہ تہا مذاق اب عارفانہ ہوگیا

کثرت کو دیکھکر دلِ نادان مچلگیا
وحدت کے جب مقام مین آیا سنبھل گیا

مانند سیم و زر کی تپِ عشق سے یہان
دل ہی پگل گیا ہے جگر بھی پگل گیا

شیشہ مین دل کے بادۂ توحید کو ہے جوش
ساقی غضب ہوا خُمِ وحدت اُبل گیا

الفقر کی حدیث کا جب سے کہے خیال
دل سے مرے تصورِ اہل و دول گیا

مین ذات سے صفات مین ہونے لگا شمار
ہستی مین آکے بھیس جو میرا بدل گیا

سرِ انا کی رمز مین جب سے ہوا ہون گم
اللہ رے بیخودی مین خودی سے نکل گیا

جب سے پڑا ہے یار تجلی کا تیرے عکس
سینہ ہمارا طور کے مانند جل گیا

کیا پوچھتے ہو عابدِ مضطر کا حالِ زار
جاتا تہا کل وہ کہتا ہوا ہائے جل گیا

کہاں ہے وہ تمہارا یاد کرنا — وہ سربازِ وفا ارشاد کرنا

یہی ہے عاشقون کو شاد کرنا — کہ تم بیداد پر بیداد کرنا

تسلی جہوٹے وعدے سے ہی ہوگی — دلِ ناشاد کو یون شاد کرنا

بنا کر اپنا بندہ پہر یہہ کیا بات — غلامی سے بہ مجہے آزاد کرنا

مرا دل ہو گیا خود مثلِ نخچیر — نہ کچہہ تکلیف اے صیّاد کرنا

رکہا ہے نام شیطان فعلِ بد کا — اُنہین آتا ہے یون برباد کرنا

اُدہر ہی سے ہے جو کچہہ خیر و شر ہے — نہین آتا ہمین ایجاد کرنا

یہہ عابد کی دعا ہے میرے مولا
دمِ آخر مری امداد کرنا

یہی الطاف خدا کے لئے جاری رکہنا — بہولنا اس کو نہ تم یاد ہماری رکہنا

کہین برباد نہ ہو خاک ہماری در در — اوسکے کوچہ ہی مین اے بادِ بہاری رکہنا

وہ گنہگار ہین دنیا مین نہین ہے ہمسا — یا نبی روزِ جزا لاج ہماری رکہنا

سب سواری ہین مرے پاس بدولت شہ کی — اونکے افضال سے آسان ہے عماری رکہنا

یار کے مست ہو عابد ہمین معلوم ہوا
آپ کا رنگ ہے آنکہون کو خماری رکہنا

آج کل اوج پہ چمکا ہے مقدر اپنا
اپنے آغوش مین رہتا ہے وہ دلبر اپنا

جا کے کس کوچے سے آتی ہے نسیم سحری
ہو رہا ہے جو دماغ آج معطر اپنا

وعدۂ حشر کا اورون کو رہے دنیا مین
ہجر دلدار مین ہر روز ہے محشر اپنا

ہم تو کشتہ ہین تری تیغ ادا کے ظالم
کیا ڈراتا ہے ہمین کھینچ کے خنجر اپنا

فکر فردائے قیامت کی نہ کر اے عابد
شافع روز قیامت ہے پیمبر اپنا

اِس سے بہتر نہین دنیا مین ٹھکانا اچھا
یار کے کوچے مین بستر ہے لگانا اچھا

اپنے عاشق سے نہین منھ کو چھپانا اچھا
ایسے مشتاق کے ہے سامنے آنا اچھا

ہوسِ خلد نہین تیری گلی ہے مرغوب
نہین کچھ نہین مین اب اس سے ٹھکانا اچھا

وصل ہو یا نہ ہوا اپنا تو یہی ہے مذہب
عشق مین یار کے اپنے کو مٹانا اچھا

عشقِ صادق ہو جنھین کچھ نہین اونکو پروا
گر کہے بد او نہین یا سارا زمانا اچھا

انتہا بھی ہے نصیحت کی جنابِ ناصح
چپ رہین آپ نہین دل کا جلانا اچھا

دیر ویران ہوا بت ہے خدا اپنا بنا
کعبۂ دل کو خدائی سے بسانا اچھا

مردے زندہ ہوے ہے تیرے کرشمہ کا یہہ فیض
تو مسیح اپنا ہے ہم کو بھی جلانا اچھا

بادۂ عشق کی عابد ہے یہی کیفیت
اِسکا پینا بھی ہے خوب اور پلانا اچھا

تھا حقیقت مین جو معبود ہوا عبد نما
بندہ مین کیون نہ ہو پیدا صفتِ ذاتِ خدا

واعظا مجھکو نہ کر منع گنہ سے اصلا
صفتِ عفوِ خدا ہو گی گنہ سے پیدا

جسنے دیکھا نہین دنیا مین خدا کا جلوہ
یان بہی اندہا ہے وہ ناکام وہان بہی اندہا

ہے بلا عین عرب اور بلا میم احمد
شکلِ انسان مین ہوا آگے یہان جلوہ نما

میرے آقا جو ہوا تیرے غلامون مین شریک
اوسکو رضوان نے کہا میوۂ جنت لے کہا

کبھی معبود کبھی عبد کبھی ہے **عابد**
رنگ اپنے وہ دکہاتا ہے جہان مین کیا کیا

جسے دیکھا تجھے دیکھا جو کچھہ پایا تجھے پایا
بجز تیرے نظر مجکو نہ کوئی دوسرا آیا

کوئی حد بہی ہے اس وحشت کی یا آپہی جاتا نہین
کہ کوسون بہاگتا ہے آجکل مجھسے مرا سایا

بنا ہے شمعِ محفل وہ ہین گرداگرد سب عاشق
وہی پروانہ سان ہوگا کہ جسنے داغ ہے کہایا

مجھے اس بیقراری نے بنایا اور بہی مضطر
الہی کیا ہوا نامہ نہ اب تک نامہ بر لایا

عبادت گاہ مین رہ کر ہوا ہے راتدن مغرور
نہ کر نخوت کبھی **عابد** تکبر کا ہے یہہ مایا

اوس کا آنا نظر نہین آتا
نہین آتا نظر نہین آتا

آنکھہ ملتی ہے یار سے لیکن
اوسکا ملنا نظر نہین آتا

وہ جوانی کدھر گئی افسوس
عیش ڈھونڈا نظر نہین آتا

جان لینی تو ہے اُنہین منظور
آزمانا نظر نہین آتا

سب ہین دیوانے عشق مین تیرے
اک سیانا نظر نہین آتا

کعبہ و دَیر مین بہی ٹہیک ترا
کچہہ ٹہکانا نظر نہین آتا

اِن دنون ڈہنگ آپ کا عابد
ہم کو اچہا نظر نہین آتا

غیرتِ ماہِ درخشان کو نہین جانتے کیا
اوسکو ہم جانتے ہین دوسرے پہچانتے کیا

جب یہہ ٹہیری ہے کہ ہم عشق صادق ہین ترے
مال کیا جان ہم اپنی نہین گذرانتے کیا

صاف ہو چیز تو پہر کیا ہے تامّل ساقی
مَے بے دُرد ہے شفّاف اُسے چہانتے کیا

اونکو محفل مین نہ دیکھا تو مری جان بچی
دیکھکر دل مین خلل جانے وہ پہر ٹہانتے کیا

سُن لو عابد کا بہی کہنا یہہ جنابِ ناصح
دوست کی دوست کوئی بات نہین مانتے کیا

شوق ہے ہر دم نئی بیداد کا
حوصلہ دیکھو ستم ایجاد کا

شوخ کی تصویر وہ کہینچین اگر
ہاتھ کانپے مانی و بہزاد کا

مین جنون مین رہنمائے قیس ہون
عشق مین اوستاد ہون فرہاد کا

کیسے غافل کیسے بے پروا ہو تم
منتظر مدت سے ہون مین یاد کا

دل مرا نخچیر اوس کا ہو چکا
ہے نصیبا اوج پر صیاد کا

المدد اے سخت جانی المدد
تیز ہے خنجر بہت جلاد کا

ہے خلش دل مین مرے آٹھون پہر
وہ مژہ ہے نیشتر فصاد کا

دو جواب صاف عابد کو کوئی
منتظر ہے آپ کے ارشاد کا

کیا بتاؤن مری ان آنکھون نے کیا کیا دیکھا
مختصر یہ ہے کہ ہر جا ترا جلوہ دیکھا

کثرت جلوہ نمائی نے کیا پوشیدہ
خود ترے حسن کو ہم نے ترا پردا دیکھا

حکم سے تیرے ہوا ہے دم عیسیٰ کا ظہور
یہ بھی اک بات تھی قدرت کا تماشا دیکھا

کشتی نوح کو طوفان سے بچایا تو نے
حکم سے تیرے ہی بڑھتا ہوا دریا دیکھا

ایسے اجمال کی تفصیل کہے کیا عابد
مختصر یہ ہے کہ ہر جا ترا جلوا دیکھا

جسکو درد عشق تیرا اے شہ والا ہوا
کس نے کی اوسکی دوا عیسیٰ سے کب اچھا ہوا

جسطرف نکلا ترا عاشق یہی چرچا ہوا
دیکھنا آتا ہے عابد جان پر کھیلا ہوا

خضر کی منت اوٹھانی پڑتی راہ عشق مین
رہنمائی کی ہمارے دل نے خود اچھا ہوا

تیری خاطر اِس قدر منظور ہے اللہ کو
تجھ سے اُلفت جسنے کی وہ طالبِ مولا ہوا

سر مین سودا بھی ہوا تھی دل مین اُلفت آپکی
اِک مرض پہلے سے تھا یہ دوسرا پیدا ہوا

ہے مدینہ عاشقون کے واسطے دار الشفا
جو مریض اُس شہر مین جا کر رہا اچھا ہوا

بدر نے جب تجھ کو دیکھا ہو گیا گھٹ کر ہلال
رو برو جب آفتاب آیا تو وہ تارا ہوا

ہمنے دی پہلوین اپنے اِسلئے دلکو جگہ
آپ کی تعریف سُنکر آپ پر شیدا ہوا

حشر مین جب مین چلونگا تیرا دامن اوڑھکر
ہوگا خورشیدِ قیامت مجھسے گھبرایا ہوا

فخر ہے آبا کو تجھسے ہے شرف اولاد کو
اِس صفت سے متّصف کون اے شہِ والا ہوا

چہرۂ حضرت کو عابد کس سے مین تشبیہ دون
مہر بھی دیکھا ہوا ہے ماہ بھی دیکھا ہوا

عرضی بہ بارگاہِ خواجۂ خواجگانِ چشت غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ میرے اے خواجہ
معین الدین سرتاجا

ہند کے والی عطائے رسول
کہتے ہین ہندو بھی مہراجا

تیرے کرم سے پائے فیض
شہ ہو گدا ہو یا راجا

میرا وسیلہ کوئی نہین
میری طرف کو تو آجا

فیض تو تیرا ہے جاری
میری مُرادین دیتا جا
خواب مین اپنے خادم کو
صُورت اپنی دکھاتا جا
عرضِ سابق ہو مقبُول
دونون مین کردے اسباجا
تیرے کرم کی نوبت ہے
روز ہو در پر یہ باجا

عابد حاضر ہے در پر
دل کا مقصد دلوا جا

اُس جانِ جان نے تجھکو مری جان بنادیا
قدرت خدا کی مجھکو پریشان بنادیا
اے برہمن نہ پُوچھ تو مذہب کا میرے حال
کعبہ مین رکھ کے بُت کو مسلمان بنادیا
نقشہ جما جما کے رُخِ گلعذار کا
آنکھون کو اپنی ہم نے گلستان بنادیا
حیوان کی خاصیت تہی سراسر سرشت مین
احمد حسین نے مجھے انسان بنادیا

عابد یہ فیض بخشیٔ ناصر ہے دیکھنا
مورِ ضعیف کو جو سُلیمان بنا دیا

شیفتہ ہون مین جو اپنے پیر کا
بس نشانہ ہوگیا ہون تیر کا
اک الف ہی پر کیا ہے ختم سب
کون جانے رمز اِس تحریر کا
میری صورت دیکھکر میرا ہی دل
رنگ بھرتا ہے تری تصویر کا

ساری پریان مجھ پہ عاشق ہوگئین
کیون تردّد کیون تجسّس کیون ہے فکر

فیض ہے یہہ میرے نامِ پیر کا
مل ہی جاتا ہے لکھا تقدیر کا

رازِ احمدؐ سے ہوا عابد امین
شاد ہے دل اِس لئے دلگیر کا

زلف سے ہے سلسلہ تقریر کا
کیون ہوا عادی دہ کافر بیر کا
لینے کے دینے پڑے صیّاد کو
ناصحا بہرِ خدا اب کچھ نہ کہہ
نعمتین دونون جہان مین حقی ہین
میر عثمانِ علیخان شاہ کے

خوف اب مطلق نہین زنجیر کا
بیڑین بہی کیا مزا ہے شیر کا
گہٹ گیا دم آج کیون نخچیر کا
حوصلہ مجھ مین نہین تدبیر کا
سب ہے صدقہ شبّر و شبّیر کا
ہر عدو پر دانت ہے شمشیر کا

عشق کا ہے اوسکے عابد یہہ اثر
رنگ ہے ہرجا تری تصویر کا

پڑھ کے والنجم نکلتا ہے مرے گھر تارا
قید قبلہ کی نہین کعبے مین سجدہ کے لئے
یہہ وراثت سے یقین ناصر و احمد کی ہین

بخت خفتہ کو جگاتا ہے چمک کر تارا
قطب سے آتا ہے جسوقت کہ سر تارا
مثلِ خورشید چمکتا ہے ترے سر تارا

اک جگہ یہہ نظر آتا نہین ساکن اکثر
کانپتا برق کے مانند ہے تھرتھرا تارا

نکتہ علم معلّم ہے یہہ عابد تحقیق
دوڑتا ہے جو تری آنکھ مین اکثر تارا

شراب عشق دونون خم کی پینا
اسی اک کیف سے ہے اپنا جینا

بڑی ہے شرط اُسنے مجھ سے ایسی
ہُجوم ماسوا سے رکھیے کینا

بنی چورا ہے پر ہے اپنی منزل
سمجھ لینا ہے رستے کا قرینا

یہہ گویائی نہین ہے راز حق ہے
کہ مخزن بھید کا ہے میرا سینا

ولا یشرک ہوا کندہ جو اُس پر
ہوا عابد گران دل کا نگینا

از نگاہ تیر او فرہاد چون آریم ما
راہ عشقش را خداوند طلبگاریم ما

حاجیے بطحا و در یثرب چو زوّاریم ما
برہمن آسا بہ بتخانہ پرستاریم ما

حق شناسیئے دل ما نیست از منصور کم
حاکم شرعی کجا گو قابل داریم ما

ہر دو مذہب را زما بہتر نمیداند کسے
تار و پود سبحہ و زنّار میداریم ما

مست کے گردد دل ما از شراب ہر دو کون
تا ز شرب ساغر دیدا رسرشاریم ما

تاب ہجر او نمی داریم اے ناصح بہ بین
تا بہ رنگ ابر در ہر روز و شب زاریم ما

کارِ ما عصیان مُدام و کارِ والا بخشش است
مغز ناحق ناصحان خوردند بیزاریم ما

مقصدِ ما جز تو دیگر نیست هر جا ای صنم
مثلِ شیخ و برهمن کاری نمیداریم ما

سایهٔ بالِ هُما را دل نمی‌خواهد گهی
تا بکوی یار زیرِ ظلِّ دیواریم ما

هست در بحرِ فنا عکسِ جهان معدوم وار
بر زمین پهلو چو نقشِ بوریا داریم ما

مصرعِ حضرت آصف جاه رحمة الله علیه ۱۲

نقشِ چشمِ مست تا در چشمِ ما کرده وطن
عابدا چون نرگسِ بیمار بیماریم ما

بهرِ قتلم تیز کن صمصام را
شهرهٔ آفاق کن گمنام را

ساقیا جامی بده این خام را
تا شناسد مستیِ انجام را

آرزوی صید میدارد دلم
صید کن صیّاد برچین دام را

سجده گاهِ من خمِ ابروی تست
زان دوگانه میگذارم شام را

بعدِ عمری یافتم وصلِ نگار
صرف کردم در طلب ایّام را

نامه بر شد دشمنم ای بدنصیب
کیست آرد نامه و پیغام را

می خوری زان شیوهٔ خود کرده ام
می پسندد اهلِ دل بدنام را

عابدا هست این معمّا یا غزل
تا نه شد مفهوم شعرت عام را

رباعی

ہر رنگ مین بشکل آب ہوجا تو فنا
غیرون سے رکھہ اتّحاد کر وصف و ثنا
ہر دم ہو ہو اللہ بہ فیضِ ناصر
منصور سا زنہار نہ کہہ لفظِ انا

رباعی

ہر چند طلب مین اک زمانہ ہوگا
معلوم کسی کو نہ ٹھکانا نہ ہوگا
اپنے دل مین ذرا تو ڈھونڈھو عابد
گھر ہی مین چھپا صاحبِ خانہ ہوگا

قطعہ

دلپہ جو بیٹھا ہے اے غافل اوٹھا
اک طرف ہو ہر طرف سے دل اوٹھا
صحبت فقرا مین عابد رات دن
بیٹھنا گر ہے تو کچھہ حاصل اوٹھا

قطعہ

دکھلائی دے جو غیر تو پہچان آشنا
مانندِ آبِ صاف بہ ہر رنگ ہو فنا
ظاہر پرست ہوتے ہین ہرگز نہ کہہ ولا
منصور و بایزید سا سبحانی و انا

قطعہ

ہم سے جو تو ہم بھم رہیگا
نے ہستی و نے عدم رہیگا
مشتاق رہین گے اوسکے عابد
جب تک کہ یہ ہم مین دم رہیگا

قطعہ

بند ہو منہ شگوفہ کے مانند	گل کی صورت نہ تم ہنسا کرنا
اپنا کہنا کسی سے حال نہ کچھ	غیر کے سیکڑون سنا کرنا

مستزاد

دل ہی خود عرشِ معلّی ہے صنم رہنے سے	واہ کیا خوب کہا
جائین کیون دیر وحرم دل ہے حرم رہنے سے	ہے وہ مرغوب سدا
گفتگو مین نہ کبھی فاش ہو رازِ باطن	یون گزر جائین جو دن
ہے مزا دل کو فقط جان کے تھم رہنے سے	خوب محبوب ملا
وہ میدم ہمدم ہو اب غور کرو کیا ہے دم	تم کو ہے حق کی قسم
کہتے آدم ہین اُسے جسم مین دم رہنے سے	خاص اربابِ صفا
بلبل وگل چمن سرو پہ نازان قمری	تھے سبھی کرتے خوشی
عیش ہے عاشق ومعشوق بہم رہنے سے	کہتی ہے بادِ صبا
سیرِ گلشن مین خرامان جو ہوا غنچہ دہن	گلبدن رشکِ چمن
زینتِ راہ ترا نقشِ قدم رہنے سے	دل ہوا امیر افدا
غیر مجھکو نظرِ قہر سے ہے دیکھ رہا	کہو حاصل تجھے کیا

پائیگا مرتبہ اِک عشق کا غم رہنے سے — دل کے اندر بخدا
زیر ابرو وہ سیہ خال تو مانندِ سپر — صاف آتا ہے نظر
تیغِ بُرّان ہے ترے ابرو مین خم رہنے سے — جس نے دیکھا یہ کہا
ہے رقیبون کو حسد حد سے زیادہ دِل — دیکھ ہوتے ہین خجل
عاشق زار تری بزم مین جم رہنے سے — جو ہے یہ رتبہ ملا

عابد اُس ناصرِ حق کا ہو اللہ نشاں — ہم کو واللہ ہے یاد
ورد منصور کو ہر بار منم رہنے سے — دار کا پایا مزا

رمزِ حسن کی کشتی سے با قلزمِ معجو پار ہوا — فیضِ ناصر نصرت پا کر غفلت سے ہشیار ہوا
عبد سے عابد بنکر خود معبودِ شہ اسرار ہوا — یار کو خلوت خانہ مین جب جلوہ اِک درکار ہوا

جامہ پہنا امکان کا اور آپہی خود ظاہر ہوا

پانچ عناصر پہلے خلا اور اُس سے نمایاں باہم — آتش و آب و خاک سے ہستی ہو گئے سارے چھوڑ عدم
پانچون سے مخلوق بنی ہے پایا سب نے ذات سے دم — آپہی عقلِ کامل عرش اور آپہی کرسی لوح و قلم

آپ فلک اور آپ ملک خود ثابت اور سیّار ہوا

جب دم سب مخلوق بنائی آپ وہین خلّاق ہوا — رزق لگا پہنچانے اُنکو اُن کا خود رزّاق ہوا
شوخ ہوا طنّاز ہوا اور ناز و ادا مین طاق ہوا — عاشق اپنا آپ ہوا اپنے حسن پہ خود مشتاق ہوا

آرسی و عکس آپ ہوا خود دید ہوا دیدار ہوا

ہر خلقت مین نوعِ دگر سے آکے دکہایا اپنے آپکو
آپ سماعت آپ صدا خود ہو کے سنایا اپنے کو

آپہی عاشق اپنا ہوا معشوق ہی پایا اپنے کو
آپ شمع اور پروانہ ہو آپ جلایا اپنے کو

آپ ہی شوق اور آپہی شایق نور ہوا خود نار ہوا

آپہی ساقی آپہی مغان اور آپہی خُم اور خمخانہ
آپہی مے اور آپہی شیشہ آپہی جام و پیمانہ

آپہی نشہ آپہی خُمار اور آپہی مست و مستانہ
آپہی بنا یاد و منزل اک کعبہ و دیگر بُتخانہ

کُفر کہون اسلام کہون خود سبحہ اور زنار ہوا

اپنا سخن اے عاشقِ کامل شرح سے کچھہ دو نہین
غور سے گر فرماؤ نظر تو قال سے ہو جاگا عین

بندہ معین الدین ہون اور ما بہ یہ گہر اپنا یقین
نورِ محمد فخر مجھے ہے مین ہون صادق خیر الدین

خمسہ بر غزل مولانا مولوی
لیکے بغل مین شیشہ باہم ساقی کے میخوار ہوا
[illegible]

جب دلِ باعشق صفا ہو گیا
سینہ پُر از نور و ضیا ہو گیا

سامنا جب میرا ترا ہو گیا
کُفر جو تھا دین مرا ہو گیا

[illegible]

بُت ہی نصیبون سے خدا ہو گیا

کیا ہی حرارت ہے تپِ عشق کی
قیس سے افزون ہوئی دیوانگی

رات جو ہجران کی ہتی ٹل گئی
کیسی دوا مجھکو مسیحا نے دی

درد محبت کا سوا ہو گیا

طاقِ حرم تیر کمان ابرو ہین | کعبۂ عشق مین ہو کیون شور و شین
تیر اپنا یا جو ہدف اپنے تئین | تیر تیرا سینہ مین لگتے ہی مین

آدمی تھا قبلہ نما ہو گیا

آگیا جو عشق کے میخانے مین | ہو گیا سرشار وہ پیمانے مین
کیون نہ خوشی دشت کے ہو جانے مین | ہے وہ سعادت مرے ویرانے مین

چغد بھی آیا تو ہما ہو گیا

پی گیا جو بادۂ عرفانی ہے | اُس کو چڑھا نشۂ حقانی ہے
باقی ہے عابد نہ سمجھ فانی ہے | موت کدھر آتی ہے دیوانی ہے

خمسہ بر — فیض تو پہلے ہی فنا ہو گیا — غزل خود

مین ہون اِک فردِ حساب اور تو محاسب میرا | تختۂ عفو ترا کاغذِ جاذب میرا
مین ہون موہوب ترا اور تو واہب میرا | مین تو بندہ ہون ترا اور تو صاحب میرا

حق عطا کر دے مجھے جو کہ ہے واجب میرا

خضرؑ و الیاسؑ سے بھی کام ہین سکتے ہم کب | اور نہین ہم کو ہے کچھ موسیٰؑ و عیسیٰؑ سے طلب
ورد ہے روز یہی اور تصور ہر شب | نہین کونین مین جز تیرے کسی سے مطلب

تو جو مطلوب ہوا حق رہا طالب میرا

نظر آتا نہین تجھسا کوئی با تاج و لوا — بیٹھا اسطرح سے دلمین ہے مرے یار تو آ
غیر کی جا جو نہین شکر خدا خوب ہوا — ہے کہان ظاہر و باطن مین کوئی تیرے سوا

وہیان رہتا ہے اسی بات پہ غالب میرا

تجھہ مین مجھہ مین نہین کچھہ فرق کہاتا ہے مجھے — آئنہ مین ہون تو تو عکس بتاتا ہے مجھے
مین نہین مین نہین واللہ تو ہی پاتا ہے مجھے — دیکھون جب اپنے کو مین تو نظر آتا ہے مجھے

روح تو تو ہی ہے کہنے کو ہے قالب میرا

طور پر جب سے نظر آگئی موسیٰؑ کو جھلک — دہر پر نور ہے ہر سمت ہے تیری ہی چمک
لیکے انسان سے تا جن و پری حور و ملک — تجھکو گر دیکھہ لیا دیکھا خدا کو بے شک

قول اُس کا ہے کہ آدمؑ ہوا نائب میرا

مین جو ہون بیٹھہ گیا دہر مین ہو کر دلگیر — نہین معلوم خدایا ہوئی کس کی تاثیر
نظر تیر کا تیرے ہے مرا دل نخچیر — دل مین اللہ کہون منہ سے نکالون باہر

طائر جان ہوا صحبت سے غائب میرا

مے وحدت کی مرے مغز مین اتو بو ہے — عابد اب ہر شئ مین چہرہ ترا ہر اک سو ہے
تو جدہر دیکھہ ادہر جلوۂ اللہ ہو ہے — احمد و عابد و ہم حافظ و ناصر تو ہے

شُم باللہ تو ہمدم ہے مُخاطب میرا

دل مرا قبلہ نُما تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا
حق کا گھر ڈہونڈ رہا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا
آئینہ دیکھا یہ کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا
شکلِ انسان مین خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
حق سے ناحق مین جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

گرچہ تیرا ہی تصور تھا مجھے روز و شب
دل تھا آئینہ نمط ششدر و حیران الطلب
محو از خود رہا عنقا سا مجھے ہوش تھا کب
باوجودیکہ ترا مژدہ نحن اقرب
گرچہ قرآن مین لکھا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

کیا کہون کیسے خیال آتے تھے اپنے دل مین
معرفت کی رہا پیوستہ رہِ مشکل مین
آشنا ان اپنے تھے ہر چند ہما کے ظل مین
ہو کے سُلطان حقیقت اسی آب و گل مین
دربدر مثلِ گدا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

بیخودی سے نہ ہوا واقفِ اسرارِ خودی
با سرِ ہوش لیا بسکہ اُٹھا بارِ خودی
پائے وحشت مین تھی بیحد خلشِ خارِ خودی
مطلعِ دل پہ مرے چھایا تھا زنگارِ خودی
چاند بدلی مین چھپا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

جستجو شہر مین بھی کی ہے خبر مین ڈہونڈا ناحق
بن کے سیّار سدا سیر مین ڈہونڈا ناحق
وہ تو مجھ ہی مین تھا پر غیر مین ڈہونڈا ناحق
ایک مدت حرم و دیر مین ڈہونڈا ناحق

سیمبر مین چہپا تہا مجہے معلوم نہ تہا

مین نے کثرت مین بہی وحدت ہی کا جلوا دیکہا — نورِ حق خلق مین بے پردہ ہویدا دیکہا
عابد اک قطرے مین دریا کو سماتا دیکہا — ہو کے خاموش عجب سیر و تماشا دیکہا

تمت برغزل — رنگ بیرنگ ہوا تہا مجہے معلوم نہ تہا

حاجیون کے لئے ہے جامۂ احرام بہلا — اور کلیسا کے تو رہبان کو ہے بام بہلا
باندہے رہنا تو سپاہی کو ہے صمصام بہلا — کفر کافر کو بہلا شیخ کو اسلام بہلا

عاشقان آپ بہلے اپنا دلارام بہلا

ہے سدا نزدِ مغان رندے آشام بہلا — اور کارِ کششِ بادہ گلفام بہلا
چاہئے مجہکو شبِ وصل کا ارقام بہلا — ساقیا ایسا پلا دے مجہے اِک جام بہلا

جس کے پیتے ہی رہون بیخود و گمنام بہلا

گاہ گاہے مجہے وہ یاد تو کر لیتا ہے — کہہ دو حاضر ہے اگر تو مرا سر لیتا ہے
زرِ مقصود سے دامن بہی تو بہر لیتا ہے — باخبر ہو کے نہین میری خبر لیتا ہے

قاصدا یار کو اب کیا لکہون پیغام بہلا

دیکہئے غور سے کس طرح زمانے کی ہے چال — کوئی طالب کوئی مطلوب کوئی ہے بیحال
پوچہتے کیا ہین یہ زاہد مرے دل کا احوال — وصل کی فکر مین ہون رہتا ہے بس تیرا خیال

شام سے صبح تلک صبح سے تا شام بھلا

کشورِ عشق مین آیا ہون مرا حال سنو　　قیس کی طرح ہون دیوانہ عزیزو دیکھو
چاند سورج سے ہین رخسارِ مجلّا دونو　　مرغِ دل کیون نہ پھنسے دیکھکے خال و خط کو

کیسا صیاد ہے وہ کیسا ہے وہ دام بھلا

کیا دکھائی دے مجھے روئے حسین پردہ سے　　دل ہے سینہ مین نظر آتا نہین پردہ سے
کیون نظر آئے بھلا گوشہ نشین پردہ سے　　وہ تو باہر نہین نکلے ہے کہین پردہ سے

مجھکو بن دیکھے تو اکدم نہین آرام بھلا

سامنے تیرے ہون اسطرح سے بیٹھا خاموش　　شکل پروانہ ہون جی شمع پہ دیتا خاموش
غیرِ عابد نہ کسی سے ہوا اصلا خاموش　　کارِ دنیا کے تئین چھوڑ کے رہنا خاموش

اور کامون سے یہ بیکاری کا ہے کام بھلا

خمسہ بر غزل　　تضمین

سپہرِ کنت کنزاً سے ستارہ جو کہ چمکا تھا　　وہی نورِ دلِ عاشق وہی نورِ صنم کا تھا
نہ فرق اسلام مین اور کفر مین کچھ کیف و کم کا تھا　　چراغِ دیر مین جو نور قندیلِ حرم کا تھا

اسی آتشکدے پر کالہ کا ہر یکجا ہے جھمکا تھا

دکھا جلوہ دیوانہ بنایا بے گنہ اسکو　　صریحاً دام کاکل مین پھنسایا بے گنہ اسکو
یہ صدمہ ہجر کا کیسا دکھایا بے گنہ اسکو　　بتون نے قتل کر ڈالا خدایا بے گنہ اسکو

مسافر پانچ دن سے یان جو نووارد عدم کا تہا

فراموشی رہی جو اُسکو اپنے نام سے اب تک
رکہا تہا ربط اُسنے کس بُتِ ظلّام سے اب تک
نہ سُنتا بولتا تہا کچہہ بہی خاص و عام سے اب تک
کسی کی لو مین یہ دل سوخت تہا یان شام سے اب تک
چراغِ صبح کے مانند یہان کوئی دم کا تہا

بہت آراستہ اپنے کو جو اُسنے کیا شب کو
نظارہ اپنا پہر عالم کو تہا دکہلا رہا شب کو
سُنا عشّاق سے اور آپ بہی کچہہ کچہہ کہا شب کو
برآمدہ مہ بے مہر کوٹہی پر ہوا شب کو
ستارہ کیا کسی کمبخت کی قسمت کا چمکا تہا

نہ موندہی آہ ہم نے چشم گریان اپنی دہوکے سے
نہ روکی آہ ہم نے آہِ سوزان اپنی دہوکے سے
نہ کی آگ عشق کی عابد نے پنہان اپنی دہوکے سے
دیارِ عشق مین دی فیض نے جان اپنی دہوکے سے
ہوا معلوم مرتے دم اثر شربت مین سم کا تہا

سورۂ اخلاص ہے ارشاد اپنے شاہ کا
پایا بافیض احد رُتبہ فنا فی اللہ کا
خاک پر نقشِ قدم روکش نہ کیون ہو ماہ کا
نورِ وحدت سے یہ عالم ہے دلِ آگاہ کا
مہر ہے ایک ایک ذرّہ میری گردِ راہ کا

بحرِ ہستی مین عجب لہرا رہا ہے لا الٰہ
تا بساحل موجزن سیلاب سا ہے لا الٰہ
خود نمو نہ ظاہر اگرداب کا ہے لا الٰہ
فی الحقیقت غوطۂ بحرِ فنا ہے لا الٰہ

ہے ابھرنا اِس بھونر سے ذکر لا اللہ کا

بیوفا ہے محبۂ دنیا کی اُلفت سے گذر
اِس جہان مین سیر سے اور عیش و عشرت سے گذر

بندۂ ہُو ہو کے تو ہر ایک علت سے گذر
حق رسی چاہے تو ہفتاد و ملت سے گذر

منزلین طے ہون تو جب حاصل ہویت اللہ کا

ہو صداقت سے بھری وہ خوبیٔ گفتار ہو
وعدہ ہو یا قول ہو پیمان ہو یا اقرار ہو

بات مین اک بات ہو اُس بات مین اسرار ہو
صحبتِ احباب یا دربار یا سرکار ہو

بات وہ کہیے بھلا ہو جس مین خلق اللہ کا

راست دل پر فیض تھا خوش قامتی عشق کا
اک الف احمد احد کا صاف جلوہ کر گیا

گلشنِ وحدت کے غم مین مثلِ شبنم رو دیا
آنسوؤن کا جوش یہ ذکرِ الٰہی مین ہوا

بنگیا سر وِ کنارِ جو الف اللہ کا

اے دل اب عشقِ حقیقی کو بجان مرغوب کر
مصطفیٰ محبوب حق ہین اُن کو تو محبوب کر

آگیا ساحل پہ بارے غوطہ خواریٔ خوب کر
گوہر مقصد ملا بحرِ سخن مین ڈوب کر

تہ کو جب پہنچا تو مضمون ہاتھ آیا چاہ کا

ہو گیا ملکِ دکن مین گو کہ عابد ہے اسیر
پر مدینہ کی سکونت چاہتا ہے یہ حقیر

صورت و رفعت زیارت سے اُسے بخشینگے پیر
نور ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے امیر

تضمین غزل — سامنے روضہ نظر آئے رسولؐ اللہ کا — [illegible]

روئے احمدؐ مین چہپا تہا بہ مجہے معلوم نہ تہا — صورت پیر بنا تہا مجہے معلوم نہ تہا

جلوہ آدم مین کیا تہا مجہے معلوم نہ تہا — شکلِ انسان مین خدا تہا بہ مجہے معلوم نہ تہا

حق سے ناحق مین جدا تہا مجہے معلوم نہ تہا

تہا جو مکتب کا پڑہا ہوگیا بیفائدہ سب — مَن عَرَف سیکہنے سے ذہن مین آیا مطلب

مُصحفی چہرے سے بندے کے خدا دور تہا کب — باوجود دیکہ ترا مُژدہ نَحنُ اَقرب

گرچہ قرآن مین لکہا تہا مجہے معلوم نہ تہا

ملگئی جبکہ صفت ذات کی آب گل مین — باد و آتش کی تجلی ہوئی آب و گل مین

ہے تعرّج کا تنزّل سبہی آب و گل مین — ہو کے سلطانِ حقیقت اِسی آب و گل مین

دربدر مثلِ گدا تہا مجہے معلوم نہ تہا

مہر جس شکل سے ہوجاتا ہے شب کو مخفی — اِس طرح تخم مین پوشیدہ ہے نخل اور ڈالی

آگے تفصیل مین اجمال جو بہولا آپہی — مطلعِ دل پہ مرے چہپایا تہا زنگارِ خودی

چاند بدلی مین چہپا تہا مجہے معلوم نہ تہا

وصل مین ہجر کے صدمہ کو اُٹہایا ناحق — ہوگیا اپنی دوئی کا مجہے دہوکا ناحق

شیخ و کافر سے پتا یار کا پوچہا ناحق — ایک مدت حرم و دَیر مین ڈہونڈا ناحق

سیمبر بر مین چہپا تہا سب مجہے معلوم نہ تہا

بند جب آنکہہ ہوئی یار کا چہرہ دیکھا
لب جو مسدود ہوے اُس کا ہی جلوہ دیکھا
عابد اب کیا مین کہون آپ سے کیا کیا دیکھا
ہو کے خاموش عجب سیر و تماشا دیکھا

خمسہ بر غزل — رنگ بے رنگ ہوا تہا مجہے معلوم نہ تہا — نسخہ خیتی

دیکھئے یہ بہید نیا ہو گیا
ہوش و خیال اپنا ہوا ہو گیا
اب مجہے کہنا یہ روا ہو گیا
مظہر بیچون جو خدا ہو گیا

آپ ہی رب عبد نما ہو گیا

اپنی یہ صورت ہے سو شکل صنم
آپ ہی خود اپنی ہو شکل صنم
مد نظر کیون نہ ہو شکل صنم
برزخ کبرا ہے جو شکل صنم

سجدۂ بُت مجہہ یہ روا ہو گیا

تم تو ہو واللہ عجب فن کے شخص
بیٹھے ہو آئینون مین بن بنکے شخص
راست الف سا دہین تن تن کے شخص
عکس خود آتا ہے نظر بنکے شخص

آئینہ سینہ کا صفا ہو گیا

آتش الفت گئی دل مین سلگ
آپ سے مین ہو گیا بالکل الگ
دہیان جب اُسکے گئے مجہسے بلگ
وقفتاً اب خلوت جانان تلگ

ذہن مرا آپ رسا ہو گیا

عابد اب اک بندۂ رازق ہون مین
دوستی مین یار کی صادق ہون مین

وصف سے عاشق کے ناطق ہون مین
خواجۂ اجمیر کا عاشق ہون مین

ترک جہان کر کے گدا ہو گیا

ٹھمری

تہارے زُلفون کا پھندا
جیسے کاری بدریا چندا

بندن راکھو کرم و شفقت
دل سے پیا مین تیرا ہون بندا

ردیف باے موحدہ

پُر نورِ حق کے جلوہ سے ہر اک مکان ہے اب
پردہ ہے جنکی آنکھو نپہ اُنسے نہان ہے اب

موسم گیا بہار کا وقتِ خزان ہے اب
بُلبل کا خار و خس سے بنا آشیان ہے اب

سنگین دلی پہ یار کی ہوتا نہین اثر
اے دل یہ شور نالہ ترا رائیگان ہے اب

دل تصفیہ سے آئینہ صاف بن گیا
ہر سو سے جلوہ گر وہی صورت عیان ہے اب

موجود سیرِ باغ مین ہے لُطفِ مے کشی
ساغر بدست سُنتے ہین پیرِ مغان ہے اب

موقوف راہ و رسم تو یک لخت ہو چکی
اول کی مہربانی تمہاری کہان ہے اب

اہلِ زبان جو دہلی سے آکر بسے یہان
عابد یہ شہر بنگیا ہندوستان ہے اب

فصلِ گل مین لطف کے ہین نغمہاے عندلیب
مطرب کیا باترنم ہے صداے عندلیب

سرو پر ہے آشیان اپنا بناے عندلیب
اِس لیئے قمری بدل ہے آشناے عندلیب

ہو سراسر گوشِ گل محوِ نواے عندلیب
گر سُنے وہ نغمۂ رنگین اداے عندلیب

یاد آتے ہین مجہے ایامِ فرقت کے الم
گر سنون فصلِ خزان مین ہاے واے عندلیب

جُز ترے دلبر ہے میرا کون اے رنگین مزاج
غیرِ گل ہرگز نہین ہے دلرباے عندلیب

پہر رہے ہین دشت مین آوارہ گم کردہ راہ
اے صبا سوے چمن ہو رہنماے عندلیب

کہلگئے غنچے گلون کے آئی گلشن مین بہار
شاخِ گل پر آشیانہ ہے جاے عندلیب

پہنچے عابد منزلِ مقصد کو تیرے لطف سے
ہے نسیمِ صبح بارے پیشواے عندلیب

راہ بہولا پہر رہا ہے بحر و بر سے آفتاب
چاہتا ہے رہبری پاے خضر سے آفتاب

اک اشارہ سے ہوا شق القمر پہر کیا عجب
شق ہو گر سایۂ خیر البشر سے آفتاب

چشمِ بد دُور اپنے چہرہ پر ہمیشہ رکہہ نقاب
دیکہتا ہے تجہکو ہر دم چرخ پر سے آفتاب

ملکِ ہستی مین پتہ اوس کا کہین ملتا نہین
شام تک ہے رہ نوردی مین سحر سے آفتاب

آسرا عابد کو بہی ہو یا شفیع المذنبین
جب سوا نیزے پہ آئے شور و شر سے آفتاب

ہے یون عزیز خاطر اغیار کیا سبب / مین ہوگیا ہون دل پہ ترے بار کیا سبب

گستاخ تم نے کر دیا سرکا کیا سبب / ڈرتے نہین ہین غیر گنہگار کیا سبب

گر مشورہ نہین ہے مرے قتل کا تو پہر / کرتے ہین غیر سے مرے اذکار کیا سبب

ہر اک شے مین شکل مین تو جلوہ گر بہی ہے / پوشیدگی کے ساتہہ پہر اظہار کیا سبب

اقرار ہے یون تو کیا تم نے لاکہہ بار / لیکن وفا کے کچہہ نہین آثار کیا سبب

یہ دام عشق گر نہین عاشق کے واسطے / پہر ہے گلے مین تیرے یہ تار کیا سبب

آدم کا نور پاک سے سارا خمیر ہے
عابد علاقہ ہم سے رکہے نار کیا سبب

آدمی کو آدمی دیگا برابر کا جواب / تم تو بت ہو دیسکے کیا کوئی پتہر کا جواب

کعبۂ دل کو بنا کر بتکدہ بت نے کہا / کیا بنایا ہم نے ہے اللہ کے گہر کا جواب

گالیون سے تم نہ باز آئے دعائین مین نے دین / خیر ہو سکتی ہے کیونکر کس طرح شر کا جواب

سیکڑون اسمین بلائین ہین ہزارون آفتین / ہے شب فرقت ہماری روز محشر کا جواب

فرض کر لو ہم شہنشہ بہی ہوئے پہر ایکدن / کہوپری اپنی بہی ہے فغفور کے سر کا جواب

ابرو و مژگان ہین تیزی مین برابر کیا کہین / تیر بہی رکہا ہے تو نے یار خنجر کا جواب

عرصۂ محشر مین عابد جمع ہونگے سب نبی / پر نہ ہوگا کوئی بہی اپنے پیمبر کا جواب

ایسی باتون سے ہوگا نام خراب
تم کو زیبا نہین کلام خراب

کہو دیا تم نے دل مرا لے کر
اسکو کہتے ہین انتظام خراب

بندۂ باوفا نہین ملتا
بیوفا ہوتے ہین غلام خراب

چلتے ہین داغ عشق کے سکّے
حُسن کے شہر مین ہین دام خراب

اس کو کہتے ہین عالم ناسوت
بہر آدم ہے یہ مقام خراب

مشرک و بد کہین نہین پروا
ہوتا ہے عاشقون کا نام خراب

غیر کو ساغر لطیف ملین
ہم کو دیتے ہین ٹوٹے جام خراب

روٹی ملتی نہین ہے کہانے کو
پینے والے رہے مدام خراب

زہد و تقوے کہان گیا عابد
کام کرتے ہو تم تمام خراب

جا کے قاصد اُسے سنا مطلب
کہ سُنے مطلب آشنا مطلب

دیکھا خط سارا پڑھ لیا مطلب
کیا جواب آپ کا ہے کیا مطلب

دید مین دید ہے مجھے مطلوب
نہین کوئی ہے دوسرا مطلب

بندۂ بت ہون شیخ سے کہدو
بت پرستی سے میری کیا مطلب

خوب کی قدر ایک ہی سمجھا
میرا مطلب رقیب کا مطلب

ہجر مین کھوج تہا تجسس بقا
تیرے ملتے ہی ملگیا مطلب

ارے ظالم مین تجھپہ مرتا ہون
اب ہی سمجھا نہین مرا مطلب

اب چھپانے سے فائدہ کیا ہے
تیرے ہی خط سے کھلگیا مطلب

بات میری کہین نہ غیر سنے
اُسپہ افشا نہ ہو مرا مطلب

عشق مین داغ اپنے دیتے ہو
ل گیا خوب مدعا مطلب

عابدِ حق پرست ہون صاحب
کچھہ نہین ہے بجز خدا مطلب

آئیگا میرے گھر وہ بتِ بد شعار کب
تسکین پائیگا یہہ دلِ بیقرار کب

وہ وہ سہے فراق کے صدمہ کہ مر گئے
گر اب نہین تو آئیگا مطلب شعار کب

جو مین طلب کرون وہ عنایت سے مجھکو دے
گر اب نہین تو پہر مرے پروردگار کب

تجکو تو وصل مین ہی وہی اضطراب ہے
تسکین اب نہین تو دلِ بیقرار کب

وعدہ خلافیون سے تری ناک مین ہے دم
نکلی نہ میری جان دمِ انتظار کب

عابد وہ یار دیکھئے ملتا ہے کب مجھے
ہوتا ہے سازگار مرا روزگار کب

دیکھی جو میری نبض تو گھبرا گیا طبیب
لاؤ طبیب کے لئے اک دوسرا طبیب

آیا خیالِ یار تو تسکین ہو گئی
صد شکر دردِ دل کے لئے مل گیا طبیب

اُٹھ جاؤں کوئے یار سے یہ ایک ہی کہی
اسکو تو جانتا ہوں مین دار الشفا طبیب

میری سُنی نہ اپنی کہی۔ اُٹھ کے چلدیا
اے چارہ گر تہا۔ مین ہون دیوانہ یا طبیب

میری زبان سے سُن نہ سکا میری کیفیت
عابد مین کہہ رہا تہا کہ بس اُٹھ گیا طبیب

قطعۂ تہنیت جشنِ سالگرہ مبارک خداوند نعمت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مد ظلہ العالی خلد اللہ ملکہ

فلک پر ہے یہ تا خورشید مین ہو تاب
زمین پر ہے یہ تا دریا روان دریا مین تا ہو آب

الٰہی میر عثمان علیخان شاہِ آصف جاہ
رہے عالم مین شادان اور اُس کی مملکت شاداب

قطعہ

جان ہی لیگی طمانچہ جسے ماریگی شراب
اس پری کو اسی شیشے مین اُتاریگی شراب

دین و دنیا سے یہ برباد کریگی عابد
اپنی جیتی ہوئی بازی تو نہ ہاریگی شراب

قطعہ

دامنِ عقل کو ذی ہوش کے پہاڑیگی شراب
خانہ دلکو شرابی کے اجاڑیگی شراب

عقل رکھتے ہو جو تم اس سے بچو اے عابد
کام بنتا ہی اگر ہو تو بگاڑیگی شراب

ضمیمہ غزل

نے افسرِ ملوک نہ ظلِ ہما طلب
باشی چرا تو آئینہ آسا ضیا طلب

ایدل اگر شوی بجہان مدّعا طلب
بردار دل ز عالمِ خاکی صفا طلب

جز الفتِ رسولؐ مکن از خدا طلب

محفوظ دار گوہرِ ایمانِ خویشتن
باشی چو شمس شمعِ شبستانِ خویشتن

نقشش بکن ہمہ ز دل و جانِ خویشتن
در حشر بہرِ بخششِ عصیانِ خویشتن

ہر کس کند شفاعتِ خیر الوریٰ طلب

شوقِ زیارتِ نبویؐ بسکہ بیحد است
دارم ز نعت لعل و گہر دائما بدست

این عرضِ حالِ خویش ہمیشہ زبان زد است
در ہند خاطرم ز غمِ ہجر بیخود است

بارے بآستانِ خودم احمدا طلب

ہر سنگ راہوائے مدینہ کند طلا
یابد دُرِ سخن ز نمیش بسے جلا

داری اگر تو از وطنِ خود فزون ولا
تاریک شد جہان چو چشمانِ تو دلا

خاکِ مدینہ کن ز پئے توتیا طلب

شق شد قمر چو کرد یک ایما بسوئے او
برگشت مہر نیز بحکمِ علوئے او

گردید سرنگون ز خجالت عدوئے او
ظاہر شدہ است قدرتِ قادر بروئے او

ہر کس کہ کرد معجزہ از مصطفےٰ طلب

شیرِ خدا وصیِ نبی ہست جانِ خلق
توصیفِ اوست صبح و مسا بر زبانِ خلق

مثلش کسے کجا بجہان مہربانِ خلق
چون حلِ مشکلت نشود درمیانِ خلق

اے دل کشودِ کارِ زمشکلکشا طلب

آیند عاصیان ہمہ یک صف بروزِ حشر
باشد شفیع صاحبِ رفرف بروزِ حشر

عابد ترا ہست رتبۂ اشرف بروزِ حشر
زان شاہِ کائنات مشرف بروزِ حشر

عفو خطاے خویش کنند انبیا طلب

ردیفِ باے فارسی

ہین اپنے آپ ساجد و مسجود اپنے آپ
شاہد بہی اپنے آپ ہین مشہود اپنے آپ

اپنے سوا یہان نظر آتا نہین کوئی
رہتے سدا ہین حامد و محمود اپنے آپ

ہین یان نہ وان پرے نہ دہرنے اِدہر اُدہر
دیکھو تو ہین وجود مین موجود اپنے آپ

عاشق ہین پر فراق کو کچھہ جانتے نہین
واصل سدا بساعتِ مسعود اپنے آپ

ہم کو نہ فائدہ نہ زیان ہے کسی سے کچھہ
اپنے ضرر ہین آپ ہی او رسود اپنے آپ

ہم کون کیا ہین نیستی ہستی ہے اپنی کیا
گر بود اپنے آپ ہین نابود اپنے آپ

عابد ہین فیضِ ناصرِ شاعر سے باشعور
پس عابد اپنے آپ ہین معبود اپنے آپ

روبرو اپنے بلا لیجئے آپ
ہم سے پردہ نہ کیا کیجئے آپ

جس جگہ آپ ہی ہون غیر نہ ہو — اُس جگہ ہم کو بلا لیجئے آپ

چاک دل چاک جگر ہے عاشق — ہاتھ سے اپنے ذرا سیجئے آپ

دل مرا لے کے مکرنا کیا — سر پہ قرآن اُٹھا لیجئے آپ

نشہ کی آئے گی پھر کیفیّت — ہاتھ سے میرے کبھی پیجئے آپ

آپ معبود ہین عابد بندہ
جو وہ مانگے اُسے اب دیجئے آپ

اِتنی باتین نہ کیا کیجئے آپ — غنچہ سان چپ کے رہا کیجئے آپ

عاشقِ زار کو اپنے بدنام — ہائے ہرگز نہ کیا کیجئے آپ

دل مرا صاف ہے آئینہ مثال — دل کو اپنے ہی جلا کیجئے آپ

اِک نئی شان سے آکر ہر وقت — ہم کو دھوکا نہ دیا کیجئے آپ

نقدِ دل اے شہِ خوبانِ جہان — نذرِ عاشق سے لیا کیجئے آپ

عابدِ ساکنِ مسجد سے بھی
جا کے خلوت مین ملا کیجئے آپ

ردیفِ تائے قرشت

ہو حالِ دوست صاف مطابق مقالِ دوست — بہتر ہے قالِ دوست سا گر ہووے حالِ دوست

اپنے کو دیکھتے تھے نہین تہا خیالِ دوست
اب آپ ہی نہین ہین جو دیکہین جمالِ دوست

عشاق پر روا ہے جو کرتے ہو ظلم و جور
خوشتر ہے دوستون کی نظر مین خصالِ دوست

ہم سے جو دوستی کا کوئی سیکھ لے طریق
بنجائے ٹہیک ٹہیک وہ خود ہی مثالِ دوست

جینا غم و الم مین نہین مرگ سے ہے کم
دکہلائے دوست کو نہ خدا انتقالِ دوست

رکہا ہے گرچہ وعدۂ دیدار حشر پر
پر ہم کو راتدن ہے میسّر وصالِ دوست

دیکھو فلک پہ ماہِ شبِ چاردہ بہی ہے
کب کم ہے اُس سے حُسنِ رخِ بیزوالِ دوست

بنجائے نقطِ اوسط وہی ہے بیک الف
دیکہو تو غور سے جو نکل جائے دالِ دوست

ہے بارگاہِ حق مین یہ عابد کی التجا
دیکہون سدا عروج پہ جاہ و جلالِ دوست

گذری ہے میری پوچھو نہ کیونکر تمام رات
وحشت سرا بنا تہا مرا گہر تمام رات

گہر مین مرے رہیگا وہ دلبر تمام رات
ساقی رُکے نہ اب مئے احمر تمام رات

وہ وعدہ کرکے شب کو جو آئے نہ میرے گہر
تڑپا کیا مرا دلِ مُضطر تمام رات

رویا خیال کرکے جو دندانِ یار کا
گرتے تہے میری آنکھ سے گوہر تمام رات

باتون سے تنگ تہا مین دلِ بیقرار کے
بیچین ہی رہا ہے یہ کافر تمام رات

مانو بہی بات ضد نہین اچھی وصال مین
برپا کروگے کیا یونہین محشر تمام رات

عابد بتاؤن کیا دلِ سوزاں کا اپنے حال
اُڑتے تھے میری آہ سے اخگر تمام رات

بعد مدت کے یہ آئی ہے ملاقات کی رات
ہے مکان آپکا رہجائے اب راتکی رات

دلکی دل ہی مین رہی جاتی ہے حسرت ساری
بات کرنے مین گذرتی ہے ملاقات کی رات

شام سے حضرتِ زاہد مین پہنسے رندون مین
ہو گی آفت مین بسر قبلۂ حاجات کی رات

مست و مخمور ہین دنیا کی خبر کچھ بھی نہین
واہ کیا رات ہے یہ اہلِ خرابات کی رات

شبِ معراج ہے ملنے مین نہ تکرار کرو
کس فضیلت کی ہے یہ آج ملاقات کی رات

یار آغوش مین اور ہاتھ مین ہے ساغرِ مے
عابد اب لطف بہت دیتی ہے برساتکی رات

سوزِ پنہان سے ہے یہ دیدۂ تر کی صورت
اشک آنکھون سے نکلتے ہین شرر کی صورت

وحشیون کی سی مگر طرز ہے تم مین ناصح
گو یہ ظاہر نظر آتی ہے بشر کی صورت

محفلِ غیر کا احوال نہ پوچھو ہم سے
رات بھر جلکے بجھے شمعِ سحر کی صورت

صرف بوسہ کی طلب پر یہ بگڑنا کیا خوب
کس سے پیدا ہوئی فرمائے شرر کی صورت

کس جگہ آپکی شہرت نہین اے ماہِ جمال
کس نے دیکھی نہین دنیا مین قمر کی صورت

مجھکو حاصل یہ ہوا عشق کمر مین صاحب
ہوا معدوم زمانہ سے کمر کی صورت

ذبح کے بعد نہ دل چیر کے دیکھو میرا
دیکھتے کیا ہو تم اُجڑے ہوئے گھر کی صورت

اِک نظر دیکھ تو لے آنکھ اُٹھا کر ظالم
گھر کرین گے ابھی ہم دل مین نظر کی صورت

صورت اچھی نظر آئی تو ہوئی کچھ تسکین
آجکل ہے یہ مرے دردِ جگر کی صورت

سیرِ گلزار سے ہے سیر طبیعت اپنی
روشِ دل پہ کھڑے ہین وہ شجر کی صورت

عابد اب آپ مقرر ہین کسی کے عاشق
زرد صورت نظر آتی ہے جو زر کی صورت

یون نہ پردہ مین تو چھپا صورت
ارے ظالم مجھے دکھا صورت

محو اتنا ہون تیری اُلفت مین
مُطلقاً تیری بن گیا صورت

اور تسکین ہو مرے دل کو
اِک ذرا اور بھی دکھا صورت

آئینہ بن گیا ہے دل میرا
دیکھنا ہو تو دیکھ جا صورت

مختلف ہون اگرچہ پیرائے
نہین ہے ایک کے سوا صورت

سیکڑون صورتین ہین اے عابد
ایک ہوتی ہے دلربا صورت

اگر دیکھون کسی دن احمد مختار کی صورت
نظر آجائیگی مجکو مرے غفار کی صورت

ہمارے سینۂ پُر داغ پر اِک دن نظر ڈالو
اگر دیکھی نہین ہے آپنے گلزار کی صورت

جوانی مین مزے لوٹے ضعیفی مین ہوئے تائب
نکالی خوب ہے زاہد یہ استغفار کی صورت

مری آنکھون سے اے ناصح ذرا تو دیکھ لے اسکو
بھلی معلوم ہوتی ہے مجھے دلدار کی صورت

نظر آتی ہے اے عابد ہمین دوزخ ہی جنت ہی
وہ ہجرِ یار کی صورت یہ وصلِ یار کی صورت

از نطقِ سخن ہرچہ درآید صفتِ تست
آنچیکہ بقلبم گزرد معرفتِ تست

چندانکہ بجستیم از و محروم بماندیم
ہرچند کہ در خانۂ دل کیفیتِ تست

حق بود کہ منصور ہمی گفت انا الحق
شد کشتہ چو مظلوم ازان مصلحتِ تست

میگوید انا لیلےٰ بمنصور بگوید
دیوانہ درنجد کہ ہم خاصیتِ تست

گفتم چو ازان شوخ کہ باشی تو سلامت
فرمود کہ در خیر تیم عافیتِ تست

بر نوکِ مژہ سرکشیٔ طفل سر اشک است
اے دل چہ عجب تربیتے تربیتِ تست

عشاق چو حق اند مجازی چہ حقیقی
نقدِ دل و جانی بخدا منفعتِ تست

او داغ مرا دیدہ بفرمود چہ ماہ است
گفتہ دلِ زارم صنما حرمتِ تست

در حشر ملک دفترِ اعمال نشستند
گفتند کہ این نامہ پر از معصیتِ تست

در ہند بکن الفت اسلام نمود آ
یا سید جیلان بجہان قطبیتِ تست

اربابِ جہان بہمہ مذاہب بخلاف اند
عابد تو بشو فانی بحق مغفرتِ تست

حیدرآباد فیض آباد است — بلکه بیشک خجسته بنیاد است

قامتِ یار رشکِ شمشاد است — صفتش مثلِ سروِ آزاد است

کارِ دنیا که سست بنیاد است — زینکه بنیادِ دهر برباد است

زود شکلِ خوبرو از دل — شیشه اش مجلسِ پریزاد است

عشقِ عشّاق را دهد شاهی — تیشه افسر بفرقِ فرهاد است

ساقیا ساغرے عطا فرما — کشورِ دل ز باده آباد است

در فراقش مدام عابد را — ناله و آه و شور و فریاد است

می خور که یار در برِ تو هست این سزاست — هر بیخودی که مست خدا میکند رواست

بیهوده گفتگوے تو با عاشقان خطاست — کن گوش واعظا سخنم عقلِ تو کجاست

بگذر ز رنجِ خار اگر خواهی وصلِ گل — شو عندلیبِ قلبش و نظر کن چه خوش فضاست

پیدا ز وصفِ لم یزل و لایزالِ تست — ذاتت ز ابتدا بری و پاک ز انتهاست

انصافِ تست در حقِ عشّاق یا که جور — شاهنشهی ترا و مرا خدمتِ گداست

ناصح خموش عیبِ زمانه چه می کنی — بر عیبِ خود نگر که همین بهرِ تو سزاست

تا آنکه همنشینِ منی زنده دان مرا — وآندم که دور باشی همان دم مرا فناست

فاعل چو گشتهٔ و مرا فعل ساختی — در اختیارِ تست صوابست ویا خطاست

مخمس بر غزل حضرت پیر و مرشد

بشنو کلامِ عابد و این نکته یاد دار
تو بندہ را ببین و بدان صورتِ خداست

[illegible]

مثلِ نرگس دلے کہ بیمار است — روز و شب وصل را طلبگار است
عاشقِ زار پس چرا زار است — جلوہ گر حُسنِ روئے دلدار است

[illegible]

عاشقان را بھارِ دیدار است

مثلِ مجنون کے ہون نحیف بنا — اپنی لیلےٰ کی ہے زبان پہ ثنا
زندگی ہی مین ہو گیا ہون فنا — دل بخود می کند خطابِ انا

ہمچو منصور قابلِ دار است

دُور دل سے ہوئی ہے مفہومی — کیا کہون اپنی آہ مغموی
مثلِ عنقا حصول مخدومی — از کہ گویم ثبوتِ معدومی

ہر یکے در ظہورِ اظہار است

سیرِ گلزار مین بصد شوقے — بلبلِ زار سا ہون با ذوقے
قمریون سا ہے جوق جوقے — چون نباشد بگردنم طوقے

سرو من زیب بخشِ گلزار است

رات دن بسکہ ہجر کا ہے غم
کیا کہوں اپنا صاف درد والم
دیکھا جس روز سے ہے روئے صنم
آنقدر محو صورتش گشتم
گوئی آئینہ پیش دلدار است

یوسف ثانی اب ہے یار مرا
ہو یہ عالم نہ کیوں زلیخا سا
مدتوں نجد کے ہے بن میں رہا
عشق مجنوں عبث نشد رسوا
حسن لیلے عیان ببازار است

پاکے عابد جو نصرت ناصر
راز اللہ سے ہوا ماہر
روبرو اپنے دل کے ہے حاضر
مے وحدت چشیدہ ام شاعر
جام چشم مدام سرشار است

تخمیس بر غزل [illegible]

بارموز عشق بارے سینہ ات معمور نیست
از شراب معرفت پیوستہ دل مخمور نیست
باوصال شاہد اصلی چرا مسرور نیست
باتو ہست آن یار دایم از تو یکدم دور نیست
گرچہ تو مہجوری از وے او ز تو مہجور نیست

باش چون نقش قلم چسپان بخاک کوے او
صورت آہن بمقناطیس باشی سوئے او
خوش مشام خویش را ہر دم بکن از بوئے او
دیدہ بکشا تا ببینی آفتاب روئے او
کافتاب روئے او از دیدہا مستور نیست

چون ہلالِ یکشبہ ابروے او دیدن توان
ہمچو قمری قامتِ دلجوے او دیدن توان
گرچہ چون خورشید رخشان سوے او دیدن توان
لیک پیش رابنور روے او دیدن توان
گرچہ مانع دیدہ را از دیدنش جز نور نیست

انچہ باشد در بیابانِ جنون منظورِ دل
ساقیا خواہد شرابِ معرفت مخمورِ دل
سرفراز آید بدارِ عشق تا منصورِ دل
گر ترا دیدارِ او باید برآ بر طورِ دل
حاجتِ رفتن چو موسیٰ سوے کوہِ طور نیست

عارف آن باشد کہ او شیدائے نفسِ خود نشد
عاشق کو بانی رسوائے نفسِ خود نشد
ہمچو مجنون واقفِ صحرائے نفسِ خود نشد
کور آن باشد کہ او بینائے نفسِ خود نشد
آنکہ او بینا بہ نفسِ خویشتن شد کور نیست

ہر کرا پیوستہ رازِ عشق باشد دلنشین
آنکہ نوشد از شرابِ معرفت جامِ یقین
ہست او خورسند دایم از وصالِ مہ جبین
نامرِ منصور مے گویدانا الحق المبین
بشنو از ناصر کہ آن گفتار از منصور نیست

عابد از شاعر کہ دایم یافتہ فیضِ کلام
از مئے عشقِ حقیقی مست میباشد دوام
ہر زبان انوارِ شمسی دیدہ از ہر سقف و بام
مغربی را یار شمسِ مغربی خواند مدام
گرچہ شمسِ مغربی اندر جہان مستور نیست

مخمس بر غزل حضرت

با من این گفتگوے یارِ من است	داغ بر سینہ یادگارِ من است
عرضِ من این زگلعذارِ من است	خاکساری اگر شعارِ من است

عاشقی در جہان دثارِ من است

اُس کا دیدار جس گھڑی چاہا	لن ترانی جواب سن پایا
آہِ گرم اپنی ہے مثالِ عصا	سوختم ہمچو طور سر تا پا

سرگین چشمِ انتظارِ من است

کیا کہین دل کا ہے عجب عالم	محو ہے دم کی دید مین ہر دم
دیکھتے جز ترے ہین کس کو ہم	چشمِ حق بین بھر کجا بینم

روشن از سرمہ غبارِ من است

کیون نہ ہون مشرکون کا مین دشمن	جان و دینِ حق ہے کفر شکن
پُر ز توحیدِ حق ہے اپنا سخن	وحدہٗ لاشریک لہ گفتن

در دل و بر زبان قرارِ من است

فیضِ ناصر سے ہے حصولِ نوی	پایا عابد نے حکمِ رازِ قوی
بخدا داخلِ ثواب شوی	شاعرا ازبہرِ فاتحہ چو روی

خمسہ بر غزل — بر سرِ کوے او مزارِ من است — تمت

کن گوش این سخن که گفتار نازک است — این مشو بعشق که رفتار نازک است

نازک خیال باش که این کار نازک است — کم گو سخن که خاطرِ دلدار نازک است

بارِ گهر نمی کشد این تار نازک است

خوشبوتر است از گلِ تر گلعذارِ من — قربان چو بلبل است دلِ پر بهارِ من

وقتِ طلوع گفت دلِ بیقرارِ من — اے آفتاب بر سرِ کوئے نگارِ من

آهسته رو که سایهٔ دیوار نازک است

شمشیرِ ناز بر سرِ دیوانگان مزن — تیرِ نگاه بر هدفِ دل نشان مزن

جامِ شرابِ عشق دلا رایگان مزن — بیهوده سنگ بر سرِ آزادگان مزن

اوّل ببین که شیشه چه مقدار نازک است

در هجرِ تو مدام دلم را کجا قرار — چشمِ دلم همیشه بیادِ تو زار زار

هرچند بهرِ وصلِ توام محوِ انتظار — ما شیشه خاطریم تو سنگین دلی نگار

صحبت میانِ ما و تو بسیار نازک است

این باده غیرِ ساغرِ زرین چه میدهی — از دستِ خود پیاله نگارین چه میدهی

گوید دلم ز شوقِ سحر این چه میدهی — ساقی تو مے بمجلسِ بلورین چه میدهی

گل را پیاله کن که لبِ یار نازک است

آمد بہارِ تازہ بہ گلزارِ دوستی — از پائے گشت طرّہ بسر خارِ دوستی
عاشق اگرچہ ہست طلبگارِ دوستی — نے تارِ عمر محکم و نے تارِ دوستی

افسوس زین دو رشتہ کہ بسیار نازک ہست

از سنگِ آستانہ سرِ خود نمی کشم — زنہار آہ با اثرِ خود نمی کشم
بیرون ز خانہ پا ز درِ خود نمی کشم — تیر ترا من از جگرِ خود نمی کشم

ترسم کہ بشکند لبِ سوفار نازک است

بشنو بذوق و شوق ز عابد سخن رفیع — بنشین باشتیاق درین انجمن رفیع
از کعبہ سوئے دیر برو در شکن رفیع — اسلام چون تو نیست دران چنگ زن رفیع

حمد اول — کافر مشو کہ رشتۂ زنّار نازک است — یہ ہے

کرسی و عرشِ برین کون و مکان چیزے نیست — ہمہ او ہست بدان سرّ و عیان چیزے نیست
بالیقین ہست دریں وہم و گمان چیزے نیست — بخدا غیرِ خدا در دو جہان چیزے نیست

بے نشان ہست از و نام و نشان چیزے نیست

جستجو سب تری بیکار تھی اے ذہنِ رسا — بھید تو نے ہی نہ کچھ اے دلِ دانا پایا
ے تبا دیتے ہین ہم اس مین ہے یہ اک نکتہ — ہستیٔ تست حجابِ تو دگر ناپیدا

کہ درین پردہ بجز دوست نہان چیزے نیست

روح جب نکلی تو ہو جاتا ہے انسان بیجان
ہان فقط کہنے کو رہجاتا ہے کچھ نام ونشان
جلوہ ہر شئے مین اُسی کا ہے کوئی غیر کہان
چند محجوب نشینی بگمانِ دگران

خیمہ در کوے یقین زن کہ گمان چیزے نیست

حرف اپنی نہ کہو میری سنو اے واعظ
سُفت بدنام زمانے مین نہ ہو اے واعظ
بات عشّاق کے مطلب کی کہو اے واعظ
گر زعشقت خبرے ہست بگو اے واعظ

ورنہ خاموش کہ فریاد وفغان چیزے نیست

دیکھ اچھی نہین عابد یہ تری خودکامی
عشق مین اپنا خیال آئے تو ہے یہ خامی
کوئی ہوتا ہے بھلا اس مین کسی کا حامی
بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی

کہ درین راہ فلان ابنِ فلان چیزے نیست

ردیف ثاے مثلثہ

پایا نہین کسی نے یہ رتبہ سوائے غوث
گردن پہ ہر ولیٔ خدا کے ہے پائے غوث
محبوب خاص اپنا خدا نے اونہین کیا
کیا ہو سکے زبانِ بشر سے ثنائے غوث
پیرانِ پیر کہتا ہے سارا جہان اُنہین
یہ اسم بامسمّےٰ ہے ٹھہرا برائے غوث
کندھا دیا رسولِ خدا کو زہے عروج
معراج مین تھی عرش کے نزدیک جائے غوث
عابد کو آرزو ہے دل اور جان سے یہی
آنکھوں سے دیکھے بارگہِ پرضیائے غوث

اکثر یہان جو کرتے ہین قالِ جنابِ غوث
معلوم ہی نہین اُنہین حالِ جنابِ غوث

حاصل ہے جس کسی کو کمالِ جنابِ غوث
نکلا ہے اُسکے دل مین ہلالِ جنابِ غوث

مطلب کی بات دیدۂ حق بین مین کیون نہو
ہے نُور کا ظہور جمالِ جنابِ غوث

محبوب حق کے آپ ہین ہم نام اسلئے
خُلقِ محمدی ہین خصالِ جنابِ غوث

تکریم کرتے ہین جو ربیع دوم کی ہم
اس ماہ مین ہوا ہے وصالِ جنابِ غوث

پیرانِ پیر کیون نہ کہین جان و دل سے ہم
حق مین ہوئے ہین کر کے خیالِ جنابِ غوث

وہ نامُراد ہے جسے حضرت سے ہے خلاف
قہرِ خدا ہے رنج و ملالِ جنابِ غوث

کرتی ہے عاشقون کو یہ نعلین سرفراز
سر پر رہے ہمیشہ نعالِ جنابِ غوث

عابد کے آگے اب نہین صولت کسی کی کچھ
دیکھا ہے اُس نے جاہ و جلالِ جنابِ غوث

زندگی مین تھی مجھے نخوت عبث
اب یہ سمجھا ہون کہ ہے دولت عبث

جب یہ ٹھہری موت کا ہے ایک دن
ساتھ اقلیمون کی بھی شوکت عبث

کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ
سچ تو یہ ہے دولت و حشمت عبث

ہے یہہ دنیا فاحشہ اک پیرزال
آشنائی اِس سے ہے صولت عبث

اُسکی جانب سے ہے عابد خیر و شر
بیم دوزخ خواہشِ جنّت عبث

وہ یہان آتے نہین کیا باعث
لطف فرماتے نہین کیا باعث

غیر بیٹھے ہین جو گھر مین تیرے
یان سے اُٹھ جاتے نہین کیا باعث

آرزو دل سے ملاقات کی ہے
آپ گھر آتے نہین کیا باعث

مر گئے پر بھی خیال اُس بُت کے
دل سے یہ جاتے نہین کیا باعث

عاشقِ دشت نشین کو احباب
شہر مین لاتے نہین کیا باعث

حالِ عابد پہ تم اے جانِ جہان
لُطف فرماتے نہین کیا باعث

لبریز ہو گیا مئے وحدت سے جامِ غوث
ہر ایک کی زبان پہ نہ کیونکر ہو نامِ غوث

اسلام کو جگا کے ہوئے آپ محیٔ دین
عالم مین اسطرح سے ہوا انتظامِ غوث

بغداد کی زمین پہ کچھہ منحصر نہین
جاری ہر ایک ملک مین ہے فیضِ عامِ غوث

الفاظ اگرچہ اور ہین مطلب تو ایک ہے
پھر کیون حدیث سے نہ ملیگا کلامِ غوث

جی مین ہے رات دن یہ وظیفہ پڑھا کرون
آٹھون پہر آلہی رہے وردِ نامِ غوث

محشر مین ہو گا ساغرِ کوثر کا مستحق
دنیا مین شوق سے جو پیئے ایک جامِ غوث

کیونکر ہون دور خادم و مخدوم روزِ حشر
مولا ہین اُسکے غوث تو عابد غلامِ غوث

وحشتِ دل دربیابان الغیاث
مے بردپاپاے عریان الغیاث

درخیالِ زلفِ جانان الغیاث
خاطرم باشد پریشان الغیاث

نرگس آسا شد دلِ بیمار زار
الغیاث اے چشمِ خوبان الغیاث

ہمچو مہر از بام بنما روے خود
ہست دل بیتاب وحیران الغیاث

آتشِ عشقت چو گشتہ ملتہب
سینہ ام گردید سوزان الغیاث

یادِ چشمت دربیابانِ فراق
وحشت آرد چون غزالان الغیاث

طائرِ جان ودلِ من می شود
صیدِ دامِ زلفِ پیچان الغیاث

موجزن دریا شود در ہجرِ تو
صبح وشام از چشم گریان الغیاث

کاوشِ دستِ جنونم اے صنم
چاک میسازد گریبان الغیاث

مے نمایم جستجوے روزِ وصل
در شبِ تاریکِ ہجران الغیاث

دائما مانندِ غواص ست دل
غرق در چاہِ زنخدان الغیاث

در شبِ ہجرانِ تو با دردوغم
کلبہ من باشد احزان الغیاث

آرزوے وصلِ تو دارد مرا
در غم واندوہ حرمان الغیاث

تا نہ شد در محفلش مارا گزار
ہردم از جورِ رقیبان الغیاث

عابد از خاتم بگو در روزِ حشر
اے شفیعِ اہلِ عصیان الغیاث

بود از سپہر بلند تر بخدا بلندیِ شانِ غوث
کہ ز خلد خوشتر و خوشنما بود آستانِ مکانِ غوث

بود آن سرائے دو جہان بخدائے شک دہ جنان
شود از خلوص و بصدقِ جان بجا ملائکہ بیانِ غوث

مکن اے حسود روبہی تو فریب و حیلہ گری تہی
ہمہ کار ما بود از ہی کہ شدیم شیرِ ژیانِ غوث

نہ بدل بود ز گناہ غم نہ ز فکرِ روزِ جزا الم
ز خلوص و صدقِ دلی شدم بطریقِ راہروانِ غوث

نہ مراست ز آبحیات کام نہ طلب کنم چو خضر قرار
نہ گلم غرض بود و نہ خار دلم ست محو بیانِ غوث

نہ مراست خواہشِ سیم و زر نہ ولا خویش و زن و پسر
بدلم کمال بس اینقدر کہ چشید نعمتِ خوانِ غوث

بود از مبالغہ بر طرف بکمالِ منزلت و شرف
ہمہ اندر شکِ دُرِ نجف نجبا کہ گوہرِ کانِ غوث

چہ کشایش و دَرِ آرزو چہ بچاکِ مقصدِ دل رفو
بنہاد جل جلالہ ہمہ اش بنوکِ زبانِ غوث

[illegible]

[illegible]

بتو چیست حوصلہ عابدا کنی مدحت و صفت و ثنا
کہ خدائے مالکِ دو سرا شدہ است مرتبہ دانِ غوث

بغداد میں ہے روضۂ جنت نما غوث
رہتے ہیں جن و انس و ملائک فدائے غوث

ہیں اولیا تمام بزیرِ لوائے غوث
پایا نہیں کسی نے یہ رتبہ سوائے غوث

گردن پہ ہر ولیِ خدا کے ہے پائے غوث

چرچا نہیں ہے کونسی جا اسمِ پاک کا
حضرت کا نام وردِ غریبان کی ہے دوا

سارا جہان ہے جانتا معشوقِ کبریا
محبوبِ خاص اپنا خدا نے انہیں کیا

کیا ہو سکے زبانِ بشر سے ثنائے غوث

نورِ رسولؐ سے کیا حق نے عیاں اُنہیں
تہا اُس کا نور جبین رکھا تہا نہان اُنہین

نورِ خدا کے نور مین بخشا مکان اُنہین
پیرانِ پیر کہتا ہے سارا جہان اُنہین

یہ اسم اسیلئے ہے ٹھہرا برائے غوث

کافر تہے حکم شاہ سے کرتے تہے جو خروج
وہ ذاتِ پاک خاص منزہ تہی سوچ بوج

جب بٹے ہوئے مین قلعۂ افلاک کے بروج
کندھا دیا رسولِ خدا کو زہے عروج

معراج مین تہی عرش کے نزدیک جائے غوث

وصف اُنکا اپنے دل کے سُنا کان سے ہی
بغداد پہونچے جا کے وہ جیلان سے ہی

کہدونگا کوئی پوچہے تو ایمان سے ہی
عابدؔ کو آرزو ہے دل و جان سے ہی

آنکہون سے دیکہے بارگہِ پُرضیائے غوث

ردیفِ جیم تازی

محفلِ یار مین سب ملکے چلین یارو آج
مال و زر چیز ہے کیا تم دل و جان وارو آج

نشۂ عشق و محبت سے بنو مستِ الست
جام مئی ہاتہ سے لو ساقی کے میخوارو آج

آبلہ پا کوئی مجنون کی طرح آتا ہے
راہِ صحرا مین نہ حایل رہو اے خارو آج

عشقبازی مین ذرا نام ہوا ہے حضرتِ دل
مذہب و ملت و ایمان کو بہی تم ہارو آج

پاؤ آرام بہت زیر لوائے محمود
حشر کا روز تمہین عید ہے دیندارو آج

اُمت شافعِ محشر کو ندا آتی ہے
خوفِ عصیان نہین کچھ تم کو گنہگارو آج

زاہد و عابد و ہم شیخ و برہمن ہے خدا
غلطی ہے غلطی مین ہین بیچارے آج

مسیح سے نہ ہوا ہے نہ ہو ہمارا علاج
وہی کرینگے یہ ہوگا اُنہین سے سارا علاج

طبیب دیکھ کے حالت مری یہ کہتے ہین
ہوا ہے اور نہ ہوگا کبھی تمہارا علاج

مین مر رہا ہون کسی پیاری پیاری صورت پہ
علاج ہو جو ہی تو میرا ہو پیارا پیارا علاج

مریضِ عشق ہون مر جاؤنگا یونہین اک دن
کرو نہ اب مرا بہرِ خدا دوبارا علاج

طبیب تھک گئے عاجز ہوئے تنگ آئے
مگر نہ حضرت عابد ہوا ہمارا علاج

دلِ مضطر بہت تپان ہے آج
رنج ہے درد ہے فغان ہے آج

جین ہی حاضر ہون موت ہی سے گھڑی
لیجئے وقتِ امتحان ہے آج

کل اسی منہ مین خاک ڈالے گا
مرے منہ مین تری زبان ہے آج

تھا جسے کل غرور دولت پر
وہی دنیا سے بے نشان ہے آج

خوب برائین سگے مرے مقصد
مشفق مجھسے آسمان ہے آج

جسکو مین چاہتا تہا مدت سے ‏ ‏ ‏ میرے گھر مین وہ مہمان ہے آج

خوب گذریگی آج عابد کی
ہم بغل ایک نوجوان ہے آج

اللہ تہا مشتاق پیمبر شب معراج ‏ ‏ ‏ ہے عید سے رتبہ مین فزون تر شب معراج
تہا عرش پہ اور چرخ پہ اک نور کا عالم ‏ ‏ ‏ کیا رات تہی اللہ اکبر شب معراج
پل بہر مین جو افلاک کرے طے وہ سواری ‏ ‏ ‏ جبریل امین لاے زمین پر شب معراج
کیونکر نہ کہے رحمت عالم تمہین اُمت ‏ ‏ ‏ اُمت کی سفارش تہی تو باہر شب معراج

نمبر ۲ غزل

درکار تہی کیا راہنمائی انہین عابد
خود شوق تہا سرکار کا رہبر شب معراج

فلک پر ہین سنوارے چاند سورج ‏ ‏ ‏ ہین بس کرتے نظارے چاند سورج
جو ہاتہون کو پسارے چاند سورج ‏ ‏ ‏ ترے گالون پہ وارے چاند سورج

کہان ایسے ہین پیارے چاند سورج

کر اپنے نور سے باہر کہ حق نے ‏ ‏ ‏ رکہا تہا عرش کے اوپر کہ حق نے
وہ نور پاک تہا اظہر کہ حق نے ‏ ‏ ‏ ہمین تہے احمد وحید رکہ حق نے

فلک پر سے اُتارے چاند سورج

سخن مشہور شہرت سے یہ روشن
ہے اپنی نوری صورت سے یہ روشن
صفائی اور وصفون سے یہ روشن
ہوا ہے شق وجہت سے یہ روشن

سمجھتے ہین اشارے چاند سورج

وہ رکھتے تھے عداوت جو کہ تم سے
ہوے قربان ہین سُن لو کہ تم سے
ہدایت پاے وہ دیکھو کہ تم سے
تم ایسے نورِ خالق ہو کہ تم سے

ہوے روشن ستارے چاند سورج

نہ پہیرا مہر ہے رخ یک رمق سے
ہوا ہے سرخ رو گردون شفق سے
قمر رتبہ ہے پایا روزِ شق سے
تم ایسے ہو ہمیشہ حکمِ حق سے

رہے تابع تمہارے چاند سورج

محمد خاتمِ پیغمبران ہے
شفیعِ حشر بیشک بے گمان ہے
حبیبِ حق ہے میرِ انس و جان ہے
نبوت کا جو احمد آسمان ہے

ہوے سبطین بارے چاند سورج

بشر کا دان پہنچا کب ہے ادراک
بغور اب دیکھ لو عکسِ رخِ پاک
تصدق اُنپہ ہوتے ہین سب افلاک
نہین آئینہ مین روے عرقناک

ہوے ہین جمع تارے چاند سورج

جہان مین عاشقی میری ہے مشہور ۔۔۔ کہ مثلِ قیس ہے ہر جائے مذکور
سدا رہتا ہون محوِ منزلِ دُور ۔۔۔ تصور مین جب ہے وہ روئے پُر نور

ہین میرے داغ سارے چاند سورج

نبیؐ کی نعت اِک دولت ہے ناسخ ۔۔۔ یہی عابد کی بس رغبت ہے ناسخ
بتا تو کیا تری حالت ہے ناسخ ۔۔۔ یہ مجھسے ہجر مین وحشت ہے ناسخ

کہ ہین گویا چکارے چاند سورج

ردیفِ جیمِ فارسی

داغِ فرقت مرے ایسے ہین دلِ زار کے بیچ ۔۔۔ جیسے ہوتے ہین گلِ لالہ کہسار کے بیچ
کعبہ و دیر کی زنہار نہین ہے خواہش ۔۔۔ کہ ٹھکانہ ہے میرا کوچۂ دلدار کے بیچ
دامِ صیّاد اگر اُسکو کہون تو ہے بجا ۔۔۔ ہے پھنسا طائرِ دل زُلفِ شکندار کے بیچ
گُل شگفتہ ہین عجب فصلِ بہار آئی ہے ۔۔۔ بُلبلین نغمہ کنان جمع ہین گلزار کے بیچ

عمر و دولت ہو فزون شاہِ دکن کی یارب
رُتبہ عابد کو ہمیشہ رہے دربار کے بیچ

دلربائی ہے دلربا کی سچ ۔۔۔ بیوفائی ہے بیوفا کی سچ
تیرا وعدہ ہے انتہا کا جھوٹ ۔۔۔ بات میری ہے انتہا کی سچ

لعل و یاقوت اور مرجان مین
نہین رنگت تری حنا کی سچ

جھوٹ جانے زمانہ گو اُس کو
بات ہے اپنے آشنا کی سچ

اِک نہ اِک روز ہم کو مرنا ہے
آئے گی اِک گھڑی قضا کی سچ

جھوٹے وعدون پہ کیون بگڑتے ہین
کہتے ہین آپ انتہا کی سچ

عابد اپنے حضور آصف خلد اللہ ملکہ کی
مدح کرتا ہے انتہا کی سچ

ردیفِ حاے حطّی

ہون بلا گردان ترا اے شمع رو مین اسطرح
گرتے ہین پروانے تا بِ شمع پر آ جسطرح

یا الٰہی وعدۂ دیدار ہے بیشک مگر
صدمۂ فرقت سہین تا روزِ محشر کس طرح

وحشتِ دل سیرِ گلشن مین بہی کم ہوتی نہین
تیری چشمِ مست کی دکھلاتی ہے رنگ کس طرح

گریہ و بیتابی کرتا ہے زیادہ دمبدم
اِس دلِ نالان کو ہم سمجھاتے ہین جس طرح

بزمِ خوبان دیکھ کر کہتا ہے اے عابد یہ دل
کہکشان کی صاف دکھلاتی ہے یہ مجلس طرح

نہ آنہ آ مرے آگے کبھی نہ آنا صبح
دکھا نہ صورتِ منحوس جلد جا ناصح

یہ ہم نے مانا برائی ہے دل لگانا نہین
دلیل کیا ہے ترے پاس اسکی لا ناصح

مزا کچھ آئے گا تجھکو بھی مہر الفت کا | مرے عوض مین کبھی تو بھی رنج کہا ناصح

نصیحتون سے تری ناک مین ہے دم میرا | خدا کے واسطے میرا نہ سر پھرا ناصح

نہ کر تو پند و نصیحت ستا نہ عابد کو
کر اب تو بیٹھ کے اک جا خدا خدا ناصح

سمجھاؤن لاکے روز کہان سے نئی طرح | دل ہی تو مانتا نہین ظالم تری طرح

دو دن مین آپ ہو گئے بیزار عشق سے | برسون اُٹھائی ہم نے مصیبت اسی طرح

گذری شب فراق تو آیا ہے روز ہجر | ٹلتی نہین ہے ٹالے سے آفت کسی طرح

کیا میرے ہی لیے ہین یہ واعظ نصیحتین | سمجھاؤ اُس کو بھی تو کسی دن اسی طرح

تمت غزل

عاشق مزاج اور بھی دنیا مین ہین بہت
عابد بنائی آپنے یہ کیا بُری طرح

لکھون جو لیکے قلم ہاتھ مین کلام فصیح | پس از سپاس خدا اور رسولؐ کی تمدیح

ہر ایک مصرع ہو موتیون کی جو تسبیح | صفائی اپنے سخن کی دکھاؤن کیا مین صبیح

کہ جس سے رشک زدہ ہے رُخ صبیح ملیح

رسولِ حق ہوئے گھر مین جس گھڑی پیدا | ہوا زمانہ منور بفیضِ نورِ خدا

بُتانِ دہر گرے اُن کا سر ہوا نیچا | بجھا تمام جو آتشکدہ سلگتا تھا

جہان سے محو ہوے کاہن وسطیح تسطیح

یہ وہ نبی ہے حبیبِ خداے عزّ و جل
کہ جس کا نور خدا نے بنایا تہا اوّل

کیا زمانہ مین آخر کو خاتمِ مرسل
بشان و رتبہ سبہی انبیا مین ہے افضل

جہان مین ہو گیا منسوخ بعثے دینِ مسیح

محمدِ عربی انبیا مین صاحبِ صدر
خداے پاک کے نزدیک سب سے عالی قدر

مخالفین کیا کرتے تہے ہزارون مکر
ہوئی ہے فتحِ محمدؐ بجنگ خندق و بدر

صنم پرستون کو بارے ہوئی شکستِ قبیح

یہ عرض تجہسے ہے عابد کی اے محبِّ خدا
بلند شاہِ دکن کا سدا رہے اقبال

کیا کرے شہِ لندن بہی اُسکا استقبال
احبا اُسکے ہون شمہوار سبہال نہال

عدو ہلاک رہے حشر تک ز صدمۂ ریح

ردیفِ خاے معجمہ

رکہیگا سوا بدر سے پہر کیون نہ جلا رُخ
غیرتِ دہِ خورشید ہے اُسکا بخدا رُخ

ہم منتظرِ دید کئی دن سے ہین یارب
وہ بام پہ کب آکے دکہائینگے ذرا رُخ

اہلِ حلب و چین ہین سبہی دیکہ کے ششدر
ہے یار کا آئینہ سے و چند صفا رُخ

گلگشت مین مصروف ہے ہمراہِ رقیبان
لیکن نہ کبہی میری طرف اُسنے کیا رُخ

قرآن خطِ یاقوت کا جسنے نہ ہو دیکھا
اے لالہ رو خط نکلے پہ اسکو تو دکھا رخ

دن ہو گیا عالم کی نگاہون مین شب تار
زلفون مین ترا جس گھڑی اے یار چھپا رخ

ہر واعظ و عابد کو نہ کیون ورد ہو اسکا
تفسیر جواہر ہے ترا اصل علی رخ

مری آنکھون مین ہے وہ خوشنما رخ
جسے نظرون مین پھر کیا دوسرا رخ

گرے شمس و قمر رتبہ سے اپنے
نظر آیا ہمین جس دم ترا رخ

اگر منظور ہے الفت بڑھانی
تو پردے سے مجھے اپنا دکھا رخ

حسینانِ جہان کے اے مری جان
ترے ہی رخ سے پاتے ہین جلا رخ

ترا عابد کھڑا ہے کب سے مشتاق
جھروکے سے ذرا اپنا دکھا رخ

یاد آیا صبحدم مجھے وہ بے نقاب رخ
دیکھا افق مین جب ترا اے آفتاب رخ

کوئی نہین نظیر تیری اے بتِ حسین
دنیا مین تونے پایا ہے کیا لاجواب رخ

اس غیرتِ قمر کا جو ہو جائے سامنا
تا حشر زیر ابر رکھے ماہتاب رخ

چسکا تری تلاش کا پڑ جائے جسکو یار
گھر کی طرف کرے نہ وہ خانہ خراب رخ

عابد کی روح تازہ نہ کیون ہو شبِ وصال
ہے مشک تیری زلف تو تیرا گلاب رخ

وہ بانکی وضعِ خاص جوان گلبدن کی شاخ
ہے سر جھکاتی روبرو جسکے چمن کی شاخ

کیونکر نہ ہو خمیدہ ہر اک دشت و بن کی شاخ
ہے نازکی سے قامتِ جانان سمن کی شاخ

مین سوزِ عشق سے ہون جنار کہن کی شاخ

نا قابلون کو چاہئے ہو قابلون سے ربط
بیفائدہ نہین جو رہے کاملون سے ربط

عالم کو مدترین ہو جو شاں عالمون سے ربط
ظالم کو بعدِ مرگ ہی ہے ظالمون سے ربط

خنجر کا دستہ کیون نہ بنے کرگدن کی شاخ

ہے موسمِ بہارِ جوانی چمن چمن
سوسن زبان ہے صاف بہ ازغنچۂ دہن

اس ترک زادہ کا تو عجب کچھ ہے بانکپن
رکھی چھڑی جو ناز سے اُسنے تہ ذقن

سب کو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ

دشتِ جنون مین تیرے زبر گشتہ ہین سو ہین
مانند گرد باد کے سرگشتہ ہین سو ہین

گریہ سے اپنی آنکھین جو تر گشتہ ہین سو ہین
ہم وحشیون کے بخت جو برگشتہ ہین سو ہین

سیدہی کسیطرح نہ ہو جیسے ہرن کی شاخ

گلزارِ حسن تیرا سراسر ہے بے خزان
اور موسمِ بہار جوانی کا ہے عیان

جو بات تیرے قد مین ہے شمشاد مین کہان
دیکھے جو یہ چنبیلی کی کلیون سی انگلیان

وہ تیرے دست و پا کو کہے یاسمن کی شاخ

عارض کی تیرے کیا کہون اے لالہ رو بہار
گر جاے سیر کو تو کرے آرزو بہار

ایسی کسی چمن مین نہ دیکھی کبھو بہار
دکھلاے اپنے فندقِ پا کی جو تو بہار

پابوس کو چمن مین جھکی نارون کی شاخ

عابد کے ہے سخن کی تو ہر جا بسمت غُل
ہوتا ہے جسکے پڑھنے سے حاصل خمار گل

ہو دور چشمِ بد جو کرین دم یہ چار قُل
معنی ہر حرف و ورق صنعتین ہین گل

ناسخ ہے کلک نخل نہالِ سخن کی شاخ

ردیفِ دال مہملہ

اپنے دل کا ہے یہ سدا مقصود
حمدِ حق نعتِ احمدِ محمود

وہ تو اپنے ہی بر مین رہتا ہے
ڈھونڈھتے کیا اسے جب ہے موجود

کیا غرض ہم کو جو کسی کو کہین
یہ ہے نابود اور وہ ہے بود

مجھپہ دایم ہے فضلِ حق مبذول
کس لئے رشک کر رہے ہین حسود

کام دنیا کے سارے دیکھ چکے
لغو ہین ان مین کچھہ نہین ہے سود

چشمِ حق بین مین مردِ عارف کی
تو ہی شاہد ہے اور ہے مشہود

دونون شکلون مین تیری صورت ہے
کہین عابد ہے اور کہین معبود

تجھ مین قیس حزین آ کے بسا میرے بعد
کام کچھ ہو کہ نہ ہو نام کیا میرے بعد

احمد پاک کا بیشک ہے یہ ارشاد صحیح
کوئی ہوگا نہ پیمبر بخدا میرے بعد

سیر دیکھو دم گلگشت وہ یہ کہتے ہین
پہلے مین جاتا ہون گلشن مین تو آ میرے بعد

مین ہی اک طالب دیدار تمہارے سے پہلے
ایک عالم ترا مشتاق ہوا میرے بعد

مثل فرہاد ہین عشاق بہت اے عابد
دفتر عشق مین ہے نام لکھا میرے بعد

خدا مجھکو پہنچا دے سوے محمد
دکھا دے مجھے جلد روے محمد

مرے دلمین ہے جستجوے محمد
مرے دل مین ہے آرزوے محمد

یہی خلد ہے مین نہین جان دون گا
پسند آگیا مجھکو کوے محمد

صبا اور کچھ دل مین حسرت نہین ہے
سنگھا دے مجھے لا کے بوے محمد

تمنا ہے عابد کے دل مین یہ ہردم
رہے اسکی آنکھون مین روے محمد

اور ہوتے ہین صنم طور پسند
صرف ہم کو ہے ترا نور پسند

تجھکو کوثر ہو مبارک ناصح
مجھکو ہے شربت انگور پسند

شیفتہ ہین جو تمہارے رخ کے
کیونکر آے گی انہین حور پسند

ذکر ہوتا ہے جہان اُس بُت کا
مجکو آتا ہے وہ مذکور پسند

شیفتہ دل سے ترا ہے عابد
نہ پری ہے نہ کوئی حور پسند

نہ ہو دل مین کیونکر ولاے محمدؐ
ہے شاہون سے بڑھ کر گداے محمدؐ

کہونگا یہ داوڑ سے حشر کے دن
پسند آئی مجھکو صداے محمدؐ

مجھے ڈر نہین تیرا خورشید محشر
مرا سر ہے زیر لواے محمدؐ

نہ دنیا کا باقی رہا سر مین سودا
سمائی ہے جب سے ہواے محمدؐ

خمسہ بر غزل

جو آئے سر حشر عابد تو یا رب
اُسے بخش دینا براے محمدؐ

[illegible]

ہے نور الٰہی رُخ نیکوے محمدؐ
شمشاد جنان قامت دلجوے محمدؐ

ہے طاق حرم کعبہ ابروے محمدؐ
ہے پیش نظر تار نگہ کوے محمدؐ

[illegible]

ہے آنکھ کے پردے مین نہان روے محمدؐ

ساجد ہین بصد تصفیہ محراب صفا کے
خواہان ہین وضو کے لئے بھی آب صفا کے

اور کہو لنے والے ہین وہ ابواب صفا کے
آئینہ ارشاد مین ارباب صفا کے

معنی جو خدا کی ہے وہ ہے روے محمدؐ

والشمس سے رُخ آپکا مقصودِ خدا ہے — واللیل کی تفسیر تو گیسو کی ثنا ہے
ہے نورِ محمد کہ وہی جلوہ نما ہے — ویدے مین سیاہی ہے سیاہی مین ضیا ہے
ہے عکس فگن یان رُخ و گیسوے محمدؐ

دیکھو تو بہر سو ہے عیان نورِ مجسّم — مخفی نہین ہرگز بجہان نورِ مجسّم
یک قلزمِ عمّان ہے روان نورِ مجسّم — ہر شانِ بشر مین ہے نہان نورِ مجسّم
عادت جو خدا کی ہے وہ ہے خوے محمدؐ

فُرقت کا الم اپنا یہ دل سہتا ہے ہر دم — وصفِ نبوی دل سے کیا چہتا ہے ہر دم
اعجاز خصالِ نبوی کہتا ہے ہر دم — سینہ جو تصوّر سے بہار رہتا ہے ہر دم
آتی ہے پسینہ سے مجہے بوے محمدؐ

حق نے ہے اُنہین عرشِ معظم پہ بُلایا — عاشق نے وہان وصل ہے معشوق کا پایا
جب عشق نے دلکو مرے یہ راز سُنایا — معراج کی شب کا مجہے ہر پل ہے سمایا
ویدے مین کہٹکتے ہین مرے موے محمدؐ

جنگل کو مدینے کے سمجہتا ہون چمن مین — پاتا ہون وہی بُو بہ گلِ ورد و سمن مین
عابد سے لیا کرتا ہون بس فیضِ سخن مین — قبلہ کی طرف سر تو جہکاتا ہون وطن مین
آنکہین پہری جاتی ہین مری سُوے محمدؐ

تخمیسِ غزل حضرت [illegible] — [illegible]

[illegible]

اُصولِ عاشقان عاطل چہ داند ۔ حظوظِ کُشتگان قاتل چہ داند
بُطنونِ باطنان باطل چہ داند ۔ رہِ دیوانگان عاقل چہ داند

صفائے صوفیان غافل چہ داند

بدل معشوق را عاشق شناسد ۔ کہ راز حق بحق مطلق شناسد
ازان منصورِ حق الحق شناسد ۔ ہمہ حقّیم حق راحق شناسد

حقایق ناحق و باطل چہ داند

بشب پیرِ مُغان طلبید مارا ۔ شرابِ معرفت بخشید برجا
شد از نشہ چو سرمستی ہویدا ۔ من از دانستۂ دل میگویم اتا

رموزِ سترِ دل بیدل چہ داند

بُرون شو از جہان و درجہان باش ۔ مثالِ شمس در عالم عیان باش
خدارا واقفِ رازِ نہان باش ۔ بیا در حلقۂ دیوانگان باش

کہ عاقل نکتۂ مشکل چہ داند

چو در شغلِ حقیقت شاغل آئی ۔ ز بحرِ عشقِ خود بر ساحل آئی
چرا در خود ز فُرقت شاغل آئی ۔ تو از خود دُور شو تا واصل آئی

کہ خود بین حالتِ واصل چہ داند

مبین در بحرِ غم غرقاب خود را — مکن مانندِ دل بیتاب خود را
ببین پیوسته در ہر باب خود را — توئی کامل ولے دریاب خود را
که ناقص سیرتِ کامل چه داند

بہر جانب که دیدی اوست ہر دم — تو ہر چیزے که دانی زوست ہر دم
روان از چشمِ تر گر جوست ہر دم — قتیلِ عشق شو اید وست ہر دم
که ہر بے سر لذتِ قاتل چه داند

مشو از گرم و سردِ عشق رنجور — مدام از نار و بردِ عشق رنجور
نمی باشند مردِ عشق رنجور — ولے باید ز دردِ عشق رنجور
که ہر بے دل دوائے دل چه داند

بکن عابد خیالِ مدح و تمدیح — بنامِ خواجگانِ چشت تسبیح
شود چون شمس آن تنویرِ توشیح — رموزِ عشقِ احمد کرد تشریح
نکاتِ عشق را جاہل چه داند

یاد رخسارش چو بلبل سوئے گلزار آورد — طرفِ مژگانش مرا در دشتِ پرخار آورد
کاکلش غلطان بدودِ آه دشوار آورد — ہر زمانم قامتش در نالۂ زار آورد
ترسم این نخلِ بلا دیوانگی بار آورد

نشترِ جراح دیده بر رگِ مجنون چو جا | جسمِ لیلے اشد بخون رنگین از سر تا بپا

سعد اسما را کشیده همچو کاه و کهربا | جذبهٔ عشقِ زلیخا یوسفِ صدیق را

از درونِ چاهِ کنعان سوے بازار آورد

لذتِ عشق اے محبوس بین کم از اکسیر نیست | وصلِ معشوقه چو خواهی حاصلش جز بیر نیست

سرِ تسلیم و رضا نه غیرِ این تدبیر نیست | تلخیِ هجران بعاشق خالی از تاثیر نیست

بلبلِ صحرا نشین را سوے گلزار آورد

بود کار انجم شماری در شبِ فرقت مرا | نیست غیر از آه و زاری و فغان فرصت مرا

هست با چشمِ فسون سازش بسے الفت مرا | همچو ریگِ شیشهٔ ساعت بهر ساعت مرا

نرگسِ شهلاے آن شوخِ ستمگار آورد

از گنه هرگز نمالم دست مانندِ مگس | من بپاے پادشاهِ چشت دارم دسترس

جز غفور و شافعِ محشر ندارم پیش و پس | نا امید از رحمتِ حق کارِ شیطانست و بس

رحمتِ او عاصیان را سوے دیدار آورد

بسکه در عالم همه حلاجیش مشهور بود | از مے توحید بیشک دایما مخمور بود

حق رسی حق دانی حق گوئی بحق مذکور بود | آتشِ عشقیکه پنهان در دلِ منصور بود

سر برون کرده سرش را بر سرِ دار آورد

راز حق بے صاحب باطن کسی مفہوم نیست
در حضور پیشگاہ او کسے معلوم نیست
ہیچگہ محروم فضل قادر قیوم نیست
ہیچکس از بارگاہ ایزدی محروم نیست
فیض عاشق بیدلان را سوے دلدار آورد

ہر کرا تقدیر رو آورد در صحرای دون
می نشیند یک نشیمن گاہ دید جای دون
میدہد تعلیم عصیان ہر زمان علای دون
ہر گناہے را سزاے ہست در دنیا دون
کفر کافر را بگردن طوق زنار آورد

عابدم خوانم دعاے یا کریم یا رحیم
با نیاز احمدی دریافت صولت مستقیم
عاصیان را نکہت غفران سحر بخشد کریم
زاہدان را طاعت اندر کف بود نزد کریم

خمسہ غزل

مجرم مسکین گناہے پیش غفار آورد

چو نور ایزدی اظہار گردد
رخ او مہر پر انوار گردد
تہ باشش پئے دیدار گردد
دلم شیداے روے یار گردد
چو بلبل بر گل و گلزار گردد

بعشق آن پری روشم باللہ
ہمیشہ می نمایم نالہ و آہ
کہ زار و ناتوانم چون پر کاہ
چو سبزہ میشوم پامال واللہ
خیال قامت دلدار گردد

حقیقت سے کیا ساقی نے مامور | مے وحدت سے بس سرشار و مخمور
دوئی کو کردیا بس دل سے ہی دور | انا الحق چون نگویم مثل منصور

بچشم من کہ شکل دار گردد

ہوا تہا قیس لیلےٰ پر جو شیدا | بنا مجنون وہین جنگل بسایا
مجہے ہے عشق کا جب سے کہ سودا | بعشق یوسف من چون زلیخا

دلم در کوچہ و بازار گردد

دل عابد نہ کیون ہو رام الفت | کہ کفر عشق ہے اسلام الفت
ہوا مشہور جبکہ نام الفت | بشد شاعر اسیر دام الفت

کہ شاعر بدرت ہر بار گردد

تخمیس غزل [illegible]

مساجد معابد ہین محمود واحد | سبھی ساجدون کا ہے مسجود واحد
ہمہ زندگی مرگ مولود واحد | کہ جملہ وجودون کا موجود واحد

کئی روح شاہد ہین مشہود واحد

جو گنج خفی سے نکل باہر آیا | بخود ذات ہی سے صفت کو بنایا
وہین درمیان میم کا پردہ لایا | احد ہو کے احمد محمد کہایا

ہوا احمد سے اپنی محمود واحد

بہت سخت مشکل ہے راہِ طریقت
سوا پیر کے ہو نہ حاصل حقیقت

جدا کعبہ و دیر ہے گو بصورت
کرین عابدان عبدیت سے عبادت

ہمہ بحر اور بر کا ہے معبود واحد

ہے شیرازہ تیرا پریشان سارا
ترا دل ہے غفلت مین غلطان سارا

سمجھنا نہین تن کو ایمان سارا
نظر تجھکو آتا ہے منڈان سارا

یہ معبود اب جسم و جان بود واحد

سدا یاد مین ہون پریشان خاطر
ہے عابد بہت ناتوان حد سے باہر

اگرچہ جدا ہین مسلمان و کافر
علیم اللہ ہرگز نہ کر راز ظاہر

حقیقت مین سب کا ہے مقصود واحد

جسدم کہ بشر کا تو ہوا واحد و شاہد
بیشک ہے تجھے جان لیا واحد و شاہد

ہے وحدتِ مطلق بخدا واحد و شاہد
ہر شے مین ہے تو جلوہ نما واحد و شاہد

اللہ رے ترا جلوہ ہے کیا واحد و شاہد

سوسن کا گلستان مین سدا رنگ ہے کالا
اور لعلِ بدخشان سے ہے خوش رنگ مین لالہ

سرسبزی مین ریحان تو زمرد سے ہے بالا
سب رنگ ترے اور ترا رنگ نرالا

تو سب مین ہے اور سب سے جدا واحد و شاہد

موسےؑ کو سرِ طور عجب جلوہ دکہایا	بیہوش کیا اُنکو تو پہر ہوش مین لایا
مین راہنما احمدؐ مرسل سا تو پایا	پردہ کو دوئی کے جو دربر دلسے اُٹھایا

بے پردہ تجہے دیکہہ لیا واحد و شاہد

ہے خاک سے ہی حضرت آدمؑ کو بنایا	اور ختمِ رسالت کو کیا نور سے پیدا
تو خالقِ خلقت ہے یقین جن و ملک کا	تو حسن مین یکتا ہے تو ہے شاہد زیبا

حقا تجہے کہتے ہین بجا واحد و شاہد

عابد اگر اک چیز کو دیکہے ہے کوئی دو	احول اُسے کہتے ہین سمجہہ بوجہتے ہین جو
اس مقطع نادر کو سنو غور سے دیکہو	جو کچہہ کہ محبت سے ظفر کہتا ہے تجہکو

سچ جان کہ اے بت ہے ترا واحد و شاہد

ردیفِ ذالِ معجمہ

ہین اُسکے خندۂ نمکین سے جو لب لذیذ	بہیکا کبابِ دل ہوا کیون نہ اب لذیذ
ملتی ہے خوانِ وصل سے نعمت عجب لذیذ	ایسی چشنک چکہی نہ کبہی منتخب لذیذ
مستِ الست تا کہ رہون بزمِ عشق مین	ساقی پلا دے ساغرِ بنت العنب لذیذ
ہر چند تلخ ہو کے مجہے گالیان وہ دے	کہدونگا میٹہی باتین ہین یہ سب کی سب لذیذ
ہم دور اور رقیبون کو حاصل ہے تیرے ساتہ	خاصہ طعام مجلسِ عیش و طرب لذیذ

عابد کو کھینچ لو درِ دولت پہ یا رسول
طیبہ مین آکے پائیگا وہ بھی رطب لذیذ

اے مرے دلربا دکھا تعویذ
دل ہے چوٹی مین تیری یا تعویذ

داغ ہے سینہ کا کہ تمغہ ہے
یا یہہ سرکار سے ملا تعویذ

نون نگینہ ہیں نورتن کے جڑے
واہ کیا خوب ہے ترا تعویذ

مرے مرنے کے بعد اے ظالم
میری مرقد کا تو بنا تعویذ

ہَولِ دل جس سے کم ہو عابد کا
ارے مُلّا تو ایسا لا تعویذ

جعدِ مشکین مین نہ رکھہ لعل و گہر کا تعویذ
چاہئے تیرے لئے دفعِ نظر کا تعویذ

خوشنما جبکہ نظر آتا ہو نیلا ڈورا
زیب کس طرح نہ دے بازو پہ زر کا تعویذ

جی مین آتا ہے یہی نقشِ محبّت لکھ کر
بھیجدین آج انھین خونِ جگر کا تعویذ

مہربان مجھپہ جو پایا انھین اعدا نے تمام
کھولکر پھینکدیا بازو کا سر کا تعویذ

نام عابد کا لیا تو نے دمِ آرایش
وہم سے پھینکین گے مشاطہ وہ زر کا تعویذ

خمسہ اول

کھاتے ہین اُسکے ہاتھہ سے ہم برگِ پان لذیذ
لایا آیا ایسا میوہ کبھی باغبان لذیذ

برفی سے میٹھی کیون نہ ہو اپنی زبان لذیذ — ہے کیا ہی بوسۂ لب شیرین دہان لذیذ

شفتالو ایسے باغ جہان مین کہان لذیذ

خنجر کی آب کا ترے مین کیا کہون کمال — شربت کا حلق مین ہے مزا دیتا بے ملال

آلگ گئی جو سینۂ سوزان مین ایک بھال — میرے دہان زخم سے چھٹنا ہوا محال

قاتل ہے کس قدر تری نوک سنان لذیذ

مجنون سا دشت عشق کے اندر چھنے ہوے — اوڑھے ہے دوشالے درد والم سے بنے ہوے

اکثر یہ میزبانو سے ہم ہین سُنے ہوے — کیا رکھئے پیش غم جگر و دل بُھنے ہوے

لاتے ہین سب طعام پئے میہمان لذیذ

محبوب اپنا جب سے ہے اک شوخ سبز رنگ — آنکھون پہ چھاے رہتا ہے اپنے خمار بنگ

بوسے باشتیاق تو لیتا ہون بیدرنگ — ہو گئی سگ ہما مین پس از مرگ خوب جنگ

ہین کیا ہی عشق لب سے مرے استخوان لذیذ

عابد تجھے گناہ کا اپنے ہے خوف کیا — بیشک شفیع حشر ہین محبوب کبریا

مداح جان و دل سے تو ہے اُنکی آل کا — دنیا مین تلخ کام ہے ناسخ تو غم نہ کھا

ہونگے تمام میوۂ باغ جنان لذیذ

ردیف راے مہملہ

لامکان نالۂ دل پُہنچے جو اونچا ہوکر
طائرِ سدرہ رہی یکبار عجب کیا ہوکر

فکر مے کرتے ہین کیا آپ ہی صہبا ہوکر
ایک قطرہ پہ اڑے جاتے ہین دریا ہوکر

دہر مین آپ نہین رہتے ہین کیا کیا ہوکر
اپنی سیر آپ ہی کرتے ہین تماشا ہوکر

اپنے مُرشد کے جب ارشاد پہ ہے تیرا عمل
خود بخود اُتریگا تو حشر مین سچّا ہوکر

مینے جسوقت سنی آیتِ صُمٌّ بُکمٌ
سہم کر رہگیا یکبار ہی گونگا ہوکر

ڈہونڈہتا شاہدِ اصلی کو ہے کیا اے نادان
قاف قلبِ بشری مین ہے وہ عنقا ہوکر

قیس اب دشت مین مصروفِ انا لیلےٰ ہے
عاشقی کا تو فقط رہگیا چرچا ہوکر

چشمِ دل کہول ذرا دیکہہ قریبِ شہرگ
ڈہونڈہتا تو ہے اُسے کس لئے اندہا ہوکر

بخدا مُصحفِ رُخسار کا حافظ ہوجا
تاکہ عابد تو رہے دہر مین یکتا ہوکر

ہے کیا غرض مجھے جو کرون مین جہان کی سیر
ہر وقت ہے نصیب مجھے لامکان کی سیر

اِس نالۂ رسا کی رسائی تو دیکھیے
کرتا ہے ہجرِ یار مین یہ آسمان کی سیر

جینے مین مرنیکا مجھے حاصل ہوا ہے لطف
ہر دم مین کر رہا ہون مین ہر دو جہان کی سیر

کیا حال ہم بتائین دلِ داغدار کا
کیجیے کبھی تو آپ ہی اِس گلستان کی سیر

معلوم ہوگیا ہمین معلوم ہوگیا
عابد کریگا محفلِ پیرِ مغان کی سیر

اس در پہ ہم آ بیٹھے ہین اب گھر سے نکلکر
ہم جائین کہان یار ترے در سے نکلکر

مضطر کبھی نالان کبھی حیران کبھی گریان
آتا تھا کوئی کوچہ دلبر سے نکلکر

اب دشت نوردی مین گذرتی ہے ہماری
ہم چھانتے ہین خاک ترے گھر سے نکلکر

یون لڑتی ہے ایک ایک مژہ دل سے مقابل
جس طرح سپاہی لڑے لشکر سے نکلکر

اے حضرت عابد یہ بتائین تو ہمین آپ
جائین گے کہان کوچہ دلبر سے نکلکر

مینھہ برستا نہین گلشن مین یہ میخوارون پر
سایہ افگن تری رحمت ہے گنہگارون پر

اک ہی دم مین ہمین غم سے امان ملتی ہے
مہربان موت ہوئی عشق کے بیمارون پر

واہ کیا جھوم کے آتا ہے ہوا پر بادل
واہ کیا رحمت غفار ہے میخوارون پر

محفل غیر مین مانا کہ نہ تھا رات کو تو
یہہ جو بوسون کے نشان ہین ترے رخسارون پر

صومعہ مین ہے کہان واعظ نادان ایسا
دیکھ کیا نور ہے میخانہ کی دیوارون پر

دیکھو اچھا نہین عابد یہ برے ہین اطوار
جان دیتے ہین عبث آپ دلآزارون پر

نہین ہے اچھا غرور اتنا یہ صورت اپنی دکھا دکھا کر
کہ تم سے اچھے ہزارون نقشے مٹا دیے ہین بنا بنا کر

کیا برہمن نے بت، ہے ہمکو بتون کا جلوہ دکھا دکھا کر
مگر یہ دل کہہ رہا ہے اپنا خدا خدا کر خدا خدا کر

وہ اپنی صورت دکہا گئے ہین وہ ہمکو عاشق بنا گئے ہین
ہین اپنے گہر وہ ہنسی خوشی سے کہ آفتون مین ہمین پہنسا کر

رضا و تسلیم اور کیا ہے یہی تو اے عاشقو مزا ہے
وہ قاتل آتا ہے وار کرنے لو گردن اپنی جہکا جہکا کر

ہوا ہون محوِ جمال ایسا رہا شبِ وصل بہی تو بیخود
وہ جانتے ہین یہ سو رہا ہے اُٹہا رہے ہین جگا جگا کر

نثار پروانہ شمع پر ہے تو اوس کی پروا نہین ہے ہمکو
کرینگے اُس شمعرو پہ قربان ہم اپنے دلکو جلا جلا کر

مری ہے خاطر کچہہ اُسکو ایسی پسند کوئی جگہہ نہین کی
نہ عرش پر ہے نہ فرش پر وہ رہا مرے دل مین گہر بنا کر

پڑی ہے عابد یہ مشکل ایسی یہان خموشی کو فرض جانو
جو چاہون کہہ دون مین راز اُنکا وہ مار ڈالین گلا دبا کر

دل پر جو پڑا عکس اُٹہی یار کی تصویر
عشّاق کے سینہ مین ہے دلدار کی تصویر

غفّار مُصوّر ہے ہمین خوف گنہ کیا
بول اُٹہے گی منہہ سے یہ گنہگار کی تصویر

اے برہمنو صورتِ بے مثل کو پوجو
یہہ خاک مین مل جائیگی احجار کی تصویر

اس صورتِ زیبا کو تو زیبا ہے یہی گہر
آئینہ دل مین رہے دلدار کی تصویر

بازار کے نقشون سے ہمین کام نہین ہے
ہو شاہِ دکن کے کوئی دربار کی تصویر

مکّاری مکّار کو سمجہا نہ تہا عابد
اب ذہن نشین ہوگئی مکّار کی تصویر

اِتنا گہمنڈ زندگی مستعار پر
یہہ نخوت و غرور ہے کس اعتبار پر

افشا نہین ہے اُس بُتِ غفلت شعار پر
صدمے جو ہین مرے دلِ اُمیدوار پر

پڑتا ہے عکس تیرے جو گالون کا ساقیا
جوبن ہے آج اور مے خوشگوار پر

اب جان ہی بچیگی نہ اُس دامِ زُلف سے
قبضہ تو کرلیا ہے دلِ بیقرار پر

بے سوچے سمجھے یون جو ہوا اُسکا شیفتہ
افسوس ہے مجھے دلِ ناکردہ کار پر

صیّاد عندلیب کو کرتا ہے کیون ہلاک
ہین اِس غریب مین تو فقط تین چار پر

عابد نہ مجھ سے پوچھ مرے دل کا حال تو
مین مر رہا ہون ایک بُتِ پردہ دار پر

مری قسمت ہے یہ مری تقدیر
ہجر مین مین ہون اور تری تصویر

ترے کوچہ کی خاک کے آگے
مرے نزدیک خاک ہے اکسیر

سب کے آنکھون کا ہے تو نورِ نظر
کون کرتا نہین تری توقیر

سحر آمیز ہے نگاہ تری
اِک اشارہ مین کرلیا تسخیر

ناز و انداز مین حسینون مین
کون تیرا زمانہ مین ہے نظیر

دونون زُلفون کی ہے اندھیری رات
اُس مین رُخ کی ہے مہر کی تنویر

اُس کو لایا نہ راہ سے گھر تک
دلِ نادان کی رہ گئی تدبیر

بے سبب رنج کا سبب نہ کھلا
کیا خطا کی تھی مین نے کیا تقصیر

تیرے دُشمن کے واسطے عابد
ہو گیا حکم بنتی ہے زنجیر

آنکھون کی سرشک اور صدف مین ہین گہر اور
دُر کی ہے جلا اور مرے لولوے تر اور

اب تخمِ محبت کا تری بویا ہے دل مین
اے رشکِ چمن پائین گے ہم اسکے ثمر اور

نسبت نہین لیلےٰ کو مرے حورِ لقا سے
جنگل کا درخت اور ہے جنّت کا شجر اور

تم عرش پہ کیون جلوہ نُما ہو اِدھر آؤ
دلمین یہ ہو میرے ہے یہہ گھر اور وہ گھر اور

منہہ پہیر کے کیون جاتے ہو تم صبحِ شبِ وصل
دیکھو تو مجھے مڑ کے اِدہر ایک نظر اور

دل چہلنی ہے یان پہلے ہی سے تیرِ نظر سے
کیون باندہی ہے چو رنگ لگانے پہ کمر اور

کب داغِ دلی کم ہے سُہیلِ یمنی سے
یاقوت سے رنگین ہے مرا لختِ جگر اور

لذّت وہی جانے کہ جو لے بُوسۂ جانان
شیرینیٔ لب اور ہے اور شہد و شکر اور

اوّل تو ترے گیسوئے پُرخم نے پہنسایا
ہے واسطے دل لینے کے دُزدیدہ نظر اور

زاہد کو ہے حورِ فردوس کی خواہش
دیکھو جو ذرا غور سے ہے وضعِ بشر اور

یہہ شعبدہ بازی ہے عجب آپ کی صاحب
صورت کو دکہا دیتے ہین شام اور سحر اور

عابد کی جو خواہش ہے وہ صورت نہین بنتی
اِک بار تو دیکھا ہے کئی بار مگر اور

تری قدرت سے ہے جہان معمور — اِسکو سمجھے بشر کا کیا مقدور

نہین کونین کی خبر ہم کو — اپنی حالت مین آپ ہین مسرور

کیون اناالحق کہا یہہ تہی کیا بات — راز کیون فاش کر دیا منصور

جُہلا ہا ہے تجھکو کیا جانین — اُن کی آنکھون سے تُو تو ہے مستور

کُلُّ شَیءٍ مُحِیط جس نے کہا — ہے یہ کونین مین اُسی کا ظہور

اور کچھہ مدّعا نہین میرا — اِک نگاہِ کرم ہو مجھپہ ضرور

شیخ کعبہ چلا برہمن دَیر — جستجو ایک ہی کی ہے منظور

چار دن کی یہ مگر چاندنی ہے — حُسن پہ اپنے تو نہ ہو مغرور

بندۂ باوفا ہون عابد ہون
کیون بلاتے نہین ہو اپنے حضُور

ہین امیر المومنین حضرت عمرؓ — باعثِ افشائے دین حضرت عمرؓ

پیش گوئی کی ہے مثلِ وحیٔ حق — ناطقِ حق ہین یقین حضرت عمرؓ

پانون رکہہ سکتا نتہا شیطان وہان — جب کبہی جاتے کہین حضرت عمرؓ

میرے دل مین ہے محبت جاگزین — ہین مرے دل کے مکین حضرت عمرؓ

مجھہ سے کیا تعریف ہو عابد بھلا — ہین انیسِ شاہِ دین حضرت عمرؓ

یار ملتا ہے کہاں تجھکو مگر پیدا کر / آنکھہ کے ملتے ہی بس دل ہی مین گھر پیدا کر

وہ تو ہر جائی ہے ڈہونڈیگا کہاں تو اسکو / شش جہت چھوڑ دے اب یار کا در پیدا کر

نجد کے دشت پہ موقوف نہین اے مجنون / ہر جگہ ہے تری لیلےٰ تو نظر پیدا کر

چاہتا وصل ہے۔ واصل سے ملا کر دایم / شوقِ پرواز جو دل مین ہے تو پر پیدا کر

ہستی و نیستی باہم ہین ذرا دیکھہ تو لے / ہو عدم ہستی مین ہستی کا ثمر پیدا کر

شکلِ آدم نظر آتے ہین جہان مین لیکن / کہتے انسان جنہین ہین وہ بشر پیدا کر

شیر ہی شیرین ہے فرہاد یہ فریاد ہے کیا / باخبر ہو کے ذرا اس کی خبر پیدا کر

عاشقِ حسنِ ازل حسن پہ شیدا ہے اگر / ڈہونڈ کر کوئی حسین رشکِ قمر پیدا کر

چھوڑ دے لذتِ دنیا کو اگر ہے عاشق / لطف ہے آم مین املی کا اثر پیدا کر

بیج بوئے ہین ترے حکم پہ مینے سارے / شاخِ الفت کی ہو جسمین وہ شجر پیدا کر

کیمیا نسخہ اکسیر ہے تو خود عابد
عشق سچا ہے تو پھر خاک سے زر پیدا کر

نظر جمتی نہین دم بھر کسی کے روئے روشن پر / لگی رہتی ہین کیون آنکھین ہماری زلف و چلمن پر

عدو سے مجھسے جب ان بن ہوئی وہ چلدئے اٹھکر / نہ اوسکا خون گردن پر نہ میرا خون گردن پر

ذرا دیکھو تو کیا اونچا ہوا نخچیر کا رتبہ / اٹھا کر لیچلا صیاد اسکو پشتِ توسن پر

ہزارون بار مقتل مین یہ ہمنے آزمایا ہے
کہ تیغ ابروے قاتل بڑہی ہے تیغ آہن پر

تجہے دیکہا تو پروانے نشیمن شمع کو چہوڑا
نظر پڑتی نہین بلبل کی ذہین صحن گلشن پر

ہماری تاک مین صیاد تہا آخر نظر پہنچی
بہت ہی ناز تہا ہمکو عبث اپنے نشیمن پر

خدا کو یاد کرتا ہون عبادت ہے یہی عابد
نظر پڑتی ہے جب بیساختہ اُس بت کے جوبن پر

مبارکبادی جشن جوبلی اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

واہ کس رنگ سے کس روپ سے آئی ہے بہار
سبز پوشان چمن کا ہے نرالا ہی نکہار

پتے ہلتے ہین تو ارگن کی صدا آتی ہے
ڈالیان جہومنے لگتی ہین خوشی سے ہر بار

آج چلتی ہے ہوا ہی تو بہت تہم تہم کر
ابر گہرتا ہے تو پڑجاتی ہے ہلکی سی پہوار

ٹپکی پڑتی ہے دماغون سے ہی اپنی تفریح
کہ ہوا جاتا ہے ہر شخص کا چہرہ گلنار

حیدرآباد مین یہ دہوم مچی ہے کیسی
عید کا سا نظر آتا ہے سمان ہر اک بار

کیون نہ ہو آج مرے شاہ کی ہے سالگرہ
آئینہ بند ہر اک کوچہ ہے ہر اک بازار

شاہ وہ شاہ کہ ہے غیرت شاہان زمن
شاہ وہ شاہ کہ ہے عالی ہمم عالی وقار

آج وہ دن ہے کہ تہی جس کی مسرت ہمکو
آج وہ دن ہے کہ تہی جس کی خوشی لیل و نہار

صدق دل سے مین سناتا ہون مبارکبادی
مل کے آمین کہین اس پہ سب اہل دربار

جوبلی کا ہو تجھے جشن مبارک اے شاہ
ہو اسی طرح ہر اک سالگرہ بھی ہر بار

مشرق سے غرب پہنچ جاے گرہ کا ناڑا
اتنی گرہین ہون کہ عابد سے نہو جنکا شمار

قطعہ

گر جلوۂ یار دیکھنا ہے منظور
تو جان لے کوہِ دل کو ہم رتبۂ طور
وا ہوتی ہین یکبار جو چشمِ باطن
ہو جاتا ہے منکشف سبھی نورِ ظہور

قطعہ در وصفِ معتمد صاحب صرفخاص

کام ہوتے ہین عدل و نصفت پر
کیون نہ خوش ہو ہر ایک فردِ بشر
دہوم ہے صرفِ خاص مین عابد
معتمد ہین ہمارے مرلیدہر

مخمس ترجیع

پے نظارہ جا سوے گلزار
گل بشگفتہ ہین ہزار ہزار
دیکھتا ہون تو ہے عجیب بہار
جمع عشّاق و خندۂ بسیار
ہے مثل یک انار و صد بیمار

کوے دلدار مین جو مین پہونچا
رفتہ از خود ہر ایک کو دیکھا
نقدِ دل سے سبھی ہین بے پروا
دیکھئے کس طرح سے بنے سودا
یک دکان عشق حسن صد بازار

وصل بِن تو نہ ارین دم ھرگز | کرین تقریر کچھہ نہ ہم ھرگز
اور نہ بے کاغذ و قلم ھرگز | ربط رکھتے ہین ہم بہم ھرگز

معنی کم ہے عبارتِ بسیار

مرغِ دل یہ کہان کہان جائے | دانہ خال اپنا دکھلائے
زلف والا جو اُسکو بُلوائے | پھیر کس کسکو دام مین لائے

ایک صید اور شکار و موت ہزار

بسکہ مشکل رہِ حقیقت ہے | دیکھہ عابد یہ جائے عبرت ہے
گردمِ ہو پھرین ہُویّت ہے | اے سخن یان مقامِ حیرت ہے

جلوہ یکتا و کثرتِ اظہار

خمسۂ غزل خداوند نعمت اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

شریعت کے چمن مین سیر کرتو باوفا ہوکر | طریقت کی جو لیتا ہے تو مِل حق مین فنا ہوکر
رہا کر بیخودی کے شہر مین بس باخدا ہوکر | رہیگا چین سے کب تو کسی کا آشنا ہوکر

بہت پچتائیگا ظالم ارے تو بیوفا ہوکر

اسی اک بات پر ایمان اب ہم سبکو لانا ہے | یہہ منزل چہوڑ کر پھر آخرت منزل کو جانا ہے
اگر عاشق ہے تو اپنا کسی کو کیا منانا ہے | ارے ظالم قیامت مین خدا کو منہہ دکھانا ہے

نہ کر غیرون سے تو اُلفت کسی کا آشنا ہو کر

ستاتا ہے محبت عشاق کو اس سے ہے کیا حاصل
ذرا تو سوچ لے ظالم گھڑی بھر بن تو جا عادل

ترے ہمرہ رہونگا ہر گھڑی ہر حال مین شامل
چھوڑانے سے نچھوڑونگا یہ کہدیتا ہون قاتل

لہو میرا رہے گا ہاتھ مین رنگِ حنا ہو کر

ڈراتا کیون ہے اے واعظ مقرر ہون ندامت کا
کہ خائف ہون بیان سُنکر ہمیشہ قولِ صولت کا

مجھے عابد بھروسہ ہے محمد کی شفاعت کا
تجھے کیا خوف ہے آصف بھلا او زقیامت کا

تجھے لیجائینگے جنت مین حضرت رہنما ہو کر

ردیفِ زائے معجمہ

بھولے سے بھی وہ بُت ادہر آیا نہ کسی روز
چہرہ بھی کبھی اپنا دکھایا نہ کسی روز

مین نالہ زنان صورتِ بلبل ہون ہمیشہ
کیون غنچہ لب اُسنے کھلایا نہ کسی روز

عاشق کو نہ فرمایا زبان سے کبھی ایسا
احوالِ دلِ زار سُنایا نہ کسی روز

دشنام ترے منہہ سے تو کھاتے رہے ہر روز
پر بوسہ عارض ترا پایا نہ کسی روز

اے حضرتِ دل رحم تو آجائے صنم کو
یک نالہ پُر سوز مچایا نہ کسی روز

بیتابی دل اپنی ہے ہر روز زیادہ
دکھلائی دیا اپنا پرایا نہ کسی روز

عابد سے سخندان و سخن سنج ہین کہتے
تم نے تو کلام اپنا سنایا نہ کسی روز

دیکھا نہین ہمنے تو اس انداز کا انداز | اُس شوخ کو آتا ہے یہ کس ناز کا انداز
معبود کہین ہے تو کہین صورت محبوب | دیکھے کوئی اُس یار فسون ساز کا انداز
کیا بھید ہے کیا بات ہے اے قاصد نادان | کچھ آج الگ ہے تری آواز کا انداز
باتون پہ مرے جاتے ہین عشاق ہزارون | دیکھو تو لب صاحب اعجاز کا انداز

سر پھوڑتے ہو تم در دلدار پہ عابد
دیکھا نہین ایسا کسی جانباز کا انداز

مرے دل مین آتے ہین مہمان شب و روز | غم و درد و اندوہ و ارمان شب و روز
رخ صاف دیکھون کہ زلف سیہ کو | یہی ہے مرے دل مین ارمان شب و روز
تری زلف کی یاد مین اے ستمگر | مین رہتا ہون اکثر پریشان شب و روز
وہ نیرنگیان ہین ترے زلف و رخ کی | ہوے جاتے ہین جس پہ قربان شب و روز

جدائی مین عابد کی کب چین پایا
تڑپتے ہی گزری مری جان شب و روز

کوئی کیا جانے کہ کیا ہے روضۂ بندہ نواز | کعبۂ صدق و صفا ہے روضۂ بندہ نواز
مقبلون اور عاشقون کی آنکھ سے دیکھے کوئی | باغ رضوان سے سوا ہے روضۂ بندہ نواز
زاہدون کو خلد ہے اور عابدون کو ہے بہشت | دیکھنا کیا پر فضا ہے روضۂ بندہ نواز

جب کوئی آیا یہان دل کی مرادین ملگیئن
واہ کیا حاجت روا ہے روضۂ بندہ نواز

کیون نہ بیماران درد لادوا آئین یہان
سن لیا دار الشفا ہے روضۂ بندہ نواز

ہر طرف سے آرہے ہین لوگ اس دربار مین
مرجع عالم ہوا ہے روضۂ بندہ نواز

جو گیا افسردہ خاطر غنچۂ دل کہلگیا
کچہہ عجب فرحت فزا ہے روضۂ بندہ نواز

قافلے ہر ملک سے ہر روز آتے ہین یہان
واہ کیا مہمان سرا ہے روضۂ بندہ نواز

آنکہ پڑتی ہے ہراک فرد بشر کی شوق سے
منظر شاہ و گدا ہے روضۂ بندہ نواز

مضطرب مضطر پریشان سکو حاصل ہیکئے
ایسی کچہہ تسکین کی جا ہے روضۂ بندہ نواز

مقطع

اب کہان جاؤن مین عابد اسجگہہ کو چہوڑ کر
میرے دل کو بہا گیا ہے روضۂ بندہ نواز

غزل

نرگس چشمش مرا یاد است بیمارم ہنوز
طاق کعبہ ابرو وش را نظر دارم ہنوز

درخیال زلف او در بند زنارم ہنوز
خون بتن شد خشک دریادش نزارم ہنوز

آبروے لعل ریزد چشم خونبارم ہنوز

بہتر از خورشید انور ہے جو روے سیمبر
کہکشان کو رشک اسکی مانگ کا ہے سر بسر

سرو شمشاد و صنوبر ہے خجل قد دیکہکر
شد قیامت بر سر عشاق ازان قامت نگر

فتنہ بر پا می کند رفتار دلدارم ہنوز

ایک لحظہ یاد مین تری نہین پڑتی ہے کل ہے مدامی عشق کے ہاتھون گرانبارِ عمل
ہور ہا سرمست اُس کوچہ کے اندر بے خلل از مۓ عشق تو خوردم جرعۂ روزِ ازل

زان سبب در نشۂ ایجاد سرشارم ہنوز

بس حرم مین جامۂ احرام پوشاکِ حریر مجہکو تو مُطلق نہین ہے خواہشِ تاج و سریر
اور کنشت و دیر مین بہی دل سدا ہوگا اسیر گرچہ پُر توحیدِ اسلام است اقرارم بگیر

نیست از شرک و نفاقِ کفر انکارم ہنوز

کرتے ہین اے دوستو پیوستہ ہم مشقِ سخن چاہئے شعرا کو ہووے دمبدم مشقِ سخن
کہتا عابد ہی نہین کچہہ مجہکو کم مشقِ سخن مُدتے شد ہیچو شاعر میکنم مشقِ سخن

قابلِ تحسین نشد افسوس اشعارم ہنوز

طیورِ بادِ بہاری کرے ہے پہر پرواز نویدِ نامیہ بخشے ہے در عراق و حجاز
شگفتہ ہے گلِ نرگس بچشمِ عشوہ طراز صبا بمقدمِ گُلِ راحِ رُوح بخشد باز

کجاست بلبلِ خوش گو بر آورد آواز

نہ ہوگا تیرا مقابل ازل سے تا بہ ابد ترے خرام سے کبکِ دری کرے ہے حسد
ترے ہی ہاتھ مین جہانگیر حُسن کی ہے سند چو غُنچہ سرِ دہانت کجا نہان ماند

دل مرا کہ نسیمِ صباست محرمِ راز

سیاہیِ شب وہ بجو رپا گیا ہے روز | بسینہ داغِ تجرّد ہے رشکِ دل افروز
دیارِ عشق مین ہے بیقراری دلکی ہنوز | چہ حلقہ ہا کہ زدم بر درِ دل از سرِ سوز

ہنوز صبحِ وصالِ تو در شبانِ دراز

ہوا مین حسن پہ تیرے فریفتہ جسدم | بیانِ زلفِ بتان حال ہے مراد ہم
مثالِ شیر و شکر دل سے دل ہوگیا ہم | شبِ وصالِ تو از بختِ خویش خواستہ ام

کہ با تو شرحِ سرانجامِ خود کنم آغاز

بعلمِ عشقِ حقیقی ہو منتہی حافظ | رکھے بعابد و معبود ہمسری حافظ
لسانِ غیب تمہین کہتے ہین سبھی حافظ | ز شوقِ مجلسِ آن ماہ خرگہی حافظ

گرت چو شمع جفائے رسد بسوز و بساز

ردیفِ سین مہملہ

اپنا تنِ گل خوردہ ہے یا پیکرِ طاؤس | ہر داغ کو دیکھو تو ہے مثلِ پرِ طاؤس
دود دلِ عاشق جو بگولہ سا ہو رقصان | خجلت سے جھکے پاؤن کی جانب سرِ طاؤس
عارض پہ خطِ سبز مین اسکے ہے عجب خال | رکھا ہوا قرآن مین ہو جیسے پرِ طاؤس
آہون کے دہوین مین دلِ پر داغ ہے نالان | ہو ابر مین جسطرح سے شور و شرِ طاؤس
صد پارہ ہوا جب دلِ گل خوردۂ عاشق | عالم کو نظر آنے لگا لشکرِ طاؤس

کب تاج کے رکھنے سے گدا ہوگا شہنشاہ ہو تاجِ خروسی نہ کبھی افسرِ طاؤس

اے عابد اگر دیکھے تو اندر کو غش آوے
ہے رقصِ پریزاد یہان ہمسرِ طاؤس

ایدل نہ ڈھونڈ باغ و بیابان کے آس پاس ہے یار تیرا تیری رگِ جان کے آس پاس

آئی بہار غنچہ و گل ہین شگفتہ سب جو قید ہین بلبلون کی گلستان کے آس پاس

اپنی شبِ فراق کا احوال کیا کہون تہا دودِ آہ نالۂ سوزان کے آس پاس

ہے ہمکلامی طور پہ منظور یار سے ذکرِ خفی بقلب رہے جان کے آس پاس

کعبہ کا گر طواف ہے منظور شیخ کو ہو گردِ راہ مرشدِ ذیشان کے آس پاس

محشر کا خوف ہو تجھے عابد تو یاد رکھ
رہنا شفیع و ناصرِ ایمان کے آس پاس

رہنے دو مجھکو مرے یارِ طرحدار کے پاس مین نہ جاؤن کبھی ہرگز کسی سردار کے پاس

دید ہے آنکھون کی ہر چند کہ رخسار کے پاس مسکن اپنا ہے بنایا تری دیوار کے پاس

ناصحا اپنی نصیحت سے نہ لیجے کچھ کام آپ کی چل نہ سکیگی کسی ہشیار کے پاس

گل گلستان مین ہین او رخار بہت صحرا مین ہم رہا کرتے ہین بس کوچۂ دلدار کے پاس

ذکر حج ذکرِ نماز او رہے صوم رمضان اب سوا اسکے ہے کیا زاہدِ دیندار کے پاس

فائدہ کچھ نہین عابد ترے سمجھانے مین
بیعتِ دست ہے مجھکو اُسی شہ کے پاس

ہم کیا بتائین آپ کو کیا ہے ہمارے پاس
کافی ہے بس یہی کہ خدا ہے ہمارے پاس

بیمارِ عشق جو ہین سو چلے آئین شوق سے
اِک آزمودہ اسکی دوا ہے ہمارے پاس

ہم جسکو دیکھتے ہین وہی ہے نگاہ مین
عاشق ہین جسکے ہم بخدا ہے ہمارے پاس

دل آئینہ بنا رُخِ جانان کی یاد مین
بے مصقلے کے ہوتی جلا ہے ہمارے پاس

شاہِ دکن پہ شاہِ اُمم کی رہے نظر
عابد یہی تو ایک دعا ہے ہمارے پاس

ذاتِ اقدس دیکھ لے دم ہو تو اپنے دم کے پاس
کیون بہک سکتا ہے تو رہکر اپنے ہی ہمدم کے پاس

کہد دیو جراح سے ہم زخمیٔ تیغِ ادا
مر ہی جائین تو نہ جائینگے کبھی مرہم کے پاس

پان کا لاکھا جما ہین اس لبِ رنگین پہ آپ
چاہیے یاقوت ہی اس لعل گون خاتم کے پاس

آنکھ ہے مخمور اُس کی اور یہ ہوئین خمدار ہین
خُم ہین دو رکھے ہوئے محراب ہی کے خم کے پاس

مقتضائے وقتِ نادانی کہون غفلت کہون
کیا بجز گندم نہ تھا دانا کوئی آدم کے پاس

آپکی دریادلی کی اک نظر بس ہے حضور
خاص فدوی ہو کے پھر کیا جاؤ مین حاتم کے پاس

راتدن اچھے گذرتے ہین خدا کا شکر ہے
کیا غرض عابد کو جائے کیون وہ رنج و غم کے پاس

جاہلون کو ہے جو دنیا کی ہوس | عقل والون کو ہے عقبیٰ کی ہوس
نام کا ہے زاہدون کو بھی خیال | چھوڑتی ہے کس کو دنیا کی ہوس
کیا بہار آئی ہے پھر گلزار مین | ہوتی ہے کیون دل کو صحرا کی ہوس
آرزو پوری ہو یہ ممکن نہین | ہائے ہم نے کی بھی تو کیا کی ہوس

خمسہ بر غزل

ترک تم خود ہی کرو عابد اُسے
تم کو چھوڑے گی نہ دنیا کی ہوس

کان لعل بے بہا کا کیون رہے گوہر کے پاس | ہاتھ کب پہنچے ملے اُسکے کان کے زیور کے پاس
ہے ستارہ کی چمک دیکھو مہِ انور کے پاس | آبلہ پیدا ہوا داغِ دلِ مُضطر کے پاس
چاہیے تہا واقعی شیشہ بھی ہان ساغر کے پاس

زُلف کے پھندے مین ہے محبوس کب سے جانِ زار | تیغِ ابرو کا دلِ مجروح پر چلتا ہے وار
نجد مین مانندِ مجنون عشق سے ہو بیقرار | مُتصل رکہا ہون دل کے جب سے مین تصویر یار
اور ہی صورت کا جلوہ ہے خدا کے گھر کے پاس

لاکھ سمجھاتے مناتے ہین احباب سب مجھے | آبِ وصلت کی بڑی ہے تشنگی کیونکر نہ مجھے
عشق کی دُھن مین بھلا کہنا کسی کا کب سمجھے | دل عبث ہمنے دیا ہے اے بُتِ کافر تجھے
لعل کی کیا قدر ہو جب تجھسے ہو پتھر کے پاس

شیفتہ ہے عارضِ گلگون کا اُسکے یہجہان
تیزیٔ نوکِ مژہ سے کرتے ہین سب الامان

چاہ مین چاہِ ذقن کی غرق ہونگے ناگہان
زُلف کے کُشتہ کا تیرے ہے جہانادفن وہان

جا نہین سکتا کبھی کالا بھی مارے ڈر کے پاس

مطلعِ عابد ہے جیسے مطلعِ مہرِ منیر
مرثیہ گو مین انیس و مونس و اُنس و دبیر

شیخ و آتش غزل مین فرق ہو من بے نظیر
آفرین تجھکو ظفر ہو کیون نہ شاگردِ نصیر

اس غزل کو جا کے پڑھ ہر ایک دانشور کے پاس

ردیف شین معجمہ

سجدہ ہزار طور سے اظہار کی روش
ہے کیا ہی مشتہر بجہان یار کی روش

معدوم کردیا ہے ہمارے مزار کو
ہے اے صنم غضب تری رفتار کی روش

چاہین گے عاصیون کی شفاعت رسولِ حق
محشر مین پاکے رحمتِ غفار کی روش

ظاہر پسند لوگ کہان کرتے ہین پسند
منظورِ اہلِ دل ہو جن اشعار کی روش

معلوم کس طرح سے ہو ظلم و ستم کی چال
ہے میٹھی میٹھی آپ کی گفتار کی روش

سنکر مرا کلام یہ کہتے ہین لوگ سب
صاف اس مین پائی جاتی ہے شہوار کی روش

لہو و لعب مین گذری گی عابد تمام عمر
ہے یون ہی اپنے طالعِ بیدار کی روش

ہر چند ہے خوش طالع بیدار کی گردش
ہے آفت جان چرخ ستمگار کی گردش

دیکھی جو تری نرگس بیمار کی گردش
یاد آگئی میخانہ مین سرشار کی گردش

ہے مستعد قتل تری جنبش ابرو
گویا بہ گلو خنجر خونخوار کی گردش

جیسے کہ تمہین دیکھا ہے کچھہ ہوش نہین ہے
لپٹی ہے مجھے زلف شکندار کی گردش

حاصل مجھے آرام ہو کس طرح الٰہی
ہوتی نہین موقوف دل زار کی گردش

از بہر خدا بام پہ یک بار تو آجا
ہے روز ہر اک طالب دیدار کی گردش

گلگشت مین ہے گلشن عرفان کے عابد
ہوتی ہے جہان صاحب اسرار کی گردش

کون سنتا ہے یہان شور و فغان درویش
قہر درویش ہے مشہور بجان درویش

ہے فریدون سے فزون شوکت شاہان درویش
کاویانی ہے درفش آہ نشان درویش

بام اور قصر سے مطلق نہین کچھ کام اسے
جس جگہ رات ہوئی ہے وہ مکان درویش

نور تن کی نہین کچھہ قدر ہے اسکے نزدیک
ہو گیا جسپہ عیان راز نہان درویش

رتبہ و جاہ توانگر سے سوا ہے عزت
کوئی عالم مین نہین مرتبہ دان درویش

بخشدے چاہے جسے دولت دین و دنیا
رفعت و جاہ ہے پیوستہ ازان درویش

عابد اکثر یہی ہوتے ہین مجیب الدعوات
پر اثر ہوتی ہے ہر وقت زبان درویش

ہوتا نہین دل سے مرا دلدار فراموش
گریہ ہو تو ہو جاؤنگا مین یار فراموش

وہ فتنہ ہین ہمین کہ ہر اک شخص کے دلسے
کردیگی قیامت کو یہ رفتار فراموش

کیا وجہ کہ اُس شوخ ستمگار کے دل سے
اک لحظہ بھی ہوتے نہین اغیار فراموش

ہوگا نہ ہوا ہے کبھی اے غیرتِ خورشید
کردین جو تجھے تیرے پرستار فراموش

مجکو بھی کبھی یاد تو کر اے بُتِ خودکام
ہو مجھہ سے نہ اسطرح سرِبازار فراموش

مجھسے ہین ہزارون تمھین تم ایک ہو مجکو
مجکو نہ کرو اے مرے سرکار فراموش

عابد کی خبر لی نہ پسِ مرگ بھی افسوس
کچھہ ایسا ہوا وہ بُتِ عیار فراموش

تمھین ہے اور کوئی گھر کی تلاش
مجکو کافی ہے تیرے در کی تلاش

اے مرے سیمتن ترے عاشق
کہین کرتے ہین سیم و زر کی تلاش

تجکو ڈھونڈا تو کیا بُرائی کی
کیا بشر کو نہین بشر کی تلاش

اُسکے تیرِ مژہ کو رہتی ہے
کبھی دل کی کبھی جگر کی تلاش

خانۂ عشق کی ہے منزل دُور
فرض و واجب ہے راہبر کی تلاش

مر گئے اُس کی جستجو مین ہم
ہوگئی خاک عُمر بھر کی تلاش

ہم عدم کو چلے گئے آخر
کرتے کرتے تری کمر کی تلاش

عرش پہ فرش پر اُسے ڈھونڈو
ہوا اُدھر کی کبھی اِدھر کی تلاش

اب مرے گھر وہ روز آتے ہین
اب نہین مجکو نامہ بر کی تلاش

اب ملا ڈھنگ اُسکے ملنے کا
تھی وہ ناکام پیشتر کی تلاش

جستجو اور کچھ نہین عابد
صرف ہے شوخ سیمبر کی تلاش

کس جا کہان نہ کی گئی دلدار کی تلاش
افسوس رائگان گئی سب یار کی تلاش

پھرتا ہون گردباد کی مانند دشت مین
آٹھون پہر ہے مجکو اُسی یار کی تلاش

جز تیرگی ملی نہ ہمین اس جہان مین
ہم کرکے تھک گئے ترے انوار کی تلاش

اُس بُت کے شوقِ دید مین افسوس اب ہمین
کرنی پڑی ہے خانۂ اغیار کی تلاش

مسجد مین رہ کے حضرتِ عابد کرینگے کیا
اب آپ کیجے کوچۂ دلدار کی تلاش

جس طرح سے بُلبل کو ہو گلزار کی خواہش
ہے دلکو مرے کوچۂ دلدار کی خواہش

ہے شوق کسیطرح تجھے یاد کرین ہم
تسبیح کی خواہش ہے نہ زنّار کی خواہش

فُرقت مین اُٹھاتا ہون مصیبت پہ مصیبت
بڑھتی ہی چلی جاتی ہے آزار کی خواہش

مجبوری سے رہتا ہون مین سرکار دکن مین
جاتی نہین دل سے ترے دربار کی خواہش

خمسۂ غزل

حاضر ہے شفاعت طلبی کے لئے عابد
کیا پوچھتے ہین آپ گنہگار کی خواہش

نمودہ ناتوان عشقِ میانش — سرم بادا بسنگِ آستانش
دلِ من ہست زیباتر مکانش — مرا باید تکلم از زبانش

کہ تا بینم تبسم از دہانش

کہون کیا مین بافضالِ آلہی — بلطفِ حضرتِ ختمی پناہی
ہوئی زیبا بسر ہے کج کلاہی — گدائی رفت آمد بادشاہی

پئے توقیر گنجِ کامرانش

سلیمانِ زمانہ دل ہوا خود — ہوا ہے نامہ بر اپنا تو ہُدہُد
سراسر خط کے مضمون ہین توارد — جنون پیوندِ دلقِ عشقِ من شد

بدوزم از زمین تا آسمانش

کھنچا ہے نالۂ سوزان کا اک مد — صدا اِک راگ کی دیوے لبن پد
ہے بھڑکا ایک شعلہ دلین بیحد — تمامی خرمنِ ہستی بسوزد

چو موسیقار گردد آشیانش

صدائے لحنِ داؤدی بظاہر — ہوا عابد پہ جب دم فیضِ ناصر

حضرت نیاز احمد

[illegible] ہوا اُسکے ماہر | باخفا نغمہ می کرد شاعر

تمہ برغزل | عیان ہنود معنی داستانش | [illegible]

ہم کرتے ہیں [illegible] کوچہ دلدار فراموش | بلبل سے ہو کیونکر رہِ گلزار فراموش
ہیں دیر و حرم کا فرو دیندار فراموش | دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش

ہے سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

میں مملکتِ عشق کا بیشک ہوں شہنشاہ | مجنوں کی طرح دشت کی میں ڈھونڈھتا ہوں راہ
اپنے سے میں گم ہوگیا اور یاد میں ہے آہ | بھولے نہ مرے دل سے مرا نالۂ جانکاہ

نالہ نہ کرے مرغِ گرفتار فراموش

زنہار خبر ہم کو نہیں اپنے ہی تن کی | آگاہی نہیں رکھتے کسی مکر کی فن کی
ہے قیس کی سی شکل بنی شیفتہ پن کی | دل سے نہ گئی آہ ہوس سیرِ چمن کی

اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش

ہے کون مرا یار طرحدار ترے بن | یہ حسن ہے یہ قامت و یہ خُلق ہے یہ سن
دن رات مرے حق میں ہے اور رات ہے جوں دن | بھولا ہی نہ ہوں آپ کو یک عمر سے لیکن

تجھکو نہ کیا دل سے میں زنہار فراموش

فُرقت کے [illegible] دن میں ہے خوش آیا مجھے [illegible] | نالہ بزبان آہ بلب رہتا ہوں تنہا

اشک آنکھون مین عابد کی ہین جیسے دُرِ یکتا
دلدار سے کسطرح مجھے خالی ہو سودا

وہ ناشنوا حرف ہین گفتار فراموش

ردیفِ صادِ مہملہ

ہمسے یون کہتا ہے وہ یار ہمارا اخلاص
گرچہ ظاہر نہین باطن مین ہے سارا اخلاص

وحشتِ دل کے سبب وحشیٔ صحرا ہو رام
نجد مین قیس سے رکہتا تہا چکارا اخلاص

ہے عدو اپنا کمینون کو سمجھتا ہے جو دوست
گرچہ وہ دیکھنے کو رکہتے ہین پیارا اخلاص

کہیل زر کا ہے سبھی رکہتے ہین زر دار و نسے
دوستی آؤ بھگت پیار مدارا اخلاص

لایقِ صُحبتِ شاہان بجُز اشراف نہ ہو
پایا کیا رکہہ کے تو اجلاف سے دارا اخلاص

اِس زمانہ مین ہے اخلاص و مُحبّت عنقا
بے وفاؤن سے تو بیجا ہے گوارا اخلاص

آج تو دوست ہین کل ہونگے عدوے عابد
نہ رقیبون سے رکہین آپ خدارا اخلاص۔

مُرغِ دل کو ہے اسی دام کی حرص
حلقۂ زُلفِ سیہ فام کی حرص

ساقیا کوئی غرض اور نہین
صرف ہے ایک ترے جام کی حرص

ہر جگہ جلوہ ترا دیکھتے ہین
کون کرتا ہے در و بام کی حرص

اور ناموں سے یہان کام نہین
ایک باقی ہے ترے نام کی حرص

قدرتی اپنا ہے جامہ عابد
کیون کرین جامۂ احرام کی حرص

اُسکی نگاہ مین ہین اگر تیر کے خواص
پوچھین نہ ہم سے کوئی کہ ہم اُس سے مُوے وہین
زندہ کیا کسی کو کسی کو کیا ہلاک
چھوڑا کسی کو پیچ مین لائی کسی کو یہ
بندہ کے واسطے ہے توکّل عجیب شئے
جسپر پڑی نگاہ وہین کٹ گیا گلا
یان تک ہوا ہین محو تری یاد مین صنم
وہ آجکل زمینِ دکن پر ہین رونقین

ہین یان ہمارے دل مین بہی نخچیر کے خواص
تدبیر کے الگ ہین کہ تقدیر کے خواص
ہین سب الگ الگ تری تقریر کے خواص
مین کیا بتاؤن زُلف کی زنجیر کے خواص
اب اور کیا بتاؤن مین تدبیر کے خواص
ہین سارے اُس نگاہ مین شمشیر کے خواص
ہین میری شکل مین تری تصویر کے خواص
پیدا ہین اسمین خطۂ کشمیر کے خواص

عابد جوان ہو کے یہ توبہ شراب سے
پیدا کہان سے تونے کیے پیر کے خواص

ہم نے دیکھا ہو لتے پہلتے نہین طامع حریص
جب کہین دیکھا کسی زردار کے گہر شادمان
ہو گئے گمراہ بس راہِ قناعت چھوڑ کر

نارِ حسرت مین کہان جلتے نہین طامع حریص
اُس جگہ سے پہر کبہی ٹلتے نہین طامع حریص
راستہ سیدہا کبہی چلتے نہین طامع حریص

عید بھی آئے تو کیا انکے لئے کچھ بھی نہین
عطر بھی پوشاک پر ملتے نہین طامع حریص

تمبر اہل

آپنے عابد کہا ہے خوب مصرع واہ وا
ہمنے دیکہا پھولتے پھلتے نہین طامع حریص

گر پدر کو نہو طفلی مین پسر سے اخلاص
کیا پسر کو ہو جوانی مین پدر سے خلاص
رکہتے ہین صاحب زر صاحب زر سے خلاص
جسطرح اہل ہنر اہل ہنر سے اخلاص

ہے شریرون کو سدا بانی شر سے خلاص

قیس لیلے کے تصور مین بنا خود لیلے
واسطے شیرین کے فرہاد نے سر اپنا دیا
اثر عشق ہر اک چیز مین ہے جلوہ نما
کاہ کو کہنیچے ہے باجذب لی کاہ ربا

بخدا ایسا بشر کو ہو بشر سے اخلاص

موسم گل مین سنو بلبل و گل کا اخبار
شمع پر کرتا ہے پروانہ دل و جان کو نثار
سرو کے غم مین ہے قمری بھی سدا خستہ و خوار
واہ رے عشق یہ نادر ہین ترے سب آثار

دیکہو حیوانون مین ہے مادہ کو نر سے اخلاص

گنبد اخضر دوار کی ہے الٹی چال
کیا لکہون مجہسے لکہا جاتا نہین وہ احوال
جتنے اشراف ہین یک لخت ہوے سب پامال
ہے کمینون کی بنی آئی بہم ہین خوشحال

جسطرح رکہتا ہے خر دوسرے خر سے اخلاص

اب بجز حبِ علی مجھکو [illegible] نہین
کہ سوا اُنکے مرا کوئی مددگار نہین

مین وہ عابد ہون کسی شے کا [illegible] نہین
اہلِ عالم مین کبھی اُلفتِ شمشاد نہین

[illegible] نہ ادہر سے اخلاص

ردیفِ ضادِ معجمہ

طلا و سیم سے نے درہم [illegible] سے غرض
سوا یار کے مجھکو نہین کسی سے غرض

وہ ایک بوسہ جو دیتے [illegible]
کہا پکار کے دل نے کہ تھی اسی سے غرض

ہے عکس زُلفِ سیہ [illegible]
نہین تمہارے لبِ لعل کو مسی سے غرض

ہے ایسا کون رہے بغرض جو عالم سے
بشر کو پڑتی ہے دنیا مین ہر کسی سے غرض

[illegible] اپنے وطن کی اے عابد
[illegible] ترکی سے رکھتا نہ فارسی سے غرض

یہان جو دیتے ہین مفلس کو [illegible]
خدا عطا او نہین کرتا ہے گنج ابیض

عجب نہین ہے جو با فیضِ [illegible] مصطفوی
ہو رنگِ اسودِ ذاتی اہلِ زنج ابیض

نہ کیون کرون مین سدا شُکرِ رازقِ باری
رکھلا رہا ہے مجھے گندم و برنج ابیض

بکفر و شرک رہین روسیاہ محشر مین
جو رنگ پائے ہین کُفّارِ نکتہ سنج ابیض

جو فیضِ نصرتِ ناصر کسی کو ہو عابد
نہ دے بعینِ تہیدستی اُسکو رنج ابیض

عصیان ہمارے رکھتے ہین غفار سے غرض
رحمت کو اُن کی ہے جو گنہگار سے غرض

سارے جہان مین ہمکو ہے دلدار سے غرض
جسکو ہے شوق ہمکو ہے تو ہمین یار سے غرض

گر ہے غرض تو کوچہ دلدار سے غرض
جنت سے ہم کو کام نہ گلزار سے غرض

دولت نے عشق کی وہ غنی کردیا ہمین
درویش سے غرض ہے نہ زردار سے غرض

عابد کو کام کچھ نہین اسلام و کفر سے
تسبیح سے غرض ہے نہ زنّار سے غرض

دنیا مین مجھکو کب کسی مردم سے ہے غرض
مطلب تمہین سے اور فقط تم سے ہے غرض

عاشق ہون تیرا مجھکو تکلّم سے ہے غرض
گریہ نہین تو پھر بھی تبسم سے ہے غرض

دریا کو ایک قطرہ سمجھتے ہین بادہ نوش
کیا ہے بساط جرعہ کی یا خُم سے ہے غرض

اُس رشکِ آفتاب کے گھر سے ہے ہم کو کام
عیسائیون کو چرخِ چہارم سے ہے غرض

بیداد ہے تمہاری زمانہ مین مُشتہر
کہتا ہے کون تم کو ترحّم سے ہے غرض

افشان تری نظر مین جو اپنی سما گئی
آٹھون پہر تصوّر انجم سے ہے غرض

بھکائین لاکھ غیر تمہین تم نہ مانا
تم کو ہے مجھسے اور مجھے تم سے ہے غرض

بھاتی نہین کچھ اور غذا ہم کو دوستو
ہم آدمی ہین ہم کو تو گندم سے ہے غرض

ہے زندگی مری تری ٹھوکر مین اے صنم
مطلب مسیح سے نہ مجھے تم سے ہے غرض

عابد نہ خاک چھان تو رہ کر صنم کے پاس
پانی نہ جب ملے تو تیمم سے ہے غرض

فیاض کو ہے فیض ہوا بالسانِ فیض
شمہ بھی ہم سے ہو نہین سکتا بیانِ فیض

برپا محفلِ شعراہے نشانِ فیض
شاہیٔ جملہ ملکِ سخن ہے از آنِ فیض

ہے فیض بخشیو نسے جہان نشانِ فیض
روشن ہے صحنِ خلد برین مین مکانِ فیض

سیارو نجم اُسکے مضامین خوش سبھی
زیبا ہے بر زمینِ سخن آسمانِ فیض

بوئے گلِ سخن سے زمانہ ہے خوش مشام
ہے موسمِ بہار سے پُر بوستانِ فیض

توصیف کیا ہو ذرّہ سے ممکن نہین ایم
خورشید سے جہان مین نمایان ہے شانِ فیض

اقبال و عمر کے لئے عابد دعا کرو
شاہِ دکن کا دار ہے یہ آستانِ فیض

جب سے کہ دل مین عشق کا پیدا ہو مرض
جون جون دوا کی اور بھی بڑھتا گیا مرض

کیسی دوا دی آپنے اے غیرتِ مسیح
خفت کے بدلے اور ہوا ہے سوا مرض

تم آگئے تو ہو گئی صحت مجھے نصیب
ایسا بتاؤ تو کہین دیکھا بھی تھا مرض

چارہ مریضِ عشق کا ہوتا نہین کبھی
مجھپہ ہزار جان سے ہے مبتلا مرض

سُن سُن کے میرا حال اطبا جہان کے
حیرت مین ہین کہ ہو گیا عابد کو کیا مرض

مخمس بر غزل ایضاً

شیشہ گرون کی شیشہ گری سے نہین غرض
غنچہ دہان کی موکری سے نہین غرض
پیوستہ سجدۂ حجری سے نہین غرض
دیوانہ مین ترا ہون پری سے نہین غرض
تو ہو کسی کی جلوہ گری سے نہین غرض

ہے چشمِ شوخ کو تری سبقت غزال پر
پیشانی کو فزونی ہے ماہِ کمال پر
حیرت ہے ایک خلق کو اِس خستہ حال پر
مرتا ہون مین تو یار تری بول چال پر
طوطی سے اور کبکِ دری سے نہین غرض

قد قامت الصلوٰۃ سُنو عشق نے کہی
عشاق کے خیال کو اس جا ہے کوتہی
شمشاد و سرو پر یہی قمری ہے کہہ رہی
نخلِ مُراد ہے یہ ترا قامتِ سہی
اب مجھکو زینتِ شجری سے نہین غرض

چرچا ہے تیرے حُسن کا جب سے کہ ہو گیا
اُلفت نے دامِ زُلف مین لاکر پہنسا دیا
تنہا نہین ہے نرگسِ شہلا ہی مُبتلا
بیمارِ چشم ہون لبِ جان بخش کے سوا
عیسےٰ کی مجھکو چارہ گری سے نہین غرض

عابد تو دیکھ موے سیہ فامِ زُلف مین
پابستہ طائرِ دل شامِ زُلف مین
بس کُفر ہی سنو و تہا اِس لامِ زُلف مین
رہنا کیا قبول ترے دامِ زُلف مین
اب مرغِ دل کو تیز پری سے نہین غرض

ردیفِ طائے مہملہ

بات کا تیری اعتبار غلط
تیرا وعدہ غلط قرار غلط

ان بتون سے بغیرِ جور و جفا
طمعِ لطف اور پیار غلط

جب کہون حالِ بیقراریِ دل
کہتا سُن سُن کے ہے وہ یار غلط

کیا ہو اندازہ داغِ دل کا مرے
کہ ثوابت کا ہے شُمار غلط

محویت سے ہین تیرے کوچہ کی
راہ کرتا ہون بار بار غلط

گو کہ ہمجنس ہین مگر عابد
ربطِ ابنائے روزگار غلط

اقرار وصلِ یار کا ہم پاتے ہین غلط
ایسے ہزارون وعدے ہوے جاتے ہین غلط

ہوتا نہین ہے خیر سے ایک آدہ بھی درست
پیغامِ وصل روز چلے آتے ہین غلط

راحت مین ساتھہ دینے کو آجاتے ہین سبھی
مشکل کے وقت مین کوئی کام آتے ہین غلط

مجھکو جو دیکھتا ہو تو اپنے کو دیکھہ لو
اشکال صاف کس لئے دکھلاتے ہین غلط

عابد خدا کیواسطے اپنے کو جان لے
زاہد نہین یہ سمجھے ہین سمجھاتے ہین غلط

نکلا غدار یا یہ ہے مشکناب خط
آتا نظر مین خوش ہے بعین شباب خط

دل کیون نہ اُسکے پیچ مین آجاے ایکبار
لکھتے ہین سب حسین خطِ بندگی اُسے

وہ زُلف لاجواب ہے اور لاجواب خط
ہے اُس بُتِ ملیح کا بس انتخاب خط

قاصد نے میرے لادیا جو بر کنارِ حوض
تہی یادِ زُلف مجھکو جو لکھنا کیا شروع

دہو ڈالا اُسنے غصّے سے اہِن آب خط
کیا کچھہ دل و جگر کو دیا اضطراب خط

عابد اسی زمین مین غزل اور اک لکھو
جس کا لکھے عماد بصد آب و تاب خط

بھیجے اگرچہ مین نے اُسے بیحساب خط
دل ہو رہا ہے اُس بُتِ نوخط پہ مُبتلا

اُسنے لکھا نہین مجھے خط کا جواب خط
دیتا ہے جسکے رُخ کو بہت آب و تاب خط

گلگشتِ باغ سمجھون بوقتِ مُطالعہ
کہنا سلام میرا بصد شوق و اشتیاق

آے جو خوشنویس کی بنکر کتاب خط
اے قاصد اُسکو دینا نہ وقتِ عتاب خط

کسطرح چین پڑتا اُسے خط کو دیکھہ کر
قاصد کو جھڑکی دیکے لفافے کو پہاڑ کر

مینے لکھا تہا جسکو دمِ پیچ و تاب خط
بولا وہ بُت پڑھا نہین جاتا خراب خط

عابد ہے تیرے سینے پہ مرشد نے جو کہا
پڑھ صاف پیکے ایک دو جامِ شراب خط

اُنسے بدنی ہے ہوشیاری شرط
ایسی کوئی نہین ہے پیاری شرط

بوالہوس ہین جو شور کرتے ہین
جب تو ہے کچھہ نباہ کی صورت
سیم و زر کی نہین ہے کچھہ اوقات
جان دیدین جو وصل کی ٹھہرے
مری جان جس کو عشق ہے تیرا
یون وہ کہتے ہین وصل [illegible]

عاشقی مین ہے رازداری شرط
دونو جانب ہے دوستداری شرط
دوستی مین ہے جان نثاری شرط
پہلے پوری کرو ہماری شرط
اُسکے دل کو ہے بیقراری شرط
آپ نے جیتی ہم نے ہاری شرط

اُسکے دیدار کے لئے عابد
ہے مجھے اب گناہگاری شرط

مین نے اُنسے کہا وفا ہے شرط
بوسہ لینے مین آپ کا صاحب
گر بلانا ہے اُن کو گھر اپنے
بوسہ جبراً لیا تو کہتے ہین
تجکو ناصح ہے شرط خاموشی

تو وہ کہنے لگے جفا ہے شرط
کیا کوئی اور بہی جدا ہے شرط
پہلے اسکے لئے دعا ہے شرط
اسمین پہلے مری رضا ہے شرط
اور میرے لئے صدا ہے شرط

یون نہ دل دیگا آپ کو عابد
غمزہ و عشوہ و ادا ہے شرط

کیون نہ ہوجاۓ گا اب دلکو سرِ خار سے ربط ‏— ہوگیا ہے مجھے مژگانِ ستمگار سے ربط

زاہدا کعبۂ مقصود مبارک تجھکو ‏— ہے مرے سرکو تو سنگِ درِ دلدار سے ربط

یاد آتا ہے مجھے عارضِ گلگون کوئی ‏— ہے تجھے بلبلِ شیدا گلِ گلزار سے ربط

آنکھہ پڑتی ہے چمن مین گلِ نرگس پہ تری ‏— ایک بیمار کو ہے دوسرے بیمار سے ربط

کیون نہ عابد کو رہیگا تری صورت کا خیال
حسن رکھتا ہے ترا طالبِ دیدار سے ربط

احباب مین صحیح نہین باہم ارتباط ‏— باطن مین ہین کدورتین ظاہر مین اختلاط

لازم ہے یہ کہ کیجئے ہر اک سے احتیاط ‏— کچھہ دہر مین نظر نہ پڑی روۓ انبساط

گلزارِ خرمی ہے نہ ہے محفلِ نشاط

قایم تو رکھہ حواس ہوس دل سے دے نکال ‏— ہووے کہین نہ غوطہ خورِ بحرِ انفعال

طامع نہ ہو تو حرص و طمع کا نہ رکھہ خیال ‏— کردیوے زندگی نہ تہیدستی پایمال

حرص و ہوس طمع کو سراپا نہین نقاط

یہہ صاف سینہ صورتِ مرآت ہے او صفا ‏— نقطہ نمط ہون حلقۂ پرکار مین پہنسا

نقشہ کہنچا ہے دیکھو حریم و حطیم کا ‏— ملجاے بوسۂ حجر الاسود اوس جگا

آباد خاص کعبۂ دل مین رہے رباط

ہرچند ہوگیا ہے زمانہ کا دور دون
اغیار سر بلند ہین اور یار سرنگون

پر کیا مجال اس کی کہ مجھکو کرے زبون
فدوی ہین جان و دل سے جنیب جلا کا ہون

اے چرخ رزل پیشہ کل تیری کیا بساط

عابد کی ہے یہ عرض کہ یا سید جنان
عاصی ہون مین گناہ مرے ہوگئے بیکران

مجھپہ ہو اسکا سایہ ہو اے شاہ انس و جان
شہوادبر ہو طل قدم اپکا عیان

تمہ راہی — تا ایک پل مین جاوے گذر راہ پلصراط

جبکہ تیا ہوا ماہ کی تنویر سے خط
مین نے باندہا ہے اسیوقت پر تیر سے خط

کبھی اسنے نہ لیا بانی توقیر سے خط
مین نے لکھا بتوکل اسے تدبیر سے خط

یا الٰہی وہان پہنچے مری تقدیر سے خط

یاد مین رہتے ہین محبوب کی جو شام و سحر
گنتے ہین اشک سحر اور دم شب اختر

کیون نہ رکہون مین اسے دیکھکے بر دیدہ و سر
پہنچے کشمیر مین جو کاغذ کشمیری پر

بت کشمیر نے بہیجا مجھے کشمیر سے خط

بوجھ اٹھہ سکتا نہین کا نسے اک بالے کا
ہے کمر اسکی رگ گل سے نزاکت مین سوا

نہین طاقت کہ صفت لکھہ سکین اسکی شعرا
ایک ادنی سی نزاکت ہے صنم کی بخدا

دو نو کانون پہ پڑا زلف گرہ گیر سے خط

دیکھا جب یار کے قاصد کو تو کیا خوب بنی
جسم مین مارے خوشی کے ہوئی پوشاک تنی

اور او ر آئے خیال و ہی رہی دل مین ٹھنی
کر دیا وصل کے مضمون نے مرے [illegible]

کم نہین حق مین مرے نسخۂ اکسیر سے خط

یاد مین کس کی نگہ کی ہے یہ وحشت کا وبال
ایک بیک ہو گیا ظاہر یہ اثرِ عشق کمال

تن مشبک ہوا عابد کا مثالِ غربال
ہے ظفر مجھ کو کسی ناوکِ مژگان کا خیال

جو سراسیمہ لکھے ہے قلمِ تیر سے خط

ردیفِ ظائے معجمہ

دل اپنا بُت کے حوالہ ہوا خدا حافظ
عجیب بوجھ ہے سر پر لیا خدا حافظ

ہے ایک دانہ دل اپنا اور اُسکے لئے
فلک کی پہرتی ہین نہ آسیا خدا حافظ

ٹپک کے آنکھوں سے افشا کرے نہ راز اپنا
کہ خونِ دل کا ہے بھیدیا خدا حافظ

نگاہِ غیر کا ہے خوف چشمِ بد ہو دُور
عذارِ یار ہے بس پر ضیا خدا حافظ

دل اپنا پیسکے برگِ حنا مین رکھا ہے
وہ ملتے ہین کہ نہین اب حنا خدا حافظ

جنون مین دیکھئے کیا کیا مُصیبت آتی ہے
ابھی تو چاک گریبان ہوا خدا حافظ

سدا زبانزدِ عابد ہے ذکرِ اللہ ہو
اوسی کو ورد ہے اپنا کیا خدا حافظ

راتدن کرتا ہے رندون کو ملامت واعظ
جنکو ہے اُنکو ہے میخوارون کی عظمت واعظ

تونے پی بہی ہے کبہی بہر خدا کہہ توسہی
خود بخود کرتا ہے یا مئے کی مذمت واعظ

کوچۂ یار سے رکہتا ہون قدم کب باہر
رہے تجہکو ہی مبارک تری جنّت واعظ

مئے گلگون سے خدا نے ہے ترا منہہ مارا
پائی ہے تونے عجب طرح کی قسمت واعظ

عابدؔ مست ہون مشرب ہے مرا رندانہ
توبہ کر بہر خدا مجہکو نصیحت واعظ

کہتے ہو آدمی کی طبیعت مین ہو لحاظ
کس بات کا بتاؤ تو اُلفت مین ہو لحاظ

کیا لُطف آئے عاشق مضطر کو وصل مین
جب اسطرح کا تیری طبیعت مین ہو لحاظ

جو جو گنہہ کئے ہین شفاعت پہ آپ کی
اس بات کا حضور قیامت مین ہو لحاظ

ایسا نہ ہو کہ دل ہی مچلجائے ناصحا
کچہہ جی بہلنے کا بہی نصیحت مین ہو لحاظ

عابدؔ بُرا جو کہتے ہین مجہکو بُرا کہین
توہین وطعن وطنز وشکایت مین ہو لحاظ

مجہکو معلوم ہے سب تیری حقیقت واعظ
کیا سُناتا ہے مجہے روز نصیحت واعظ

خود تو کرتا نہین لوگون کو سکہاتا ہے عمل
خاک تاثیر کرے تیری نصیحت واعظ

بات بے وقت کہا کرتا ہے جاہل کیطرح
اب بہی تجہسے نہ گئی بوے جہالت واعظ

رند تیری نہ سُنینگے نہ سُنینگے ہرگز | کس لیئے روز اُٹھاتا ہے ندامت واعظ

خمسہ بر غزل

حاجتِ پند و نصیحت نہین کچھہ اِسکے لیئے
دل سے مرغوب ہے عابد کو عبادات واعظ

ہے بحرِ ہجر کی موجون سے دل سدا محفوظ | کہ جیسے رکھتا ہے کشتی کو ناخدا محفوظ
بسیرِ حُسن تو اپنے کو رکھہ بجا محفوظ | کمندِ زُلف سے رہ یار کی دلا محفوظ

بلائے آفتِ جان ہے رکھے خدا محفوظ

کہون مین کیا کہ قلے تل سے دل لگا اپنا | جز اُسکے کون ہے یان شوق جانتا اپنا
ہے اُسکو تو جگر و دل ہی دیدیا اپنا | جو اُسنے تیغ کو کھینچا تو سر جھکا اپنا

کہ مرگِ ہجر کی آفت سے ہوگیا محفوظ

ہین گرچہ طالبِ دیدارِ یار ہم بارے | کھڑے ہین رہتے تھہ بام آکے بیچارے
جو وقتِ صبح دہان و بر دہوے سارے | نگاہِ تیر سے بسمل بہت گئے مارے

کوئی تمہارے سنان سے نہین رہا محفوظ

چلایا تو نے جو جو رنگ اے بتِ پرفن | تو زخمیون سے ہوا دشت تختہ گلشن
ہے سرخ ہوگئی ساری زمین بہ رنگِ چمن | جو قتل گاہ مین آئے ہو کھینچ لو دامن

ہمارے خون سے تمہاری رہے قبا محفوظ

جو عشق شیرین یکایک تہا کوہکن کو ہوا
وصال تو نہوا اُس کا سر ہی پہوٹ گیا

نہین خلاف ہے اے عابد اُنکا یہ کہنا
بتُون کا عشق تو ضامن ہے ناگہانی بلا

کہ اُن کے جور سے ہم کو رکہے خدا محفوظ

ردیفِ عین مہملہ

کیا جو بزم مین دیپک کا اُسنے راگ شروع
ہوئی بہڑکنی دلِ عاشقان سے آگ شروع

چہپے ہے زلف سیاہ کی تہ سے گال جو یون
کہ ڈسنا کرتے ہین اِک ناگن اور دو ناگ شروع

نئی جوانی مین جہلِ عمل حساب ہے کیا
کہ تیرے دلکو کسی دل سے ہو جو لاگ شروع

بنی ہے محفلِ عیش و نشاط اسلئے مطرب
اب آدہی رات ہے تو کیجئے بہاگ شروع

کسی کا صبحِ شبِ وصل یہ مقولہ تہا
کہ سر مین درد ہوا میرے جاگ جاگ شروع

ہے یوُن خلقِ حسن فیضِ ناصر اے عابد
مثالِ عطرِ جہانگیری وسُہاگ شروع

ہوتا ہے نشۂ شراب طلوع
شرق سے جون ہو آفتاب طلوع

یون ہے زُلفون مین عارضِ روشن
جیسے ہو شب کو ماہتاب طلوع

رُخ ہے تیرا نقاب مین کہ ہوا
مہر در پردۂ سحاب طلوع

ہجر کی ایسی بیقراری ہے
کیون ہو آنکہون مین شب کو خواب طلوع

داغ سے دل ہے ایسا جیسے ہو
خور گہن سے باضطراب طلوع

دُور کر رُخ سے اپنے بُرقع کو
مہر کب ہوگا در حجاب طلوع

فیضِ ناصر ہمین ملا عابد
جب ہوا نشّۂ شباب طلوع

صبح کی ہے شام کی ہے اطلاع
آپ کے ہر کام کی ہے اطلاع

قادر و قہّار ہے غفّار ہے
تیرے ہر اِک نام کی ہے اطلاع

صبح تراحال ہے مجھپر کھلا
ہوتی ہر اک شام کی ہے اطلاع

اے دلِ نادان تو محبّت نہ کر
تجکو نہ اِس دام کی ہے اطلاع

آپ تو عابد سے ہین واقف بہت
بد کی ہے بدنام کی ہے اطلاع

آپ کی خاطر ہین مہمان مجتمع
دل ہین حسرت اور ارمان مجتمع

کعبۂ دل ہوگیا ہے کوہِ قاف
ہین ہزارون اس مین پریان مجتمع

یون ہی دل مین گر رہے خط کا خیال
چند دن مین ہوگا دیوان مجتمع

مشربِ رندانہ جب سے ہو گیا
ہوتی ہے اِک بزم رندان مجتمع

اُسکا غصّہ اور انداز و ادا
قتل کے میرے ہین سامان مجتمع

خاص خاصہ کے لئے اجناس ہین — یہ دل و جان دونون بریان مجتمع

گریۂ عابد پہ ہنستے آپ ہین
اک جگہ ہین برق و باران مجتمع

جب سے ہوا دکن مین اہل زبان کا مجمع — ہونے لگا یہان بہی ہندوستان کا مجمع
تیرے خیال مین ہم ہین ہر جگہ اکیلے — کہتے ہین بہیڑ کس کو کیسا کہان کا مجمع
مظلوم تیرے جس دن چلائینگے ستمگر — ہوجائیگا فلک پر آہ و فغان کا مجمع
ابرو کے اور مژہ کے یاد آتے ہین اشارے — ہوتا ہے میرے دل مین تیرون سنان کا مجمع

خمسہ براہ غزل — ملک دکن مین عابد اوستاد داغ آئے
بس ہوگیا دکن مین اہل زبان کا مجمع — خود

سرور نشہ ہو ہوتے ہی فصل راگ شروع — ہو رنگ رلیان گذرنے سے فصل پہاگ شروع
نمود ہوگیا جوبن کا رخ پہ بہاگ شروع — کیا جو بزم مین دیپک کا اوسنے راگ شروع

ہوئی بہڑکنی دل عاشقان سے آگ شروع

تو وہ حسین ہے ترے آگے آفتاب ہے کیا — پیا جو پانی لگے پوچہنے شراب ہے کیا
طلب ہے بوسہ کی ہم کو کہو جواب ہے کیا — نئی جوانی مین صلّ علی حجاب ہے کیا

کہ دلگو تیرے کسی دل سے ہو جو لاگ شروع

نہ مالداروں سے رکھہ ارتباط اے مُطرب
نہین ہے حرص وطمع کو نقاط اے مُطرب

حضور آتو بصد انبساط اے مُطرب
جمی ہے محفلِ عیش و نشاط اے مُطرب

اب آدھی رات ہے تو کیجئے بہاگ شروع

بھٹکتا نجد مین تو قیس جون بگولا تھا
لگا ہوا سرِ فرہاد پر بسولا تھا

ہین اُسکا عیش و کرم رات کا نہ بھولا تھا
کسی کا صُبحِ شبِ وصل یہ مقولا تھا

کہ سر مین درد ہوا میرے جاگ جاگ شروع

ہوے ہین رازِ خفی تجھپہ ظاہر اے عابد
تو اپنا آپ ہی رہتا ہے ناظر اے عابد

نہ بھول دل سے مضامینِ شاعر اے عابد
ہے بوئے خُلقِ حسن فیضِ ناصر اے عابد

مثالِ عطرِ جہانگیری وسُہاگ شروع

ردیفِ غینِ معجمہ

داغ سینہ کا ہے میرے اُسکی محفل کا چراغ
کیا اندھیری رات کام آیا جلے دل کا چراغ

بام پر ہوکر برآمد داغِ دل دیکھو مرا
ہے نظر آتا بلندی پر سے منزل کا چراغ

گذری مدت آج تک نوشیروان کا وصف ہے
اسم روشن ہے جہان مین شاہِ عادل کا چراغ

خوف ہے آہون کی آندھی کا مجھے رہتا سدا
گل نہو جاے مبادا ماہ کامل کا چراغ

ذاتِ حاتم سے قبیلہ طے کا نامی ہوگیا
حشر تک روشن رہیگا مردِ باذل کا چراغ

ہوگا روشن تر چراغِ مہر و مہ سے دیکھنا
مشتعل ہر ایک داغِ سینہ و دل کا چراغ

فیضِ ناصر سے دلِ عابد ہے روشن تر سدا
گل نہین ہوتا کبھی آندھی سے مقبل کا چراغ

غیرون سے کب ملیگا مجھے یار کا سراغ
پوچھونگا اپنے دل سے ہی دلدار کا سراغ

لاغر تمہارے عشق نے ایسا بنا دیا
ملتا نہین کسی کو تنِ زار کا سراغ

پھرتا ہون راہِ عشق مین مین ڈھونڈھتا مگر
منصور گر ملے تو ملے دار کا سراغ

برسون سے خاک چھانتا پھرتا ہون کو بکو
ملتا نہین مجھے درِ دلدار کا سراغ

عابد تم اُس کی زلف مین دیکھو تو غور سے
ملتا ہے کچھ یہان دلِ بیمار کا سراغ

دیکھو تو داغ دل کہ ہے کیا خوشنما چراغ
پاتا ہون اپنے سینہ مین جلتا ہوا چراغ

شعلے نکلتے ہین دلِ مضطر سے ہجر مین
مین دیکھتا ہون جب کہین جلتا ہوا چراغ

وہ آتے آتے رہگئے یان دم نکل گیا
افسوس شام ہی سے مرا گل ہوا چراغ

کافی ہے داغِ دل ہی مرا قبر مین مجھے
رکھتے ہین میری قبر پہ کیون آشنا چراغ

دیکھے تو کوئی چیر کے داغون سے ہجر کے
روشن ہین میرے سینہ مین بے انتہا چراغ

تعبیر ہے یہی کہ جلائیگا دل کوئی
مجھکو کوئی خواب مین کل دیگیا چراغ

سوزِ تپِ فراق سے عابد شبِ فراق
روشن ہوئے ہین گھر مین مرے جا بجا چراغ

استادِ زمان تھے حضرت داغ — مشہورِ جہان تھے حضرت داغ
اُردو پہ بہت ہے اُنکا احسان — بانیٔ زبان تھے حضرت داغ
ہوتے تھے مشاعرون کے چرچے — جب تک کہ یہان تھے حضرت داغ
ذی الحجہ کی تھی جو دسوین تاریخ — دنیا سے روان تھے حضرت داغ

عشرہ ہوئی عید سب کو عابد
فیّاضِ جہان تھے حضرت داغ

قطعہ تہنیّت تولدِ شاہزادۂ بلند اقبال مدظلہ العالی

دید کے قابل ہے سارے جان نثارون کی خوشی — سُن لیا روشن ہوا ہے اور ایک اچھّا چراغ
عرض ہے عابد کی درگاہِ خدا مین اٰمین — تا ابد قائم رہے شاہِ دکن تیرا چراغ

تضمینِ غزلِ نیّر ۱۲

چون گل کجا شگفتہ شود دل بسیرِ باغ — نظّارہ گلم بکند سینہ داغ داغ
از نکہتِ نسیم بخاطر کجا فراغ — چون گرد بادِ دشت نورُدم بکوہ و راغ

عنقا بجستجوست نیابد مرا سراغ

بالائے لامکان گذرے کرد آہِ ما — بر چرخ رفت نالۂ ہم دستگاہِ ما

از فکرِ دستِ خود بسرِ خود کلاہِ ما
آب سرشک کرد گل و لا براہِ ما

از گریہ ہاے خویش نماندہ مرادِ ماغ

یک عالم است خُرّم و خوشحال جا بجا
دارند پوشش و خورش و سیر و طیرہا

پُرسد اگر کسے کہ ترا این الم چرا
گویم جوابِ او کہ حُسینؑ ابنِ مرتضیٰ

نورِ نبیؐ در انجمنِ دینِ حق چراغ

اثناے راہ گشتہ چو مہمانِ کربلا
زد خیمہ ہاے خود بہ بیابانِ کربلا

فوجے ورُود کرد بمیدانِ کربلا
بر ساحلِ فُرات نگہبانِ کربلا

مینوشِ بُغض و بادہ نخوت بلب ایاغ

بودند شمر و سعد کہ سرِ لشکرِ یزید
تنہا میانِ راہ کہ شبیر را بدید

اے حابد او نمود ستم بر ستم مزید
ابنِ علیؑ بخویش و رفیقان شدہ شہید

شہواد باغِ دہر بشد مسکنِ کلاغ

ردیفِ فا

جلوہ نورِ خدا ہے ہر طرف
دیکھہ اے نادان تکلف برطرف

کون خاطر داریٔ مُفلس کرے
ہے ہراِک کی طبع اہلِ زر طرف

آشنا کوئی نظر آتا نہین
پھر رہا ہون ڈھونڈھتا ہر ہر طرف

از پسِ دیوار آ گہر مین مرے
ہین رقیبون کی نگاہین دہرطرف

روز و شب رہتا ہون ازبس زار زار
دیکہہ لینا میری چشمِ تر طرف

دو دلی انسان ہو تم اے صنم
اِک طرف گاہے گہے دیگر طرف

حافظ و ناصر ہین عابد وہ ترے
دہیان رکہنا شافعِ محشر طرف

پڑتی ہے آنکہہ جب ترے رخسار کیطرف
مین دیکہتا نہین کبہی گلزار کی طرف

سجدہ کیا جو کعبہ کی جانب کو ہمدمو
منہہ پہر گیا مرا درِ دلدار کی طرف

روزِ جزا یقین ہے مرے لکواے کریم
رحمت تری رہیگی گنہگار کی طرف

دن رات سبحہ رکہتا ہے گو شیخ ہاتہ مین
رغبت ہے دل کی رشتۂ زنار کی طرف

کعبہ سے خالی آیا ہوا وہ برین ذلیل
جا کر پہرا جو احمدِ مختار کی طرف

عابد تمہارے سینہ کے جو داغ دیکہہ لے
تا حشر منہہ کرے نہ وہ گلزار کی طرف

جوشِ وحشت کہہ رہا ہے چل بیابان کیطرف
دلکی حسرت ہے کہ جاؤن کوے جانان کیطرف

آنکہہ اُس عارض کی شیدا دل اسیرِ زلفِ یار
ایک کافر کی طرف ہے اِک مسلمان کیطرف

پہر بہار آئی ہوئی پہر مجہکو وحشت ہمدمو
لیچلا ہے پہر جنون کو وہ بیابان کی طرف

کیا دعا سے وصل کیجیے ہے خون اس جلاد پہ اب
ہاتھ اُٹھتا ہے تو جاتا ہے گریبان کیطرف

آجکل عابد مجھے ہے صحرانوردی کا شوق
لیچلے احباب میرے مجکو زندان کیطرف

کہو منہہ پہ اسے مہربان صاف صاف
نہین ہے تمہارا بیان صاف صاف

تڑپتے ہین بسمل وہان نامہ بر
یہ ہے اُسکے گہر کا نشان صاف صاف

مرا رازِ دل سُنکے کہتے ہین وہ
سنائی ہے کیا داستان صاف صاف

کہا ہے جو اُسنے وہ کہہ نامہ بر
تو رکتا ہے کیون کر بیان صاف صاف

خدایا بچا اسکے فتنون سے تو
رہے مجہسے یہ آسمان صاف صاف

طلب اُس سے بوسہ تو عابد نہ کر
سُناتا ہے وہ جانِ جان صاف صاف

رُتبہ ترا ہے سب سے سوا اے شہِ نجف
تعریف کیا ہو تیری ادا اے شہِ نجف

آسان کیون نہونگی غلامون کی مشکلین
مشکلکشا ہے نام ترا اے شہِ نجف

اے شاہ تو ہے قوتِ بازوے مصطفےٰ
ثانی ہے تیرا کون بھلا اے شہِ نجف

کس طرح آپ سے درِ خیبر نہ ٹوٹتا
شیرِ خدا ہین شیرِ خدا اے شہِ نجف

دنیا ہے تیرے فیض سے اے شاہ بہرہ ور
عابد پہ اِک نظر ہو ذرا اے شہِ نجف

مخمس بر غزل اُستاد مرحوم

شاہِ مردان افتخارِ انس و جان شاہ نجف ع
ناخدائے کشتیٔ دین بیکسان شاہِ نجف

رونق افزائے گلستانِ جہان شاہِ نجف
مظہرِ خالق مکین لامکان شاہِ نجف

بادشاہِ کشورِ ہر دو جہان شاہِ نجف

منشیٔ ہر چار دفتر نائبِ خیر البشر ص
کارفرمائے قضا حاکمِ ملکِ قدر

شاہِ مردان شیرِ یزدان فاتحِ جنگِ بدر
ساقیٔ کوثر شہِ دین شافعِ یوم الحشر

آسمانِ دینِ نبی ص خورشیدِ شان شاہِ نجف

زورقِ دریائے وحدت بحرِ مواجِ سخا
جنبشِ ذرائے عالم تابعِ مہرِ عطا

سایۂ فرقِ دو عالم مصطفٰے و مرتضٰے ع
مصطفٰے ص رونق فزائے محفلِ کل انبیا

صورتِ شمعِ ولایت درمیان شاہِ نجف

دستِ یزدان صاحبِ کرّ و بنیات حضرت علی
مثلِ تن کل حکمنات و شکلِ جان حضرت علی

نورِ حق شاہِ زمین و آسمان حضرت علی
برتر از عقل و قیاسِ عاقلان حضرت علی

گہ عیان شاہِ نجف گاہی نہان شاہِ نجف

سینۂ جرأتِ مصفّا گوہرِ شمع ادشان
چون تجلی مرتضیٰ ہر نقطہ اُسکے درمیان

رنگ و بو عابدِ وہ بیشک ہے بگلزارِ جنان
ناخدائے کشتیٔ دریائے عرفان بیکسان

ذاتِ ختم المرسلین ص بادبان شاہِ نجف

ردیفِ قاف

کیا کہون آہ داستانِ فراق
لا بیان ہے مرا بیانِ فراق

داغہاے دل وجگر دیکھو
یہ شگفتہ ہے بوستانِ فراق

سیر تہا نعمتِ وصال سے دل
اندنون مین ہے میہمانِ فراق

اِس کا انجام دیکھئے کیا ہو
ہاتھہ مین اُسکے ہے عنانِ فراق

اب کہان موسمِ بہارِ وصال
چمنِ دل مین ہے خزانِ فراق

سمجھے تہے وصل ہی مین گذریگی
کہ نہ تہا ہم کو کچھہ گمانِ فراق

التجا کر خدا سے اے عابد
دُور ہو جاے تا زمانِ فراق

مارے ہین دلپر وہ اُسنے تیرِ عشق
بنگیا گویا کہ یہ نخچیرِ عشق

ہون ازل سے مین اُسی کا شیفتہ
ہے کہچی دل مین مرے تصویرِ عشق

قیس اور فرہاد پر کیا منحصر
پڑگئی ہے مجہپہ بہی تاثیرِ عشق

جان و دل سے اُسپہ ہو جاؤن نثار
سب سے اچّہی ہے یہی تدبیرِ عشق

جہوٹ ہی وہ کیون نہ ہواے ہمدمو
دل سے بہاتی ہے مجہے تقریرِ عشق

ہے یہ تیرے وحشیٔ خستہ کا حال
سر مین چکر پاؤن مین زنجیرِ عشق

خاکِ پا اُس کی ملی عابد مجھے
تھی جو قسمت مین مرے اکسیرِ عشق

جو زمانہ مین ترا ہے عاشق
ماسوا سے نہین مجھکو مطلب
کب ترے عشق کے قابل ہے کوئی
وہ ترے حُسن کا رتبہ پہنچا

ایسے عاشق کا خدا ہے عاشق
پیر اللہ سدا ہے عاشق
آپ تو اپنا ہوا ہے عاشق
مرا معشوق ترا ہے عاشق

عابدِ خستہ جگر کی ہو خبر
سنتے ہین اب وہ ہوا ہے عاشق

مین وصف لکھون آپکا کیا حضرتِ صدیقؓ
تصدیق کی معراج کے احوال کی جس دن
مقبول ہوئین تیرے وسیلے سے دعائین
تو پہلا خلیفہ ہے برابر ہے یہ ترتیب

ہے رتبہ سوا آپکا یا حضرتِ صدیقؓ
نام آپکا مشہور رہا حضرتِ صدیقؓ
جب نام ترا مین نے لیا حضرتِ صدیقؓ
گمرہ ہے جو کہتا ہے برا حضرتِ صدیقؓ

خورشید اگر تو ہے تو عابد ترا ذرہ
تو شاہ وہ درویش ترا حضرتِ صدیقؓ

قطعہ

تو عابدی سے کام نہ رکھ ناصح الملق
زیبا ہے ترے واسطے معبودی برحق
الا مین نہین بحث جو کچھ ہے تو ہے یقین
اِس بھید سے واقف نہین ہر جاہل و احمق

طاؤس ہے جون ابر گہر بار کا عاشق
اور فاختہ شمشاد چمن زار کا عاشق
نوکر کو ہے لازم رہے سرکار کا عاشق
بُلبل ہے چمن مین گُل و گلزار کا عاشق

جو گُل ہے وہ تیرے گُلِ رخسار کا عاشق

دلدادہ ہے ہر کوئی زر و نقرہ و مس کا
گر پاس نہین زر تو بتا کون ہے کس کا
وہ چاہتا ہے اقبال کو اقبال ہے جسکا
اے وائے بران عاشقِ نادار کہ جس کا

معشوق ہوا درہم و دینار کا عاشق

بے تصفیہ گر سمجھو تو کیا ہے مرے دلمین
دلدار مرا آکے بسا ہے مرے دلمین
رشتہ کو محبت کے جگہ ہے مرے دلمین
مانندِ حرم بسکہ صفا ہے مرے دلمین

تسبیح کا عاشق ہون نہ زنار کا عاشق

فہم و خرد و ہوش اگر ہو تو سنبھلنا
ہان عشق کا جنگل ہے پُر از خار نہ چلنا
حاسد ترا گر دو بدو ہو جائے تو ٹلنا
بچکر رہ میخانہ سے اے شیخ نکلنا

ہر رند ہے وان جبہ و دستار کا عاشق

عابد نے تو بازارِ محبت کو ہے دیکھا
زنہار نہ وان پایا چلن نقد دلی کا

اُسنے دُرِ شہوار کو اشکو نکے نہ پوچھا
کیا قدر رکھے اُسکے دل اُس شخص کی سودا

جسکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق

ردیفِ کافِ عربی

نمونہ تم خدائی کا ہو بیشک
مین بندہ ہون تمہارا اپنو بیشک

مظاہر اپنے ظاہر کر دئے ہو
نہ ہو تم تو خدائی کیون ہو بیشک

ہے اُمیدِ وفا تم سے میری جان
جو کہو یا خود کو پایا تم کو بیشک

فقط کہنے کو مین تو عرف ٹھہرا
غلط کی مین کی معنی تو جو بیشک

تمہین دکھلاکے مین پوچھون خدا سے
یہ اچھے یا کہ تم اب بولو بیشک

تمہاری بیوفائی میری اُلفت
رکھو کانٹے مین انکو تو بیشک

دریچہ اپنا تم کیون رکھتے ہو بند
نہین جا ئیگا عاشق کہو بیشک

خطاکارِ دوامِ بندگان ہے
سدا عادت ہے تیری عفو بیشک

مجھے فرمان یہ ہوتا ہے کیا خوب
جو تم ہو چاہتے وہ لیلو بیشک

مرا دل دیکھہ کر ارشاد ہو جائے
یہ بہتر جنس مول اب لیلو بیشک

ہے زندہ عابدِ بے جان یتیم سے
مسیحا تم ہی آکر دیکھو بیشک

غیر کے ہمرہ سیرِ چمن کو جانے لگے وہ ٹہمک ٹہمک
خوف سے میرے آنیکے ہر سو دیکھ رہے ہین چمک چمک
آج خدا ہی جانے عاشق کتنے بے سر ہوتے ہین
جانے لگی ہے میانسے تلوار اُسکی از خود سلک سلک
جبکہ عذارِ یار عرق آلود مجھے یاد آنے لگا
سلکِ گہر کی طرح سے آنسو چشم سے نکلے ڈہلک ڈہلک
بُلبلین در ہنگامِ خزان نالان ہین بیادِ آتشِ گل
نکلی وقتِ نالہ زنی منقار سے آتش بہڑک بہڑک

فیضِ کلامِ ناصر سے عابد ہے مُشرّف ایسا ہوا
خُلقِ حسن سے اُسکے ہی بوئے عطر ہے آتی مہک مہک

سخن آتا نہین لب سے زبان تک
مری پہونچی ہے اب حالت یہانتک
شکایت کیا کرون تم سے عدو کی
گلہ رہجاتا ہے آکر زبان تک
ارادہ ہے کہ اب چلا کے رووَن
کرون ضبط فغان آخر کہان تک
بس اب کیا عذر ہے ملنے مین ہم سے
لیا تمنے ہمارا امتحان تک
کچھہ ایسے روٹھہ کر واپس چلے وہ
انہین لایا تو تہا اپنے مکان تک
بجز تیرے نہین آنکھون مین میری
نظر تو ہی پڑا دیکھا جہان تک
اب آگے میری قسمت ہے خدایا
مین پہونچا تو ہون اُسکے آستان تک
ہوا کیون کر پہر افشا حال میرا
نہین میرا ہے کوئی رازدان تک
شبِ فُرقت جو کرتا ہون مین آہین
پہنچ جاتی ہین اکثر آسمان تک

خدا کے فضل سے فنِ سخن مین
ہمارا نام ہے ہندوستان تک

پڑا رہتا ہے عابد مست و بیخود
کیا بیخود ترے جلوے نے یان تک

مری جائیگی شاید روح وان تک
گذر قاصد کا کب ہو لامکان تک

کرون توصیف مین تیری کہان تک
مرے منہہ مین نہین ہے اب زبان تک

کئے سجدے ہزارون ہر قدم پر
مین یون پہنچا ہون اُسکے آستان تک

کہون کیا حال مین سوزِ جگر کا
لگی ہے آگ اِک دل سے زبان تک

نہو مسجد مین بیٹھے سُست عابد
چلو ہم سے چلتے ہین پیرِ مُغان تک

زور پر ہے یون جواب طوفانِ اشک
کیا ڈبائیگا جہان بارانِ اشک

رحم کب آتا ہے اُس بیرحم کو
ہے عبث یارب جو ہون نازانِ اشک

یاد مین دندان کی جب روتا ہون مین
ہوتے ہین پیدا دُرِ غلطانِ اشک

جان عاشق کی چلی روتے نہین
کب نکالوگے کہو ارمانِ اشک

عابد اب رونے سے مسکر دیکھنا
ہوگیا ہے جابجا بارانِ اشک

دل مین آجاتا ہے ارمان اک نہ اک
گھر مین رہجاتا ہے مہمان اک نہ اک

ہر گھڑی آتا ہے تیرے دام مین
اے بتِ کافر مسلمان اک نہ اک

تم سے شکوہ ہم جو کر سکتے نہین
یاد آجاتا ہے احسان اک نہ اک

ہر گھڑی ہے زلف و کاکل کا خیال
دل کو کرتا ہے پریشان اک نہ اک

گر یہی حالت رہی عابد تو پھر
جان لیگا روزِ ہجران اک نہ اک

قطعہ

شہزادی ہوئی یہ آپکو اے شاہ مبارک
ہو تہنیتِ عرض ہوا خواہ مبارک

ہے آرزو شہزادہ بھی آقا کو ہو جلدی
معروضۂ عابد کرے اللہ مبارک

قطعۂ تاریخ وصالِ حضرت محمد شاہ صاحب قلندر

چون محمد صاحبِ صاحب کمال
زین جہان گردید پنہان زیرِ خاک

کلکِ عابد سالِ رحلت زد رقم
رفت سوے جنتِ الماوائے پاک
۱۳ ۲ ۰

مخمس بزبان اعلم

زیبندہ ہے تجھکو تاجِ لولاک
اور رحمتِ حق بجسم پوشاک

حبِ ازلی مین بس طربناک
اے آئینہ جمالِ ادراک

مشتاقِ لقاے تو دلِ پاک

اِک آن مین کر کے گرم جستی
جا پہنچا عروج پر زبستی
کر رُوحِ قدس پہ صید دستی
بر توسنِ چرخ چون نشستی
بستی مہ و مہر را بفتراک

موسٰے بعطاے فیضِ احمد
فرعون کی ٹوٹی نخوتِ بد
تو عالمِ جان مین ہے سرآمد
عیسٰے کہ دمِ محبتت زد
بنشست چو خود بہ تختِ افلاک

تو شاہ سوارِ مرکبِ چست
جس کے آگے پرِ ملک سُست
پاتے ہین قلوبِ باصفا شُست
آئی کہ بچاہِ زمزم شُست
روشن گرِ دل چو چشمِ چالاک

عابد کے ہین جرم سترِ وہم جہر
بخشاؤ بصد عنایت و مہر
نورانی بحق جبہ و چہر
چون دیدۂ چرخ روشن از مہر
روشن زتو گشت سینۂ افلاک

ردیفِ کافِ فارسی

جانتے ہرگز نہین تجھکو یہان کے عام لوگ
مبتلا ہین کاروبارِ دہر مین یہ خام لوگ
پائی جاتی ہے کہان بوے وفا اُن مین ذرا
صاحبون سے بیوفائی کرتے ہین خدام لوگ

رکھدیئے ہتیار ابرو کے اشارے پر ترے
یاں سپاہی زادہ جو تہے صاحب صمصام لوگ

کرکے آئے وعدہ قالوا بلی اسیجائیے
کیون ادا کرتے نہین ہین سب یہ اپنا دام لوگ

ساتھہ مجھہ دیوانہ کے اطفال تہی تنہا نہین
جمع از بہر تماشا ہین لب سقف و بام لوگ

گرچہ ظاہر نام ہے اس ملک کا ہندوستان
لیک یان بستے ہین لاکہون صاحب اسلام لوگ

کیون نہ اے عابد ہم اُس کا شکر یہ لائین بجا
پار ہے ہین جسکے عہد خاص مین آرام لوگ

قطعۂ تاریخ سرفرازی خطاب

سُن کے یہ حال خوش ہوئے احباب
اُڑھ گیا حاسدون کے چہرے کا رنگ

تم سے عابد جو شہ نے فرمایا
یوہی لو خطاب صولت جنگ

قطعہ

دیکھو عابد سمجھہ لو اِسکے ڈہنگ
دین و دنیا کے سب بھرے ہین رنگ

صرف پڑہنا نہین سمجھہ بہی لو
کلیات کلام صولت جنگ

ردیف لام

چھپ نہین سکتا کسی صورت ہمارا دردِ دل
کب نہان رکہنے سے کرتا ہے کنارا دردِ دل

جب پرستش کا بتون کی دل مین آتا ہے خیال
دمبدم ہوتا ہے افزون تر ہمارا دردِ دل

قصدِ کعبہ دل مین تہا کیا جانے پہر گیا ہو گیا
لیچلا بتخانے کی جانب تصنارا در دِل

دلسے دلکو راہ ہے باور نہین ہوتا مجہے
وہ تو کہتے ہین غلط ہے یہ تمہارا در دِل

فیض بخشی جناب ناصرِ خلق حسن
پا لیا عابد نے جب پایا یہ پیارا در دِل

مین سن لیتا ہون تیری بارہا دل
کبہی تو مان لے میرا کہا دل

نہ یون پہر خدا میرا جلا دل
نہ یون میرا تو مٹی مین ملا دل

یہ وحشی چال تیری کیون بنی ہے
تجہے کیا ہو گیا کیا ہو گیا دل

دیا تہا صرف مین نے دیکہنے کو
سمجہکر مفت اُس نے رکہ لیا دل

نہین خواہش مرے دلین ہے باقی
تمہارا سامرا کیا اب ہوا دل

ترے رُخ کے تصور نے جلا دی
مجلے ہے بغیر از مصقلا دل

امامت ہے تری تسلیم ہم کو
کیا جاتا ہے اب تو اقتدا دل

ہزارون حسرتین اِس مین بہری ہین
بنا ہے آجکل وحشت سرا دل

لگا لایا اُسے باتون مین یان تک
کیا کیا کام تو نے مرحبا دل

خدا کے دیکہنے کا ہے ارادہ
جو یون اب کر رہا ہے ولولا دل

ہوا جب روبرو ناصر کے عابد
با خلاقِ حسن پایا خدا دل

بہت ہم نے پی ہے شراب اول اول
یہ حالت تھی اپنی خراب اول اول

وہ چھپتے ہین پردے مین اسرار کیا ہے
نہ تھا اُنکے منہہ پر نقاب اول اول

انہین کے ہین دل اب کھیلونے سے بدتر
جو کرتے تھے کارِ ثواب اول اول

وہ اب مجھسے کرتے ہین اُلفت کی باتین
جو کرتے تھے مجھپر عتاب اول اول

گو آخر مین تشریف فرما ہوے ہین
ہین سب سے رسالتمآب اول اول

کہان ہین اب عابد وہ اگلی سی باتین
کہ تھے لطف جو جو جناب اول اول

بھولونگا مین نہ وصل کی وہ راتکا خیال
آٹون پہر ہے اُسکی ملاقات کا خیال

جسپر نظر پڑی وہی آیا نگاہ مین
ہر وضع سے ہے پیشِ نظر ذات کا خیال

وعدہ وفا ہو وعدہ خلافی کبھی نہ ہو
خود غور سے تو کیجیے اُس بات کا خیال

توبہ تو کی ہے مے سے مگر پھر بھی رات دن
باقی ہے دل مین پیرِ خرابات کا خیال

کرتے ہین جان کر ہمین ناصح نصیحتین
بدلا نہین ہے قبلۂ حاجات کا خیال

شکوے عدو ہزار کرین فکر کچھہ نہین
عابد کو بس ہے اُن کی عنایات کا خیال

رکھدیا کس نے تری زُلفِ گرہ گیر مین گل
پھول نکلا ہے مگر حلقۂ زنجیر مین گل

یون ہوا دار ہوئی موجِ نسیم اُس گل سے — پھولنے پھلنے لگے گلشنِ کشمیر مین گل

داغ چیچک کے نمایان ہین ترا برہ سے — یا منو دار ہین سفاک کی شمشیر مین گل

گالیان دیتا ہے تو مجھکو مزا ملتا ہے — واہ کیا گرتے ہین منہ سے تری تقریر مین گل

عابد اب ذکرِ چمن کا ہے کو تجھکو جز داغ
زیب دیتے نہین ہرگز تری تحریر مین گل

تا بکوے او بیارد دردِ دل — شغل زیبا نمی گذارد دردِ دل

چند باشی محوِ دہرِ بے ثبات — رازِ حق در دل گذارد دردِ دل

باعثِ اظہارِ آدم شد قوی — تا سحابِ عشق بارد دردِ دل

در ورق گردانیِ الفت کتاب — زاہدا بارے بدارد دردِ دل

چون کنم من قصد کعبہ عابدا
در مدینہ شہر آرد دردِ دل

قطعہ

خداوندِ مجازی را باقبال — خداوندِ حقیقی دار خوشحال

فزود اعزازِ مارا او درین ماہ — بافزا عزت او را بہر سال

روے صفحہ پہ ہین خندان میری تحریر کے پھول — گلِ فردوس سے افزون ہین یہ توقیر کے پھول

رکھتے عشاق ہین آنکھون پہ یہ تاثیر کے پہول — آج گلشن مین ہین کس عاشق دلگیر کے پہول

غمزدہ ہین جو گریبان کو سدا چیر کے پہول

کہینچتا ہے تری فرقت مین سدا جام سبو — پہول کے ہار سے ہین زخم حمایل بگلو

جو زیارت کے لیئے آئے کہے اللہ ہو — حاجت گل نہین مرقد پہ کچھ اُسکے گلرو

تن پہ ہین زخم ترے کشتۂ شمشیر کے پہول

تختۂ گل ہین یقین داغ ہمارے دلکے — ہو شبہہ اس مین کسی کو تو وہ دیکہے مل کے

جون گل سرخ ہوئے قطرۂ خون بسمل کے — پہرتے ہین دانۂ فتراک مین اس قاتل کے

آج یکدم ہین یہان خون سے نخچیر کے پہول

عشق پیچی سے بصد پیچ ہے افزون سنبل — گل رخسار سے ہے لالۂ خودرو کو ملال

چشم کو دیکہکے بیمار ہے نرگس فی الحال — یون ہے اُس غنچہ دہان کا دل حیران کو خیال

آگے رکہدے کوئی جون بلبل تصویر کے پہول

عشق کے باغ مین چلتی ہے ہوا صرصر — زعفران زار تالم دل عاشق یکسر

زلف ترے رخ عابد سے تو بکراج مگر — چمن خلد جنہین دیکہ کے ہو سر ظفر

ہے ترے باغ مین وہ گلشن کشمیر کے پہول

جب سے دامن پہ ترے دیکہا ہے زرتار کے پہول — گر گئے میری نظر سے سبہی گلزار کے پہول

زرد رو دیکھتے ہی ہوگئے کچنار کے پہول
ایسے رنگین ہین مری آہِ شرربار کے پہول
سرخرو سامنے جسکے نہین گلنار کے پہول

تیغ سے بہی ہے فزون تر یہ تری ترچہی نگہ
مرغِ بسمل سا تڑپتا ہے مرا دل واللہ
عشق مین ایسا ہون گریان مین ترے شام و پگہ
پہول جہڑتے ہین مری چشم سے آنسو کی جگہ
یاد آتے ہین مجہے جبکہ ترے ہار کے پہول

راتدن بہتے ہین اشک آنکہہ سے مثلِ جیحون
حالِ اظہار بہلا روبرو کس کے یہ کرون
راہ مین نقشِ کفِ پا کو جو تیرے دیکہون
اُسکو تعویذ بنا سر مین نہ کیون باندہ رکہون
گر ملین تیرے مجہے طرۂ دستار کے پہول

داغ کہائیگا تجہے دیکہہ کے لالہ دل پر
سرو کو وان ترے قامت سے شباہت کیونکر
کیون نہ بل کہائے بہلا دیکہئے اُس گل کی کمر
پہول سے بہی ہے مزاج اُسکا بہت نازکتر
پہینکیو مت طرف اُس غیرتِ گلزار کے پہول

ہوا سرسبز ترے آنے سے ایسا گلزار
جابجا نہرین روان ہوگئین گلشن مین ہزار
قمریان کوکتی ہین سرو پہ عابدؔ للکار
بلبلین بولین نہ کیون آج خوشی سے تتہیار
خوب پہولے ہین چمن مین سبھی اشجار کے پہول

ردیف میم

رکہتے ہین ربطِ عشق جو اُس دلربا سے ہم — فانی بہی ہو گئے تو ہین بقا سے ہم

ہونا جو تہا وہ ہو گیا روزِ ازل تمام — کیا فائدہ جو پند کی پائین صدا سے ہم

راضی تو ہو چکے ہین رضا پر تری رضا — ناراض گرچہ ہین پہ ہین راضی رضا سے ہم

ہوتا نہین شنیدہ کبہی دیدہ کے مثال — نظرون مین رہکے تمکو کہین گے خدا سے ہم

عابد ہمین تو غم نہین گر نامہ بر نہین
پیغام اپنا بہیجینگے بادِ صبا سے ہم

کین بند جو آنکہین ہو گئے ہم — بس اپنے مین آپ کہو گئے ہم

ہے اپنی جو نفی شکلِ اثبات — اثبات سے نفی ہو گئے ہم

پائین گے ثمر بہی اُس کا بیشک — جس تخم کو آج بو گئے ہم

بر بام نہ وہ ہوا بر آمد — کل کوچہ مین اُسکے جو گئے ہم

عابد ناصر سے بہرِ ارشاد
کر سینہ کو شست و شو گئے ہم

دل و جان سے ترے قربان ہین ہم — بخدا بندۂ فرمان ہیں ہم

بندۂ بت بدل و جان ہین ہم — کافرِ عشق مسلمان ہین ہم

یار ہے نورِ نظر آگے — صورتِ آئینہ حیران ہین ہم

صبح انجم کیطرح ہونگے نہان — رات کی رات کے مہمان ہین ہم

دردِ دل اپنا بیان کرتے ہین — گو کہ ظاہر مین غزلخوان ہین ہم

جسم گل خوردہ سراپا ہوگا — صورت سروِ چراغان ہین ہم

ہے یہ شمشیرِ ادا کا اعجاز — دہنِ زخم سے خندان ہین ہم

دل مین ہے یاد خطِ رخ کی ترے — اندنون حافظِ قرآن ہین ہم

فیضِ ارشاد جو ناصر کا ہوا
عابد اب صاحبِ عرفان ہین ہم

امید کیا وفا کی رکھین بیوفا سے ہم — دنیا مین جی رہے ہین تو خوف و رجا سے ہم

دم بندگی کا بھرہی رہے ہین وفا سے ہم — کب پھر گئے ہین وعدۂ قالوا بلی سے ہم

پامال ہو جو سبزۂ روے زمین سبھی — آنکھین ملینگے اپنی خطِ دلربا سے ہم

ممکن نہین ہے چھوٹنا زنجیر عشق سے — ہر چند چھوٹین حلقۂ زلفِ دوتا سے ہم

کھلتی نہین ہے دلکی کلی تو کسی طرح — گو لاکھ ربط رکھتے ہین بادِ صبا سے ہم

فرہاد و قیس شعلہ نمط اٹھ کھڑے ہین ابھی — کھینچین کبھی جو آہ غمِ مہ لقا سے ہم

اے دل گداز ہو تو زرِ قلب کی طرح — پھونکین گے تجھکو آتشِ آہِ رسا سے ہم

اڑجاے اپنی خاک وہان پر تو کیا عجب — ہمزاد و ہمسفر ہوے خاک و ہوا سے ہم

دل آئینہ ہوا تو ہوا خاک کیا حصول
برگشتہ ہاتھوں ہاتھہ ہوے ہین صفا سے ہم
سرگشتہ ازل ہین تو مانندِ آسمان
بیٹھینگے سر جھکا سے ابد تک رضا سے ہم

ظلمات ہو جہان سہی اے عابد آن ہین
دین گر نظیر ماہ کو روے صفا سے ہم

خدایا یہی تجھہ سے پوچھا کرین ہم
ترے گھر مین ہر بُت کی پوجا کرین ہم
دوئی جب نہین ہے تو پھر کیا قباحت
صنم اور خدا کو جو اِک جا کرین ہم
نہین ہے جو موقع کوئی گفتگو کا
خموشی ہی مین تجھکو دیکھا کرین ہم
مرے ہاتھہ سے دستِ نازک ملا کر
لگے کہنے عاشق سے پنجا کرین ہم

خفا ہو کے عابد کہین کچہ کا کچھہ وہ
اسی کو خوشی اپنی سمجھا کرین ہم

عاشق ہین ترے شایقِ گلشن تو نہین ہم
ہین دوست تہے دوست کے دشمن تو نہین ہم
کیون اتنی صفائی پہ کدورت ہے ہا کیا
دل صاف کہو ہم سے کہ بد ظن تو نہین ہم
بوسہ ہی جو لینگے تو رضا سے تری لینگے
کچھہ چور نہین سارقِ رہزن تو نہین ہم
ذرے ہین تجسس مین ترے شرق سے تا غرب
ہمدم ہین ترے ذرۂ روزن تو نہین ہم
خاکی ہے بشر اسلیئے ہین خاک کے مانند
کیون تیزی و سختی کرین آہن تو نہین ہم

ملنا جو ہو بُت کو تو ملے کعبۂ دل مین
کاشی مین نہ بلواے برہمن تو نہین ہم

بہاتی نہین دکہنی کو ادا اے بُتِ انگلنڈ
اے صاحبو کچہہ ساکن لنڈن تو نہین ہم

سو موتی کی درخواست جو وہ کرتے ہین ہمسے
لے آئین کہان سے کہو معدن تو نہین ہم

عابد سے یہان پوچہتے ہین حال نکیرین
یہہ بات نئی ہے تہِ مدفن تو نہین ہم

ترے گہر سے کبہی نہ جائین ہم
مسکن اپنا یہین بنائین ہم

اب یہ ٹہانی ہے زہر کہائین ہم
رنج کب تک ترا اُٹہائین ہم

تہا جو کچہہ نذر کر دیا تیری
دوسرا دل کہان سے لائین ہم

دل مُضطر کو چین آجاے
آ ترے منہہ سے منہہ لائین ہم

پوچہتے ہین وہ کس پہ مرتے ہین
ہم کو حیرت ہے کیا بتائین ہم

یون وہ جہنجلا کے وصل مین بولے
پہر نہ ایسون کو منہہ لگائین ہم

جی مین ہے اِن بُتون کی اُلفت مین
دل کو ہندوستان بنائین ہم

غیر سے وان مزے اڑاؤ تم
اور یہان اپنا جی جلائین ہم

ہنسکے عابد سے یون وہ کہتے ہین
آ تجہے آج آزمائین ہم

ہجر مین اُس بُت کے کیا روتے ہین ہم
ہاتہہ اپنی جان سے دہوتے ہین ہم

خُلد کے ملنے مین ہے پہر کیا کلام
حضرتِ آدمؑ کے جب پوتے ہین ہم

وان اجل سر پہ ہمارے آ گئی
اور ابہی غفلت مین یان سوتے ہین ہم

پہر دہین سر پر شبِ ہجر آگئی
اور ابہی یان اُٹہہ کے منہہ دہوتے ہین ہم

اُس کے ابرو دیکہکر روتے نہین
تیغ کو جلاد کی دہوتے ہین ہم

وان اُنہین پروا نہین ہوتی ذرا
اور ذلیل و خواریان ہوتے ہین ہم

عاشقون کے ساتہہ ہنستے ہین مُدام
عابد دن مین بیٹہکر روتے ہین ہم

جب عشق مین تیرے مر گئے ہم
دنیا ہی سے بس گذر گئے ہم

شکل آئی نظر تمہاری اُسمین
جب آئینہ دل کو کر گئے ہم

آتا ہے ترا خیال بہی ساتہہ
دوڑے دوڑے جدہر گئے ہم

کعبہ کو چلے تہے دَیر پہنچے
جاتے تہے کدہر کدہر گئے ہم

جب وصل ہوا کسی کا عابد
خوش ایسے ہوئے کہ مر گئے ہم

کوئی اور دیکہا نہ تم سا صنم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

نہ تم سے پھرے ہین نہ پھر جائین ہم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

مری زندگی ہے فقط تیرا دم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

مُقدر تو میرا ہے تیرا قلم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

ہے طاقِ حرم تیرے ابرو کا خم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

برابر ہے آصفؔ کے دارا نہ جم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

کرینگے نہ اب بات عابدؔ سے ہم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

تجھی سے ہین آباد دیر و حرم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

گلی ہے تری رشکِ باغِ ارم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

نگہبان ہین میرے شاہِ اُمم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

تجھے دیکھکر ہوے سب رنج و غم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

کیا کرتے ہو تم ستم پر ستم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

نہ دنیا کا غم ہے نہ عقبیٰ کا غم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

خدا کے کرم سے ہے شہ کا کرم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

نہ سمجھا ہے عابدؔ حدوث و قدم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

ہوئی ہے آج کسی کی خبر ہمین معلوم	ہمارے دل مین ہے جسکا گذر ہمین معلوم
پتا چلیگا کہان عرش پر تو کچھہ بہی نہین	مکانِ دلین ہے کسکا گذر ہمین معلوم
چڑہے نہ دار پہ منصور کیطرح یہ ہی	بلند ہوتا ہے کچھہ اپنا سر ہمین معلوم
جہان مین تخمِ عمل آج ہم جو بوُتے ہین	بنینگے حشر مین کل وہ ثمر ہمین معلوم

نام تاریخی قصیدہ

کسی کے عارضِ تابان کا عکس ہے عابد
نہین ہین چرخ پہ شمس و قمر ہمین معلوم

تصدق بر جمالِ غوثِ اعظمؓ	فدایم برکمالِ غوثِ اعظمؓ
قدم بر گردنِ جملہ ولی زد	زہے جاہ و جلالِ غوثِ اعظمؓ
بصیدِ مرغِ جانہا دانہ و دام	بباشد زلف و خالِ غوثِ اعظمؓ
چو رُخسارِ مبارک ہست خورشید	بود ابرو ہلالِ غوثِ اعظمؓ
بزرگانِ جہان سادات و سردار	ہمہ اولاد و آلِ غوثِ اعظمؓ
بحال و قالِ پیغمبر مطابق	سراسر حال و قالِ غوثِ اعظمؓ
بدرگاہِ الٰہی در تقرب	ندارد کس مثالِ غوثِ اعظمؓ
ربیع الثانی زانرو یافت تکریم	کہ شد ماہِ وصالِ غوثِ اعظمؓ
بکن سیراب این تشنہ دہان را	الٰہی از زلالِ غوثِ اعظمؓ

بدست آید کنم کحل الجواھر — اگر خاک نعال غوث اعظم
دلا اندر جہان خلق عظیم ست — ہمہ واللہ خصال غوث اعظم
الٰہی میر محبوب علیخان — ق — غلام غرد سال غوث اعظم
بماند از شر و دہر محفوظ — بافضال کمال غوث اعظم

زصدق دل بعالم ہست عابد
عبودیت سگال غوث اعظم

خود بفرما ناصحا در باندار کیستم — تو نہ بشناسی مرا گر کاندار کیستم
در گلستان جہان دارند گل صد رنگ و بو — ہمچو خار افتادہ من در کوہسار کیستم
جستجوے یار کردم خویشتن را یافتم — شکل خود پیش منست آئینہ دار کیستم
واعظا ہر بار گوئی رازق خود راشناس — این نمی فہمی کہ من خود رزق خوار کیستم
اضطراب دل چو سیماب و نمی باشد قرار — اختیارم نیست من در اختیار کیستم
در حقیقت صورت برگ خزانم زرد رو — گل نیم تو خود بگو دلدار خار کیستم

عابدا ہر وقت حق گوئی کنی منصور وار
ناصرا نصرت بدہ من راز دار کیستم

من بدل محو غذار کیستم — آئینہ دار بہار کیستم

ہے ہے نمیدانی مرا اے جامہ زیب
من بجان و دل نثارِ کیستم

من ترا دلدارِ خود دانستہ ام
تو نمیدانی کہ یارِ کیستم

ہمرہِ بادِ صبا وقتِ سحر
بوے گل آسا غبارِ کیستم

صورتِ نقشِ قدم در کوے عشق
خاک گشتم خاکسارِ کیستم

خواب و آرام ز دل بیرون شدہ
روز و شب در انتظارِ کیستم

ذرۂ نبود بدستم اختیار
پس بگو در اختیارِ کیستم

حق شناسم محوِ حقگوی شدم
ھمچو منصورم بدارِ کیستم

جامِ مے مینوشم اندر بزمِ عشق
ساقیا گو [illegible]نارِ کیستم

مرغِ دل گوید بزلف و کاکلش
من نمیدانم شکارِ کیستم

در تحیر ہست عابد مثلِ عکس
امتیازم نے بکارِ کیستم

گو نہ پنداری چنین لایق منم
لیک بہرِ وصلِ تو شایق منم

با مریضان گوید آن رشکِ مسیح
در طبیبانِ جہان حاذق منم

صبحدم از غیب می آید ندا
جملہ را روزی رسان رازق منم

در گلم روزِ ازل پیوست عشق
جملہ معشوق اند و یک عاشق منم

مخمس بر غزل

چون نباشم عابد من پیش رو
در گروہِ سالکان فایق منم

حضرت [illegible]

صبح بر بارگہِ عشق گذارے دارم
نوش کردم چو مۓ عشق خمارے دارم
تا بہ گلگشتِ چمن صحبت یارے دارم
من ازان لالہ کہ یک داغ چہ کارے دارم
در دلِ خویش بصد رنگ بہارے دارم

منزلِ و مرحلۂ عشق کو ہون کرتا طے
جلوہ آنکھون مین پھرا اک بُتِ میخوار کا ہے
بادۂ عشق تو اب پی رہا ہون پے در پے
نشنوم پندِ تو ہرگز نکنم توبہ ز مے
زہدا در بغل امروز نگارے دارم

نرگسی چشم کا تیری ہے تصور ہر دم
شلِ آہو کیا دشتِ ختن و چین مین ہے رم
کیون صبا لاتی ہے خوشبوئے گلہائے ارم
نکہتِ زلفِ تو بیخود بمشامِ جانم
چون بدل آرزوے مشکِ تتارے دارم

کشورِ عشق مین رہتا ہون سُنو حال ذرا
نورِ حُسن اُسکا مرے دیدۂ دل مین ہے بھرا
گلِ بشگفتہ و ریحان سے ہے گلے لالہ ہرا
خواہشِ سیر و تماشاے چمن نیست مرا
درنظر جلوۂ آن لالہ غدارے دارم

قیس و فرہاد ہین رہتے ہوے مرگئے نادم
کون ہے مدرسۂ عشق مین ایسا عالم

عشق کے دیکھے رسا ہین سراپا سالم   خلش سینۂ افگار چہ پرسی ظالم

در دل از جنبش مژگان تو خارے دارم

نوش کرتے ہین مے عشق بجام زرکش   اور سدا ہاتہ مین ہے عشق کے تیر و ترکش

پہلوان عشق کے میدان مین ہو نہین سرکش   ناصحا چند نصیحت بکنی دم درکش

ہمچو آئنہ بدل از تو غبارے دارم

نجد مین چشم سے مجنون کی تہا جاری چشمہ   گہیرے رہتے تہے اُسے آہوے صحرا اُس جا

آہ عابد سے تو ہوگا نہ کبہی شر ایسا   ترسم از خرمن ہستیِ دو عالم ورنہ

خمسہ بر غزل

ہمچو شاعر بدل خویش شرارے دارم

کوچہ سے ترے یار نکلنے کے نہین ہم   پہر دوسرے میدان مین چلنے کے نہین ہم

سر دینے کا اقرار بدلنے کے نہین ہم   مر جائین گے پر بات سے ٹلنے کے نہین ہم

عشاق کی دہمکی سے دہلنے کے نہین ہم

معشوق نے افسوس کیا ہم سے کنارا   ہے گلشن رخسار کا غیرون کو نظارا

محفل مین تری اب جو نہین اپنا گذارا   خوش خلق رہے گل سے وہ لاغر ہین خدارا

جون خار ترے آنکہون مین سلنے کے نہین ہم

ہے ضعف بہت ہم کو توانائی کہان ہے   نالے کی چہڑی ہاتہ مین بہی آئی کہان ہے

پوچھا نہ کبھی اپنا وہ شیدائی کہاں ہے
بے مونس و بے یار تمنائی کہاں ہے
جز وصل ترے یار سنبھلنے کے نہین ہم

ہے وحشت نوردی سے پڑے پاؤن مین چھالے
اب وحشت دل نے ہین مرے پاؤن نکالے
اک آگ سی اِس سینۂ سوزان مین ہے ڈالے
یاد آتے ہین قصے وہ صبوحی کے پیالے
ہے نشۂ عشق ایسا اوچھلنے کے نہین ہم

آنکھونمین ہے عابد کے وہ دامن کا جھٹکنا
مژگان سے ہوا سینہ مین برچھی کا کھٹکنا
ہے کانونمین دو موتی کی لڑیون کا لٹکنا
نرگس سا اگر دیکھے نہ آنکھون کا مٹکنا
شمشاد کبھی پھولنے پھلنے کے نہین ہم

روتے ہین عالم کو رُلاتے ہین ہم
آنکھون سے بس اشک بہاتے ہین ہم
رنگ دوئی دل سے مٹاتے ہین ہم
ڈھونڈھتے ہین اُسکو نہ پاتے ہین ہم
ساتھ ہے وہ جان کہین جاتے ہین ہم

پیشِ نظر جلوے یہ جس جس کے ہین
ہم صفتِ غنچہ و نرگس کے ہین
کہدین اشارے سے ابھی اسکے ہین
دُور رہین یا پاس ہین ہم کسکے ہین
بندے اُسیکے ہی کہلاتے ہین ہم

دم کے سوا اپنا تو ہمدم نہین
بیخودی کا اپنی وہ عالم نہین

محو ہین عنقا سے تو ہم کم نہین   ہم نہین ہین ہم نہین ہین ہم نہین

دیکھنے کو ہم نظر آتے ہین ہم

یاد مین اپنی ہے حقیقت کی راہ   دل مین شریعت کی طریقت کی راہ

اپنی تو نظرون مین ہے وحدت کی راہ   چھوڑ کے وحدت چلے کثرت کی راہ

اسلئے بس ٹھوکرین کہاتے ہین ہم

بڑہگئی عشاق مین ہے اپنی شان   عشق مین جو دیچکے دل اور جان

پاتے کلیسا مین نہین آن بان   دل مین بتون کی ہے پرستش کا دہیان

قبلہ طرف سر کو جہکاتے ہین ہم

ابروے محبوب وہی کعبہ ہے   کہتی ہے مخلوق سبہی کعبہ ہے

شیخ کا گر چاہتا جی کعبہ ہے   دل جو ہمارا ہے یہی کعبہ ہے

کعبہ کو بتخانہ بناتے ہین ہم

دیکھکے صورت تری دم سکتے سے   رہگیا سینے مین ہے جم سکتے سے

کیا بڑہے عابد کا قدم سکتے سے   روبرو خاموش ہین ہم سکتے سے

خمسہ بر غزل   پیچھے بہت باتین بناتے ہین ہم

اسکے دیوانہ ہین اور صاحب دیوان ہین ہم   سربسر سود ہین گرچہ تو نقصان ہین ہم

ہند سے کعبہ کے جانے کو پریشان ہین ہم
کرتے غرہ سے جو یہ دعوے یان ہین ہم
کفر یہ ہے اِسے توڑے تو مسلمان ہین ہم

گنتے ہین ہجر کے دن ثالث و رابع خامس
شجر غم کا ہوا عشق ہے دل مین غارس
جسم کو اپنے سمجھتے ہین زر و نقرہ و مس
چشم واہم جو ہین اس باغ مین شکل نرگس
نہین معلوم کسے دیکھکے حیران ہین ہم

دل سے نزدیک دہرا ہے درِ جانان کا سراغ
دل کبوتر سا ہے قاصد ہوا یا مثلِ کلاغ
نہ تو ہنگام بہاری نہ تو صرصر زدہ باغ
نہ تو ہین نکہتِ گل اور نہ ہمدودِ چراغ
پر ہے یہ حال کہ باحالِ پریشان ہین ہم

دلکو رہتی ہے سدا وصل کی اُسکے اُمید
صاف ہر لختِ جگر ہے گلِ باغِ جاوید
جبکہ خورشید نکل آے تو ہو صبح پدید
داغ سینہ کا چھپے کیونکہ برنگِ خورشید
رکھتے مانندِ سحر چاک گریبان ہین ہم

ہے جہان مین تو بہم فصلِ ربیع اور خریف
ہے کہین خلق کرخت اور کہین طبع لطیف
کس طرح ہو سکے عابد کی زبان سے توصیف
اسے ظفر اُسنے توانا نکو بنایا ہے ضعیف
ضعف نالے کرین کیونکر نہ کہ انسان ہین ہم

دولتِ دنیا و اقبال و حشم دید ہینگے ہم
نوبت و ماہی مراتب او علم دید ہینگے ہم

گوہر شہوار اشک چشم نم دیدینگے ہم
دل اگر مانگو گے تم کو اے صنم دیدینگے ہم
پر نہ دینا اور کو یہ بھی قسم دیدینگے ہم

عاشق نالان کا رہتا ہے ہر اک رقیب
جا پہنچتا ہے جو نالہ آسمانون کے قریب
کہتا ہے تشخیص کرکے عشق کا ہر اک طبیب
زاہد بیمغز کو ہو گی نہ کیفیت نصیب
جام مے کیا گرچہ اسکو جام جم دیدینگے ہم

آب وصلت کی بڑی ہے تشنگی کیونکر بجھے
خاک کردیگی کسیکے عشق کی سوزش مجھے
پوچھتا تھا صبح سے تا شام کچھہ بھی نا سمجھے
یہ ہی تھا تقدیر مین لکھا کہ اے نوخط تجھے
یون دل وجان دین وایمان بتقلیم دیدینگے ہم

کیا کرین کس سے کہین اے دل ہماری حسرتین
دور رہین اُس شوخ سے حایل ہماری حسرتین
ہے کمال عشق سے کامل ہماری حسرتین
سب نکل جائینگی اے قاتل ہماری حسرتین
جب تڑپکر دم ترے زیر قدم دیدینگے ہم

ہے پہنچتا دل ہی لین آجکل پیغام دوست
باعث آرام دل اپنا رہے آرام دوست
گرچہ ہے عابد ضروری نقد جان انعام دوست
کندہ ہے دل کے نگینہ پر ہمارے نام دوست
اے ظفر کیونکر کسی کو یہ رقم دیدینگے ہم

مخمس بر غزل [illegible]

بہر صیدے بے تحاشا میروم
می روم با صد تمنا میروم

ہمچو مجنون زار و شیدا میروم | نو بہار آمد بصحرا میروم

از میان شہر رسوا میروم

چون نسیم صبح ہر دم در چمن | سیر گلہا می نمایم در چمن
بلبل خوش نغمہ خوانم در چمن | قمری اقبال مندم در چمن

در رکاب سرو رعنا میروم

پڑ رہی ہے کیا جھڑی اب کے برس | یار کے ہمراہ مے پیتا ہون بس
کیون دکھاتے ہو مجھے خوف عسس | پاکبازان را نباشد ترس کس

من بہ بزمش آشکارا میروم

کیا کہون ہے یار اپنا مے پرست | اور خواہش سے رکھے ہے گل بدست
مین بھی ہون اُسکی مے اُلفت سے مست | خلق گوید گل ببازار آمد است

میروم بہر تماشا میروم

صاف دل اُسکا ہے مثل سنگ یشم | قاقم و سنجاب کو جانے ہے پشم
عاشقون پر ہے ہمیشہ پُر زخشم | گرد سر گردان مرا آن شوخ چشم

گرد بادا سا چو تنہا میروم

جبکہ مضمون دلی ہو جائے فاش | ہر سخن عابد کا ہوگا دلخراش

گرچہ تہی صیادِ دہر یار باش | وحشی رم کردہ را کردم تلاش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیفِ نون

ہے وردِ زبان پہ میری سدا ہے حضرت خواجہ معین الدین
اور مجھکو وظیفہ صبح و مسا ہے حضرت خواجہ معین الدین

جسوقت زیارت کی … کی عرض وہی جو چاہا دل
تم ہو تو مری حاجت بہی روا ہے حضرت خواجہ معین الدین

کہتی ہے تمہین سب خلق اللہ سو ہند و دکن کے شاہنشہ
واللہ کہ شاہِ ہر دوسرا ہے حضرت خواجہ معین الدین

جتنے ہین جہان مین اہلِ چشت ہر ایک کو سمجھین گنجِ بہشت
بخشندۂ جملہ فیض و عطا ہے حضرت خواجہ معین الدین

عابد بہی غلام چشتی ہے جو اُسکے گنہ کی کشتی ہے
ساحل پہ اُسے لائے بخدا ہے حضرت خواجہ معین الدین

تو معبود مین عبدِ نابود ہون | تجھے جان کر مین ہوا بود ہون
تری دولتِ وصل ہے خوب شئے | نہین چاہتا اس سے افزود ہون

ہے ایجاد یہ میری تیرے لئے
ہین ساتون فلک میرے ساجد دوام

مقرر ہین مساجد کا مقصود ہون
کہ ہر ایک کا سُود و مسجود ہون

ہر اک عبد طالب نہ کیون ہو میرا
کہ عابد ہون اور مجو معبود ہون

ہم تو کچھہ آپ سے جدید نہین
لطف و اشفاق سے ترے دایم
ہے ظہور اتمہارا ہر شئے مین
مجھپہ الطاف کی نظر ہو سدا

اپنی درخواست بہی مزید نہین
روسیہ کون روسفید نہین
ورنہ کچھہ بہی یہان پدید نہین
تیری قدرت سے کچھہ بعید نہین

رہیو عابد برضیٔ والا
کچھہ تقاضا مراشد ید نہین

کسی کروٹ قرار آتا نہین اس دل کو فرقت مین
نہین اک بد رہی گھٹنے لگا ہے دیکھکر تجھکو
نہ لیٹے نیند آتی ہے نہ بیٹھے چین پڑتا ہے
فراغت مین جو ہمدم ہو خوشامد کو نہ کر یار
تمہارے عاشقِ صادق کا دل کیونکر کہان بہلے

دکھا دے تو گلِ راحت خدایا باغِ وصلت مین
کہ مہرِ خاوری بہی جل رہا ہے تیری حسرت مین
لگا کر دل صنم سے پڑ گئے ہم ایک آفت مین
وہی ہے آشنا جو کام آئے درد و محنت مین
پری ایسی پرستان ہین الٰہی حورِ جنت مین

بہر سو باغ ہستی مین پہرے ہم ایک مدت تک ۔ نہ دیکھا پہول پہل اک سرو مین اک نخل الفت مین

دعا عابد کی ہے ہر آن محبوب الٰہی سے
ترقی ہو مرے آقا کی ہر دم شان و شوکت مین

بہ ظرف نور یزدانی محمد شاہ چشتی ہین ۔ بفیض احمدی بانی محمد شاہ چشتی ہین
جو ہین پیر طریقت حضرت خواجہ معین الدین ۔ نمونہ با علو شانی محمد شاہ چشتی ہین
خلافت سے ہوئی ہے جانشینی بسکہ زیبندہ ۔ کہ شہ خاموش کے ثانی محمد شاہ چشتی ہین
نہ کیونکر طالبون کے دل ہین پروانہ ساقربان ۔ چراغ بزم عرفانی محمد شاہ چشتی ہین
وہ جلوہ شاہد مقصود کا دکھلاتے ہین ہر دم ۔ بانوار درخشانی محمد شاہ چشتی ہین
شراب معرفت سے مست طالب رہتے ہین انکے ۔ زہے ساقی فیضانی محمد شاہ چشتی ہین
مثال ثابت و سیار محفل طالبون کی ہے ۔ قمر با نور نورانی محمد شاہ چشتی ہین
حقیقت مین حصول دید چشم دل سے ہے بیشک ۔ خدا بینی خدادانی محمد شاہ چشتی ہین

نظر آتا نہین ہے صابری عابد کو اب ایسا
علیم فیض ربانی محمد شاہ چشتی ہین

نہین فکر مجھکو یہان وہان تیرا رنگ مجھہ مین جو ہے نہان
نہ سمجھہ کے کرتے ہین وہ بیان نہ سنون نصیحت ناصحان

جسے ڈھونڈھتا ہے سبھی جہان نہین جانتے کہ وہ ہے کہان
میری چشم و دل مین ہے وہ عیان اُسے سب سمجھتے ہین عارفان
توئی اولین توئی آخرین توئی آسمان و توئی زمین
توئی قبلِ ما توئی بعدِ ما توئی عرش و کرسی و لامکان
دلِ زار ہوگا پُر از محن ہوا عشق رونقِ انجمن
کہون کیا کہ قلزم موجزن ہوا ایک قطرہ مین ہے وان
یونہین اک زمانہ گیا گذر وہ جدھر تھے ہم ہی رہے اُدھر
نہ کسی کو اُس کی تھی کچھ خبر نہ سمجھتے ہین اُسے این و آن
رہے کعبہ مین کبھی دیر مین تھے حجاز و ہند کی سیر مین
رہِ کفر و دین سے وہ غیر مین ہوے شیخ و برہمن اندران
عجب آئی فصلِ بہار ہے دلِ بلبل اُس پہ نثار ہے
کہ وہ ایک تا بہ ہزار ہے کہ ہے ایک غنچہ مین گلستان
لبِ بام وہ ہوا جلوہ گر نہ وہ مہر ہے نہ وہ ہے قمر
مجھے آئی قدرتِ حق نظر کہ دیا دکھائی وہ ناگہان
ترا عابد اب ہوا دل صفا کہ ہے فیض ناصرِ باخدا
رہا عشقِ احمدِ مصطفے ترے دل مین تھا ہوا رازدان

تو مجھ سے ہو گیا پنہاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں
نہیں ہے طاقتِ ہجراں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

ہوا ہوں قلزمِ وحدت میں غرق اے واعظِ مشفق
بتا دے ناصحِ ناداں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

مجھے اے ساقیِ مہوش پلا جامِ مئے بے غش
سخن دلکش ہے عنواں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

ارادہ نالۂ دل کا ہے تا سدرہ پہنچ جاؤں
نہیں ہیں ساتھ ہمراہاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

پسندِ اہلِ دل یکیک مرے قوال ہیں بیشک
ہیں قہقہے کرتے کیوں ناداں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

شگفتہ مثلِ گل ہے دل پہنچکر عشق کی منزل
نہیں ہے مجھکو اب شایاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

تری توصیف ہو کس سے نہیں ممکن ثنا ہووے
ہے شیدا یوسفِ کنعاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

ترے ناز و کرشمہ پر سراسر دل تصدق ہے
مری جاں تجھ پہ ہو قرباں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

بفضلِ ناصرے عابد تجھے ہے رازِ دل حاصل
نہ کہہ دل میں تو رکھ عرفاں کہاں جاؤں کسے پوچھوں

تم نورِ حق نہاں ہو ہزاروں حجاب میں
مشتاقِ دید کیوں نہ رہے اضطراب میں

وہ مہروش نہایا جو دریا کے آب میں
ہے نورِ آفتاب کا ہر ہر حباب میں

ہے شیخ کیا یہ مسئلہ تیری کتاب میں
مے نوشیاں حلال نہیں ہیں شباب میں

عکسِ جمالِ یار نہیں ہے شراب میں
چمکا ہے ماہتاب نیا آفتاب میں

تکرار نامہ بر سے ہے کچھ میرے باب میں
تاخیر ہو رہی ہے جو خط کے جواب میں

تہوڑی سی پیکے گہر کا پتہ پوچہنے لگا
زاہد کے ہوش اُڑ گئے جلوۂ شراب مین

یارب ہو ربطِ عاشق و معشوق یون بہم
جیسا ہے ارتباط شراب و کباب مین

وہ لالہ رو ہے گالون سے سرخی ٹپکتی ہے
رنگت کہان سے آگئی ایسی شباب مین

عاشق کو اپنے بوسہ ہی دینا ثواب ہے
اقبال کرلین آپ ہون داخل ثواب مین

افشاء راز آپ کی اُلفت نے کردیا
قصہ ہمارا درج نہین کس کتاب مین

کہینچی ہے کس کے زخم کے انگور کی مغان
آتا ہے خون دل کا مزا جو شراب مین

دل مین ہو اور خیال مین پر سامنے نہین
کُرسی پہ آکے بیٹہو تو میرے جواب مین

یوسفؑ کا حسن سُنتے ہی معلوم ہو گیا
بڑہ کر ہو تم تو اُنسے بہت آب و تاب مین

بیہوشیان پسند ہین نفرت ہے ہوش سے
سوتے ہین ہم تو آتے ہین اکثر وہ خواب مین

رشک و حسد سے پاک خدا نے ہمین کیا
حاسد تمام رہتے ہین کس پیچ و تاب مین

موسم شباب کا تو نہین اس سے فائدہ
ڈاڑہی جو تو نے شیخ رنگی ہے خضاب مین

اُس بادہ کش کو بادہ کشی کا جو شوق ہے
ساغر ہے آفتاب کا بزم شراب مین

فلکی ہمارا شاہ کرے گا ہمین عطا
نوبت ہماری آگئی اب کے خطاب مین

ہون جرم سارے عفو بحقِ حبیبِ خویش
عابد کی یہ دعا ہے خدا کی جناب مین

کیا کچھ مزے تھے اپنے ہی عہدِ شباب مین
رہتے تھے مست آٹھ پہر ہم شراب مین

تڑپا رہے ہین اور مجھے اضطراب مین
جھلکی سی اک دکھا کے وہ اپنے نقاب مین

در پردہ جان لیتے ہو عاشق کی جانِ جان
اچھی ادا نکالی ہے تم نے حجاب مین

پڑھتے ہین نماز جنازے کی بعد قتل
لیکر عذاب ہوتے ہین داخل ثواب مین

ممنون جان و دل سے ہون تیرا مین جذبِ عشق
وہ آپ آگئے مرے خط کے جواب مین

پیشِ نظر ہزارون کتابین رہین مگر
جو وصف تیرے رُخ مین ہین کب ہین کتاب مین

عابد عبث ہے ناز تمہین اُس کی چاہ پر
فرمائیے تو آپ ہین وان کس حساب مین

کب خوشی ہوگی مجلسِ غم مین
لُطفِ جنّت کہان جہنّم مین

یہ صفت ہوگئی ہے اب ہم مین
مر کے جیتے ہین اپنے ہر دم مین

تعزیت کو مری وہ آئے ہین
کیا خوشی ہو رہی ہے ماتم مین

اُس کی مرضی پہ ہوگیا راضی
جو مزہ بیش مین وہی کم مین

کب پسینہ ہے اُسکے چہرہ پر
گھر گیا آفتاب شبنم مین

تلخ دشنام نے مجھے مارا
ہے کہان یہ اثر کسی سم مین

قابلِ دید ہے یہ آئینہ
شکل ہے تیری چشمِ پُرنم مین

دل کا ناسور بہر نہین سکتا
کچھہ اثر اب نہین ہے مرہم مین

عابدون کے لیئے ہو آبِ طہور
غسل دو مجھکو آبِ زمزم مین

مین ہون عابد بہی اور عاشق بہی
ہے یہ مشہور سارے عالم مین

لگا ہے اسلیئے دل عاشقی مین
یہ سر جائیگا اُسکی پیروی مین

یہ طراری یہ شوخی ہے کسی مین
لیا کرتے ہین وہ دل کو ہنسی مین

خدا شاہد ہے اُن سا اور کوئی
نہ دیکہا مین نے اپنی زندگی مین

کہین مطلب کی باتین فاش ہونگی
کہون کیا تم ذرا سوچو توجی مین

بہت دن ہوگئے چہوڑے ہوئے گہر
ٹہکانہ کر لیا تیری گلی مین

زمانہ مین خوشامد ال کی ہے
نہین کوئی کسیکا مفلسی مین

جو باتین راز کی مخفی ہین عابد
سرِ بازار کہتے ہو خوشی مین

شورِ محشر عشق مین برپا کرون
تو ہی ڈر جائے تو پہر مین کیا کرون

کاشی جاؤن یا حرم جایا کرون
اُسکے ملنے کے لئے کیا کیا کرون

اِس جبین کا یہ مقدر ہو خدا
سنگِ در پر اُسکے سر رگڑا کرون

یا عیاں کی تو توجہہ ہی نہین — مثلِ گل کب تک مین کملایا کرون

وصل مین ہوتا رہے میرا وصال — آپ فرمائین تو مرجایا کرون

دردِ دل اپنا ہے اپنے واسطے — چیز یہ ایسی نہین بانٹا کرون

صبح ہوتے ہی وہین پہر شام ہے — اس جہان پر کسطرح تکیہ کرون

عاشقِ صادق ہون طالب وصل کا — کیا طلب تجہسے مین اک بوسہ کرون

ہے زمانہ کی تگاپو سے حصول
اُسپہ ہی عابد نہ کیون تکیہ کرون

تذکرہ کچہہ آپ کا اچھا کرون — صورتِ منصور مین چرچا کرون

دل مین آتا ہے کہ بُت پوجا کرون — تیری صورت راتدن دیکہا کرون

ایک خوش ہوگا تو اک ہوگا خفا — کافر و مومن کہو مین کیا کرون

بے سمجھ کے کوئی کام اپنا نہین — ناصحِ نافہم کیون توبہ کرون

حُسن آرائی کا اُسکو ہے خیال — اُسکی خاطر دل کو آئینہ کرون

کس کو جنت چاہیئے اورکسکو حور — تو ملے تو اُن کو لیکر کیا کرون

اِس محبت پر یہہ دوری کس لئے — تم نہین آتے تو مین آیا کرون

دل مرا کعبہ بہی ہے اور دَیر بہی — ایک مین دو جلوہ مین دیکہا کرون

رند مشرب ہون مجھے کچھہ ڈر نہین
عابد و زاہد کو مین سیدھا کرون

مرے دل مین کرچکا گھر خدا مجھے اب خیالِ بُتان نہین
مگر اپنے بت کی کرون صفت مرا منھہ نہین یہ زبان نہین

ملے برہمن مجھے دَیر مین ملے شیخ کعبہ مین بہی اگر
کوئی پوچھے مجھسے ترا پتا کہون کیا کہان ہے کہان نہین

جو احد مین میم بڑہا دیا تو حقیقت اُس کی ہو کب جُدا
فقط اتنا پردہ ہے درمیان یہ سمجھہ نہان ہے عیان نہین

مجھے تیرے بھیدون کی ہے خبر کوئی مجھسے پوچھے انہین اگر
وہ کہون پتہ کی ذرا ذرا وہ بتاؤن جس کا گمان نہین

مرے دم کیساتھہ خدائی ہے نہین دم تو بات پرائی ہے
نہ رہون مین جبکہ جہان مین تو جہان نہین یہ جہان نہین

وہی دَیر مین وہی کعبہ مین تجھے واعظ اتنی نہین خبر
تو بتادے تو ہم کو کوئی جگہ کہ جہان خدا کا مکان نہین

یہ عبادت آپکی عابدو کرے وہ کریم قبول سب
تمہین فکر جسکی ہے رات دن اُسے دیکھلو وہ نہان نہین

اہلِ زبان بہت ہین فصیح اللساں نہین
جو داغ کی زبان ہے ایسی زبان نہین

وہ کونسی جگہ ہے جہان وہ عیان نہین
دیکھو تو میری آنکھ سے اُسکو نہان نہین

جلوے اُسیکے ہین یہ اُسی کا ظہور ہے
واعظ یہ ظاہرا کوئی حسن بتان نہین

مجھکو وفا سے کام اطاعت سے مدعا
پروا نہین بلا سے جو وہ مہربان نہین

لیلیٰ وشون سے پوچھیے مجنون کی باتین
کسکو کہے ہر ایک یہ وہ داستان نہین

سر کاٹکر جو غیر کا وہ بھیدین مجھے
دنیا مین بڑہکے اس سے کوئی ارمغان نہین

وہ مجھسے پوچھتے ہین مری دلگی کا حال
پھر اور بات کیا ہے جو یہ امتحان نہین

واعظ کو خبط ناصحِ نادان ہے بیوقوف
دونون مین ایک اُسکا نہین رازدان نہین

اُس بت کے گھر مین دیکھیے کسکی طلب ہے آج
دربان ہین در سے دور کوئی پاسبان نہین

عابد جو کچھ کہے اُسے ہر دم سنا کرو
مانو بھی بات کو نہ کہو میری جان نہین

مین تجھسے نا اُمید ہون ایسا بشر نہین
وہ کونسی جگہ ہے جہان تیرا گھر نہین

مجھپر نظر ہے یار کی تجھپر نظر نہین
واعظ مین مست ہون مجھے اپنی خبر نہین

مطلق کو قید کر دیا نازان ہو عقل پر
اے ناصحو کہو وہ کہان ہے کدہر نہین

ضدی مزاج شوخ طبیعت ہے یار کی
نکلی اگر نہین تو وہ پھر عمر بھر نہین

تو غیرتِ پری نہین بیشک ہے رشکِ حور ‏ دعوےٰ ہے جھوٹ سچ تو ہے باز دین نہین

حاجت جبھی تھی ہجر مین اتنو وصال ہے ‏ پروا نہین ہے عاشقو گر نامہ بر نہین

اُنکا دہن ہے تنگ تو غنچہ دہن ہوے ‏ عیب یہی ہوا ہے مُنہ ہے جو کمر نہین

طالع جہان جہانین ہے بیخود بے ثبات ‏ جیسا درختِ سرو کو حاصل ثمر نہین

بے یادِ یار کوئی نفس رائگان نہ کر ‏ اِس دم کا کیا بھروسہ اِدھر ہے اُدھر نہین

دہوکا نہ دیجے عطر کو بیچا تا ہون خوب ‏ یہ عطر ہے سہاگ کا عنبر اگر نہین

سمجھا ہین کسکو کون سُنے کس سے ہم کہین ‏ اُنکو ہماری بات کا مطلق اثر نہین

ناصح جنہین ہو کہنا اُنہین کہہ دیا کرین ‏ عابد کے باب مین تو نہین اسقدر نہین

اُنہین معلوم کیون ہونگی جو سرکارون کی باتین ہین ‏ کہان سمجھینگے بازاری یہ دربارونکی باتین ہین

تمہاری ایسی باتین ہین کہ عیارونکی باتین ہین ‏ ہماری یہ جو باتین ہین خریدارونکی باتین ہین

پیے ہین خم کے خم سارے ابھی ہشیار بیٹھا ہون ‏ ذرا سی پی تو تُو زاہد یہ ہشیارونکی باتین ہین

مقامِ عشق مین اپنے یہان کیا کام ناصح کا ‏ بہت یہ دُور کی باتین خبردارونکی باتین ہین

خبر لے آتے ہین دن رات اپنے یار کی دایم ‏ مرے ہر ایک دم مین صاف ہرکارونکی باتین ہین

تری مجلس بھی واعظ ہو گئی ہے میکدہ سی کچھ ‏ شرابون کا بیان ہے اور میخوارونکی باتین ہین

لیا دلبر نے دل عابد سے پھر کہنے لگا ایسا
یونہی سے لیتے ہین دل تیرا یہ دلدار کی باتین ہین

ہندو کے گھر مین ہین مسلمان کے گھر مین ہین
جلوہ فروزیون وہ ہماری نظر مین ہین
واعظ کی پند عاشقون کے کام کی نہین
بے پردہ آیئے یہان اغیار کون ہے
عالم وہی تو لوگ ہین نکتہ ہے جنکو یاد
دارو ہے وصل کہتے ہین دیتے ہین جان بھی

حق بات پوچھتے ہین تو وہ میر بر مین ہین
مشہور خیر مین ہین تو مستور شر مین ہین
مصروف یہ تو مدحت دیوار و در مین ہین
پردہ ہے کس سے کسلئے خوف و خطر مین ہین
یہ ہے اہدان خشک تو تحصیل زر مین ہین
ملنے کے ڈہنگ اُنسے شراب بصر مین نہین

منزل کا کچھہ پتہ نہ ٹہکانے کا کچھہ سراغ
عابد تمام بھٹکے ہوے رہگذر مین ہین

شب وصل کا لطف پائے ہوئے ہین
یہ چل دیکے دربان کو آئے ہوئے ہین
رقیبون کی تعلیم سے کچھہ نہ ہوگا
مجھے اُنکی نظرون سے ثابت ہوا ہے
مسلمان مین مومن ہین ہندو مین ہندو

اسیواسطے ہم پھر آے ہوے ہین
نہ روکو ہمین ہم بُلاے ہوے ہین
وہ مدت کے اپنے سدہا ہوے ہین
بغل مین مرا دل دبا ے ہوے ہین
وہ ماتھے کا قشقہ مٹاے ہوے ہین

نصیحت ہمین خود فضیحت ہے ناصح
یہ باتین تری آزمائے ہوئے ہین

نہین کام اب تیرا قاصد چلا جا
یہان خود وہ تشریف لائے ہوئے ہین

اگر ہوگئی ہے خطا عفو کیجے
کہ لاتے ملا اُن کے آئے ہوئے ہین

سٹھرنے نہ پائے وہان جاکے عابد
گلی سے جو اُن کی پہر آئے ہوئے ہین

سُن تو کون منہ سے ذرا اُنکے وہ کیا کہتے ہین
ٹھیک کہتے ہین مجھے یادہ بُرا کہتے ہین

رہتی ہے شیخ و برہمن مین یہ تکرار عبث
کسکو بُت جانتے ہین کسکو خدا کہتے ہین

اپنی چاہت کا خطاوار مجھے ٹھہرایا
پہر یان خوب یہ کہا اس کو خطا کہتے ہین

اس زمانہ مین نہین جاکے چھپا ہے کس جا
نام باقی ہے فقط جسکو مزہ کہتے ہین

عشق کو ناصح نافہم بُرا کہتا ہے
لوگ اسواسطے سب اُسکو بُرا کہتے ہین

آپکا گر ہون خطاوار تو پہر دیر ہے کیا
جلد فرمائے کیا پہر سزا کہتے ہین

آپ ہی وعدہ کرین اور وفا بہی نہ کرین
اس سے بڑھ کر کسے بیداد و جفا کہتے ہین

ہین زمانہ کے عجب طور خدا خیر کرے
ہان دعا کیجئے عابد یہ بجا کہتے ہین

دوست پر جور و ستم آپ یہ کیا کرتے ہین
دشمن اپنے انہین باتو نسے ہنسا کرتے ہین

چال یہ کیسی زمانہ نے ہے سیکھی تم سے — دوست دشمن تو ہے سب میرا گلا کرتے ہین

دل چرالیتے ہین جو میرا انہین تم جانتے ہو — نہین معلوم کہان اب وہ رہا کرتے ہین

پہلے ہی مانگنے سے ملگئے بوسے شب وصل — حسن کہتا ہے ترا قرض ادا کرتے ہین

ہمکو آرام سے رکہا ہمین راحت دی ہے — اپنے مالک کی شب و روز دعا کرتے ہین

دوست عابد کے ہوئے ہاتہ مین لیکر تسبیح
راتدن بیٹھے ہوئے یادِ خدا کرتے ہین

ہم جو مستِ شراب ہوتے ہین — ہائے کیسے خراب ہوتے ہین

دل کے ہاتہون سے کیا کہون یارب — جانپر کیا عذاب ہوتے ہین

آجکل دَور مین ترے ساقی — ہم بہی خانہ خراب ہوتے ہین

ایک حالت نہین زمانے کی — روز یان انقلاب ہوتے ہین

اُن کا زیور پہ وہ خفا ہونا — لڑکے موتی عذاب ہوتے ہین

ٹہر جاے گی وصل کی شاید — اندنون اچہے خواب ہوتے ہین

تو وہ خورشرو ہے تیرے پرتو سے — ذرّے بہی آفتاب ہوتے ہین

سچّے عاشق وہ اپنے چُنتے ہین — ہم بہی اب انتخاب ہوتے ہین

تیرے فضل وکرم سے اب ہم کو — دیکہیئے کیا خطاب ہوتے ہین

چلکے بیٹھو تو تم وہان عابد
ہم بہی حاضر جناب ہوتے ہین

وہ تو کب امتحان لیتے ہین
مُفت عاشق کی جان لیتے ہین

جیسا ہوتا ہے چاہنے والا
دل مین اپنے وہ جان لیتے ہین

مرا دل دیکہکر وہ کہنے لگے
ہمتو ایسا مکان لیتے ہین

پہلے برعکس مجہسے چلتے تہے
اب جو کہتا ہون مان لیتے ہین

نذر کرتا ہون جب مین دل اپنا
ہو کے وہ مہربان لیتے ہین

بارِ عشق اور چرخِ پیر کا منہ
اپنے سر نوجوان لیتے ہین

دل جو لینا ہے آپ لے لیجے
مفت کیون میری جان لیتے ہین

اڑ گئے ہین وہ قول پر عابد
مجہسے میری زبان لیتے ہین

واسطے تیرے مین سو اسیر بازار تو ہون
دل لگی کی تہی فقط اتنا گنہگار تو ہون

زر نہین پاس تو کیا مجکو تو سمجہا مفلس
جان حاضر ہے مری تیرا خریدار تو ہون

جلوہ موسیٰ کو دکہایا مجہے محروم رکہا
گو نہ مین دیکہہ سکون طالب دیدار تو ہون

آپ مجہسے نہ کرین حضرتِ ناصح حجت
جان دینی نہ پڑے جانسے بیزار تو ہون

لاغری میری نہین میرے لئے کچھ بیکار
بیوفائی جو کرے تو یہ ترا منصب ہے

چشم دشمن مین کھٹکنے کے لئے خار تو ہون
مین نبھاؤن گا بہرطور وفادار تو ہون

کسقدر اُسنے پلائی ہے مجھے اے عابد
اتنی پی کر بھی مین غافل نہین ہشیار تو ہون

تمہارا سامنا ہے اور مین ہون
جدہر دیکھون نظر اپنی اُٹھا کر
جہت سے جو مکان سے ہے مبرّا
جدہر دیکھا نمایان خود وہی ہے
بجز تیرے کہان کوئی رہیگا
جناب عشق نے نوکر رکھا ہے

مقابل آئینہ ہے اور مین ہون
خدا ہے مصطفےٰ ہے اور مین ہون
مرے دلمین بسا ہے اور مین ہون
نظر مین اَنمًا ہے اور مین ہون
جہان دارِ فنا ہے اور مین ہون
نگہبان اب خدا ہے اور مین ہون

عبادت کی ہوس باقی کہان ہے
وہی عابد ہوا ہے اور مین ہون

ہون محوِ حیرت اسپنے مین مرشد کو کیا کہون
ہے ایک نور نام ونشان ہین جدا جدا
آسان مشکلین مری ہوجائین سب وہین

اللہ کہون رسولؐ کہون رہنما کہون
کسکو کہون رسولؐ مین کسکو خدا کہون
دل سے اگر مین رنج مین مشکلکشا کہون

یہ گنج فقر ایسا ہوا ہے مجھے نصیب
آئے جو سلطنت بہی تو مین اسکو جا کہون

عابد عبادتون کو تو عالم بہی علم کو
بہولین گے اسکی یاد مین عابد جو لاکہون

جو بات آپ کرتے ہین وہ روبرو کرین
غائب ہین میرے آپ نہ کچھہ گفتگو کرین

ہم کیا سفارشون سے تری آرزو کرین
تجھسے ہی تیرے وصل کی اب جستجو کرین

کہتا ہون پاؤن پڑکے ادب سے جناب دل
مشہور آپ ہم کو نہ یون کو بکو کرین

خالی نہ ہیچ سے ہو ذرا کوئی اپنی بات
توصیفِ زلفِ یار اگر مو بمو کرین

جو آسے اپنے پاس کوئی ڈہونڈہتا ہوا
اپنا ہی سا ہم آپ اُسے ہو بہو کرین

عابد ہے اپنے سوزِ ہوا اللہ کا وہ اثر
دنیا ابہی جلائین اگر ہاؤ ہو کرین

صورتِ مصطفےٰ معین الدین رح
آلِ شیرِ خدا معین الدین رح

پنجتن کے ہین خاص لختِ جگر
دلبرِ مرتضےٰ معین الدین

ہین یہ اولادِ موسیٰ کاظمؑ
دل و جانِ رضا معین الدین

ہند مین ہین یہی غریب نواز
سرورِ اولیا معین الدین

دردمندون کے عیسیٰ دوران
دردِ دل کی دوا معین الدین

سب کے دل کی مُراد ملتی ہے
ہین وہ حاجت روا معین الدین

شش جہت مین جدہر جدہر دیکھو
ہین یہی جابجا معین الدین

نور ہین مظہر العجائب کے
خاص شمس الضحےٰ معین الدین

ہین عطاے رسولؐ یہ مشہور
ہین ہمہ جود و سخا معین الدین

عابد جان نثار کے ہین بس
پیر مُشکلکشا معین الدینؒ

زمانے مین ہمارے فرد یکتا شاہ مسکین ہین
بصارت ہے اگر دیکھو تو ہر جا شاہ مسکین ہین

قناعت اُنپہ ہے شیدا توکل اُنسے ہے پیدا
مرقع شکل تسلیم و رضا کا شاہ مسکین ہین

غلط کہتا نہین ہرگز نہین ہے فرق کچھ ایسا
مریدونکے یہ رہبر اور آقا شاہ مسکین ہین

صفت اُنکی جو سُننا ہو تو احمد خیر دین سُن
خدا کا اور خدائی کا تماشا شاہ مسکین ہین

صفات و ذات کی تعریف عابد گر تو سُن لے
احد احمد کا ہر اک جا پہ چرچا شاہ مسکین ہین

بزم طرب مین غیر ترا ہمنشین نہین
ہرگز یقین نہین مجھے ہرگز یقین نہین

جب دل ہی آگیا ہے تو پھر کیا کرے کوئی
گو وہ حسین نہین ہے کوئی مہ جبین نہین

قربان مین تو آپکے اس اعتقاد پر
کہتے ہین اُسکو آپ کہین ہے کہین نہین

رکھدے تو جام ہاتھ سے ساقی زمین پر
مین خاک مے پیون کہ مرا ہمنشین نہین

تعریف ان کے خال سیہ کی جو مین نے کی
کہنے لگے کہ تجھسا کوئی نکتہ چین نہین

انکار سے تمہارے ہے اقرار کا ثبوت
کہتے ہو میری بات پہ تم جو ہین نہین

اس شوخ بیوفا پہ جو مرتے ہین عابد آپ
کہئے تو کیا جہان مین کوئی حسین نہین

اندرون حرم و بتکدہ دو یہ کون
ہر جگہہ وہ ہی تو ہے اُسکے سوا غیر ہے کون

جسکو دیکھو وہ تمہارا ہی تو دم بھرتا ہے
تم سے کہتا ہے ہر اک جان کہو غیر ہے کون

پوچھتا ہون مین تجھی سے مرغ خالق یہ بات
کون ہے جانب شر اور طرف خیر ہے کون

لے کے پہونچے ہے قاصد نہ بتاؤن کیونکر
تیز پر مثل ترے تو ہی بتا طیر ہے کون

پھول پھولے نہین گلشن مین سماتے عابد
آج کرنا روش باغ مین یہ سیر ہے کون

ترے اک اک ادا و ناز کا مین دل سے قائل ہون
یہ تلوارین نہین خنجر نہین ہین پھر بھی بسمل ہون

کہون کیا حال اپنی بیخودی کا تجھ سے اے قاتل
تری چتون کا گھائل ہون ترے غمزہ کا بسمل ہون

نہ ہوا دنیٰ تو اعلیٰ کی زمانے مین صفت کیون ہو

تری صورت ہے شکلِ گل تو مین بہی صورتِ گل ہون

جو تو خلوت مین تنہا ہے تو مین ہون بزمِ کثرت مین

اگرچہ دُور رہون ظاہر مگر باطن مین واصل ہون

سراپا رند مشرب ہون نہ زاہد ہون نہ مین عابد

مگر تیرے کرم کا لطف کا رحمت کا سائل ہون

ماہِ طیبہ کی تجلّی مہِ کنعان مین نہین
باغِ یثرب کی ہوا روضۂ رضوان مین نہین

الفتِ احمدِ مرسل نہو جب تک دل مین
مرے نزدیک تو کامل بہی تو ایمان مین نہین

کس کی تنویر سے وہ دن رخِ منوّر کی مثال
ماہِ تابان مین نہین مہرِ درخشان مین نہین

کی ہے اللہ نے بہی آپ کی بیحد تعریف
آپ کی مدح لکہون یہ مرا امکان مین نہین

آپ ہین مالکِ کل آپ ہی ہین ختمِ رسل
دستخط آپ کے کیا مہرِ سلیمانؑ مین نہین

یا محمد مجھ بے سر و سامان مدد دے
کونسی بات بہلا آپکے امکان مین نہین

یادِ یثرب مین جو آتے ہین امنڈ کر آنسو
کیا شمار اُن کا شمارِ درِ غلطان مین نہین

تو ہی اے مرغِ دل اُڑ کر مری عرض پہنچا
حوصلہ اسکے لئے مرغِ سلیمان مین نہین

آج دربار مین کیا یاد ہوئی ہے اسکی
عابدِ خستہ مدینے کے بیابان مین نہین

بالیقین وہ میرے دل کا ہے مکین
میرا خالق میرا رب العالمین

ناصر احمد محمد ایک ہے
یہ معانی ہین جانتے ہین دوربین

میری ملت جانتے ہین پاکباز
میرا مذہب جانتے ہین اہلِ دین

حق وناحق جاننے کے واسطے
سیکھہ لو جاکر کہین علم الیقین

کس نیا بد حالِ پختہ ہیچ خام
کیا کرین گے لیکے فردوسِ برین

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوا
آپنے قرآن مین کیا دیکھا نہین

پیر ہین عابد کے ناصر بالضرور
اوستاد احمد حسین اُسکے یقین

نورِ غوث اورا جمال الدین
خلق کے رہنما جمال الدین

حیدرآباد بن گیا بغداد
جب سے آیا مرا جمال الدین

دین مین کیون نہ ہو کمال اُسکو
جو ترا ہوگیا جمال الدین

مہر نادم ہے ماہ شرمندہ
دیکھہ کر منھہ ترا جمال الدین

تمہین داروے دردمندان ہو
جسنے دیکھا کہا جمال الدین

خانۂ دل میں تو ہوا ساکن
تجھسے میں جب ملا جمال الدین

پائی سالک نے تجھسے راہِ نجات
سبنکے پیرو ترا جمال الدین

دین و دنیا کو آپ سے زینت — نام ہے آپ کا جمال الدین

ان کی توصیف کیا ہو عابد سے
ہم جلیسِ خدا جمال الدین

آپ کہتے ہین کہ گرمی تپ ہجران مین نہین — مین کہون اتنی طپش آتشِ سوزان مین نہین

کیون نہو جاے حسینونکی حکومت دل پر — انکی پروانہ کرون یہ مرے امکان مین نہین

المدد المدد اے آہ و دعاے سحری — رات سے دل ہی مرے سینۂ سوزان مین نہین

رکہے اللہ مرے سوزِ جگر کو قایم — خوف سردی کا مجہے فصلِ زمستان مین نہین

چشمِ گرم اب نہ دکہاؤ نہ دکہاؤ دیکہو — ایک آنسو ہی مرے دیدۂ گریان مین نہین

قیس و فرہاد نے کچہہ مجہ سے لیا ہے حصہ — بات استاد کی ہر طفلِ دبستان مین نہین

جو صفت تجہ مین ہے جو وصف ہے مجہ مین اے گل — گلِ خندان مین نہین بلبلِ نالان مین نہین

عاشقون سے نہ کہو نارِ سقر کا احوال — کیا طپش اُس سے سوا آتشِ ہجران مین نہین

عابد اک اشکِ ندامت نے کیا ہے کیا کام
ایک بہی جرم مرے دفترِ عصیان مین نہین

کوئی وحشت کے سوا خانۂ زندان مین نہین — ڈہونڈ کر لاؤن جو پتہر مرے امکان مین نہین

کتنا بے رتبہ کیا حسن پرستی نے مجہے — ہاے کچہہ قدر مری چشمِ حسینان مین نہین

ہچکیاں تھم ہی گئیں اشک بہی لو رک ہی گئے
کوئی اب دوست ہمارا شبِ ہجراں میں نہیں

ایک ہی وار میں ابرو نے کیا دل پارہ
کاٹ اتنا تو کسی تیغِ خراساں میں نہیں

ضبط سے کام لے عابد نہ کر اتنی جلدی
وہ کہینگے کہ ذرا صبر ہی مہماں میں نہیں

شش جہت میں وہ ہمیں تانتے ہیں
دل سے اس بات کو ہم مانتے ہیں

ہر جگہ تم کو ہمیں مانتے ہیں
مانتے جانتے پہچانتے ہیں

مانگ کر بوسہ ہوے ہم مجرم
بیچین دل کو وہ کیوں سانتے ہیں

پہلے معلوم نہ تھی راہ اُنہیں
ہم جواب سے کہتے ہیں وہ مانتے ہیں

عشق کے شہر میں جاتے ہیں وہی
نفخِ روح کو جو جانتے ہیں

سُننے کو سُنتے ہیں سب کی لیکن
اپنے مطلب ہی کی ہم ٹھانتے ہیں

شکل دیدار کی ٹھیری عابد
داروے وصل کو وہ چھانتے ہیں

ہونے لگی ہے میری حکایت کہاں کہاں
اے عشق تجھسے ہو گئی شہرت کہاں کہاں

حوروں کی آرزو ہے تمنا بہشت کی
پہنچی ہے زاہدوں کی بھی نیت کہاں کہاں

لیلےٰ کے عشق نے تجھے دیوانہ کر دیا
مجنوں ! ہوئی ہے اب تری شہرت کہاں کہاں

بزمِ شراب بزمِ طرب بزمِ عیش مین
ظاہر کی تمنے شیخ کرامت کہان کہان

معبد ہزارون ۔ لاکھون ہین معبود ایک ہے
عابد کرینگے آپ عبادت کہان کہان

مرشدِ مرشدان امین الدین
رہبرِ رہبران امین الدین

فیضِ ناصر سے لطفِ احمدؐ سے
نظر آئے یہان امین الدین

نعمتِ خاص ہے عطاے رسولؐ
دلنشینِ جہان امین الدین

مظہرِ ذات کا ہے آئینہ
تیری صورت عیان امین الدین

تنِ مُردہ اسی سے زندہ ہے
زندہ دل جاودان امین الدین

مری پُرگوئی پر خیال کرو
ہمہ تن ہون زبان امین الدین

ہم کو خواہش نہین کسی شئے کی
تم سے سب ہے یہان امین الدین

تول کر دیکھا ہم نے دنیا کو
سب سے تم ہو گران امین الدین

کیا غرض ہے بہارِ گلشن سے
ہے گلِ بیخزان امین الدین

آخری فیصلہ ہے ناصح کا
مری تیری زبان امین الدین

دیکھنے سے نظر نہین آتا
ظاہرا ہے نہان امین الدین

سقفِ سادہ اسی سے ہے قایم
ہے ستونِ جہان امین الدین

اتنا کافی ہے کہدے اے عابدؔ
ساکنِ لامکان امین الدین

آکے ملنا مجھہ سے تو گلزار مین
سیکڑون مین بہی نہین تیرا جواب
ماہِ کنعان مصر ہی مین ہے عزیز
حسرتِ دیدار پہر بہی دل مین ہے
گہر سے کیا نکلا ہے دیوانہ ترا
قیس سے کہدو کہ لیلے ادلین ہے

پہول بہی شربتِ دیدار مین
کیا ملے دس بیس مین دو چار مین
تیری خواہش ہے ہر اک بازار مین
رات دن رہتے ہین ہم دربار مین
شور کیا ہے کوچہ و بازار مین
ڈہونڈہتا پہرتا ہے کیون کہسار مین

دیکہہ لو عابدؔ کسی دن چل کے تم
خلد کی ہر شئے ہے کوئے یار مین

پہنکر جامۂ احمد چہپا ہون
نہ پوچہو مجہسے کچہ ملت کی باتین
کلام اللہ کے معنی کو سمجہو
فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی اُسنے
مری دانست مین آئی ہے یہ بات

سمجہہ لو کون ہون مین اور کیا ہون
شہنشا اُسکا ہون سب کا گدا ہون
دل و جان سے مین اُسکو پڑہا ہون
سُنا یا مجہکو مین انسان ہوا ہون
سمجہہ والون کا مین دیدہ بنا ہون

بہت دن کہو گیا تہا اب تو آیا
مین اپنے گہر مین اپنے سے ملا ہون

فنا فی اللہ کا رتبہ ہے مشکل
مین اپنے آپ ہی مین خود فنا ہون

ہون اپنی آنکہہ مین خود ہی نمایان
مری صورت کو مین ہی دیکہتا ہون

ہوئے ہین خوبرو میرے مقابل
حسینون کا مین آئینہ بنا ہون

ہر اک شئے کہتی ہے اپنی زبانسے
کہا منصور ہی نے کیا خدا ہون

ہوا ہون فیض ناصر سے مصفا
مین خود اللہ کا گہر بن گیا ہون

امانت دار ہون عابد امین کا
اسی کو ہر گہڑی مین تاکتا ہون

قطعہ

ہم کو احکام شریعت کے بجالانے ہین
جو خطا کرتے ہین اسمین وہی دیوانے ہین

ہین جو معبود کے عابد تو اطاعت ہے ضرور
غور اسپر جو کیا کرتے ہین فرزانے ہین

قطعہ

سمجہنے والا سخن کا نہین زمانے مین
کہا ہے رازِ الٰہی کو اس بہانے مین

اگر شعور ہے عابد سے نورِ چشم سنو
خزانہ خاک مین ہے خاک ہے خزانے مین

قطعہ

کاشفِ علمِ خفی احمد حسین — ہین مرے سرورِ یہی احمد حسین

کلکِ عابد سے ہو کیا ان کی ثنا — مایۂ لُطف وہی احمد حسین

قطعہ در مدحِ راے مرلیدہر بہادر صدر المہام صرفِ خاص

قدر افزائی صدرِ صرف خاص — از شۂ من گشت ظاہر در جہان

بہرِ مرلیدھر چنان عابد نوشت — ہر زمان باشد مبارک عزّ و شان

[illegible]

ہے حبیبِ خدا معین الدین رح — مرجع چشتیا معین الدین رح

مایۂ اولیا معین الدین — مظہرِ کبریا معین الدین

دلبرِ مصطفےٰ معین الدین

فرض ہے جبہہ سائی ہم کو سدا — دل و جان سے تو دل ہے صدقے فدا

آپ کی مجہہ سے کیا ثنا ہو ادا — ہمسرِ انبیا حبیبِ خدا

نبچہ مرتضےٰ معین الدین

پائے اقدس پہ جب مرا سر تہا — عرشِ اعلیٰ پہ ہو گیا گہر تہا

تو تو بندون مین ظاہر اگر تہا — خطِ ہٰذ حبیب رخ پر تہا

نہ کوئی تم سا ہوا معین الدین

گنہ اُمت کے کرتا ہے رسولؐ — ہو مخاطب اگر حبیا ہے رسولؐ

عفو کردے گا رب برائے رسولؐ | ہے لقب آپ کا عطائے رسولؐ

کردو مجھپہ عطا معین الدین

فضل و الطاف اور تمہارا کرم | ہے دل ریش پر مرے مرہم
کیا لکھوں وصف خاص لیکے قلم | اسم اعظم تمہارا بس ہر دم

ہے وظیفہ مرا معین الدّین

کشور ہند کے ہوئے حاکم | آپکا فضل مجھپہ ہے لازم
تا نہ ہر بزم مین رہوں نادم | مین ہوں مشہور آپ کا خادم

ہوں برا یا بھلا معین الدین

بھولو محشر مین تم نہین مجھکو | رکھو تم ہو جہان وہین مجھکو
فخر تم سے ملے یہین مجھکو | اپنے در کے سوا کہین مجھکو

در بدر مت پھرا معین الدین

چاہتا جو ہوں تجھسے دے مجھکو | اور غلام ہون مین اپنے لے مجھکو
وہم ہوتے ہین کیا برے مجھکو | نفس شیطان کے دام سے مجھکو

جلد کیجے رہا معین الدّین

عابد اب رہ تو اس برس خاموش | ہو جا اب دیکھہ پیش و پس خاموش

عفوِ عصیان کی کر ہوس خاموش ۔۔۔ خوف دل مین نہ رکھہ تو بس خاموش

مخمس بر غزل

ہے وسیلہ ترا معین الدین

بنجائین کہربا تو یہان کاہ ہی نہین ۔۔۔ جسکے چکور ہو رہیں وہ ماہ ہی نہین

جز اپنے دل کے کوئی ہی ہمراہ ہی نہین ۔۔۔ ہر چند تیرے سمت سوا راہ ہی نہین

تسپر ہی آہ یان کوئی آگاہ ہی نہین

دل اختیار مین جو نہ ہو کوئی کیا کرے ۔۔۔ ہر چند بیٹھین گوہر ارشاد سے بہرے

صراف کون پرکے جو یان کھوٹے اور کہرے ۔۔۔ وہ مرتبہ ہی اور ہے فہمید کے پرے

ہم جسکو پوجتے ہین وہ اللہ ہی نہین

کاوس و جم سکندر و افراسیاب سب ۔۔۔ پائے تہے ہند و چین و عجم کشورِ عرب

مصروف تہے بعدل و سیاست وہ روز و شب ۔۔۔ ہم ہی فلک سے کرتے کسی چیز کی طلب

ڈہونڈا پر اپنے دلمین تو کچہہ چاہ ہی نہین

شطرنج دہر مین ہے زد و بُرد ہر زمان ۔۔۔ ہوتی ہے شکلِ مات ہی یکسمت سے عیان

اے دل مین تیرے و برو کیا کرون بیان ۔۔۔ انسان کی ذات سے ہے خدائی کے کہیل یان

بازی کہان بساط پہ گر شاہ ہی نہین

بالا ز آسمان ہے بصد اوج شانِ خلق ۔۔۔ ہے خلق تجہہ مین گرچہ ہے تو درمیان خلق

تو بادشاہِ خلق ہے بے شبہ جانِ خلق　　سو رنگ سے ہین جلوہ نما گو بتانِ خلق

اپنا ترے سوا کوئی دلخواہ ہی نہین

اُسکے سوا کسی کو نہین چاہتا ہے دل　　ہے شہپرِ ہما کا نہ منظور سمجھو ظل

ہر آن اُس کی یاد سے بس ہو کے متصل　　گر کہتے ہو کہ ہے وہی ہادی وہی مُضل

تو راہ پہ ہین سب کوئی گمراہ ہی نہین

عابد جو یاد آیا کسی کا ہے خال خط　　آنکھون نے صاف دیکھتے ہین نیل و فرات و شط

کیون راہِ عاشقی مین پریشان ہے فقط　　اے درد اُسکو آپ مین ڈہونڈھ آئینہ نمط

خمسہ غزل　　بیرونِ در تو اپنی قدمگاہ ہی نہین

دلِ ویران کو بسایا تجھے مین جانتا ہون　　اپنا گھر آپ سجایا تجھے مین جانتا ہون

تجھسا ہمدم ہون جو پایا تجھے مین جانتا ہون　　اپنا محرم جو بنایا تجھے مین جانتا ہون

مجھسے منہ پھر کیون چھپایا تجھے مین جانتا ہون

جب فراموشی سے دیکھا تھا طرف اک جو　　تیرے چہرے کو وہ کیا پہنچے سیہ تھا وہ تو

بندہ کہتا نہین لازم ہے تجھے گر دیکھو　　تو اگر بھولا تو بھولا مرا صاحب مجھکو

مین نہین تجھکو بھلایا تجھے مین جانتا ہون

فہم مین آتا ہے اب زمزمہ قمری کا ہی　　گلشنِ دہر مین ہے تو ہی تو اک سروِ سہی

اِک زمانہ مین ملا ابتو ہے معشوق توہی | سب زمانہ مین پہرا ڈہونڈہتا محبوب کوئی

نہین تجھسا نظر آیا تجھے مین جانتا ہون

بند دروازہ مرے دل کا نہ کہہ جلد توکہول | اللہ اللہ سے اے یار مرا دل سے ہول

ذہنِ کامل مین ہمیشہ ہے خدائی کا تول | مِل نہ مِل مجھسے مری سُن یا نہ سُن ایک بول

دل مین میرے تو سمایا تجھے مین جانتا ہون

ناصرا نام ترا ہے مرا ہر جا حافظ | دین و دنیا مین ہے اب توہی بس اپنا حافظ

نیک کے رہتے ہین سب تو ہے بدکو حافظ | بدہون یا نیک ہون مین تیرا تو میرا حافظ

تجھکو پایا خدا پایا تجھے مین جانتا ہون

بند ہی کردی زبان میری تمہارے ڈر نے | شعبدے خوب کئے بیٹھکے شیشہ گرنے

بات کوئی نہ سُنی آہ دلِ مُضطر نے | کاٹ کی پتلی کو جسطرح سے بازیگر نے

ناچا مین جیسا نچایا تجھے مین جانتا ہون

عابدا ہوش اگر ہے تو بجز یار مکوش | کیونکہ لاتا ہے محبت سے تری دریا جوش

شاہِ خاموش ہین فرماتے ادہر کر گوش | بات کرنی یہی بہتر ہے تجھے اے خاموش

تمسہ بر غزل | تیرا بندہ ہون خدایا تجھے مین جانتا ہون | [illegible]

ہوا ہون پروانہ شمع رو کا جلا رہا دلکو تاب مین ہون | [illegible] بہر دنیا ہوا ہون آنا نند بنکے قید حباب مین ہون

سمجھے ناصح کہ غرق اسدم بڑی ندامت کے آب میں ہون

نماز کیسی کہان کا روزہ ابھی مین شغلِ شراب مین ہون

خدا کی یاد ہوگی کس طرح سے بتون کے قہر و عتاب مین ہون

تمام احوالِ عشق اپنا نہین سناتا ہون مین کسی کو

مثالِ خورشید داغِ فرقت نہین دکہاتا ہون مین کسی کو

بسوے میخانہ مثلِ ساقی نہ ساتھ لاتا ہون مین کسی کو

شراب کا شغل ہو رہا ہے بغل مین پاتا ہون مین کسی کو

مین سو رہا ہون یا جاگتا ہون خیال مین ہون کہ خواب مین ہون

کبھی مسلمان کبھی ہون کافر کبھی ہون فاجر کبھی ہون عابد

کبھی تو مسجد مین ہون مُصلّی کبھی تو ہون بُتکدہ مین ساجد

وہی ہے مقصود میرا ہر جا وہی ہے معبود میرا شاہد

کبھی نمازی کبھی شرابی کبھی مین ہون رند گاہ زاہد

خدا کا ڈر ہے بتون کا کھٹکا الٰہی مین کس عذاب مین ہون

نہ واعظون کا نہ زاہدون کا نہین مجھے خوف ہے کسو کا

ہے اسم یا ہُو زبان پہ جاری ہمیشہ رکھتا ہون شغل ہُو کا

مُدام کرتا ہے ذکر ساقی شراب اور شیشہ و سبو کا

نہ چھیڑو اسوقت مجھکو زاہد نہین یہ موقع ہے گفتگو کا

سوار جاتا ہے وہ شرابی مین حاضر اُسکی رکاب مین ہون

بفیضِ ناصر سمجھ لو عابد یہ رازِ حق ہے سب آشکارا

بہ وردِ نامِ رسولِ برحق شفیعِ محشر ہے اُن کو سمجھا

حبیبِ حق خاتمِ رسالت وہ میرے رہبر ہے شاہِ بطحا

قیامت آنے کا ڈر ہے کیسا تردّد اور فکر کیا ہے آغا

مخمس برعون

حساب کیا کوئی مجھسے لیگا بتادو مین کس حساب مین ہون

بہجت

سارے ہندو ہین مسلمان ترے کوچہ مین
منتظر دید کے مہمان ترے کوچہ مین

جو گدا تھے ہوئے سلطان ترے کوچہ مین
فیض بخشی کی ہے کیا شان ترے کوچہ مین

مور بنجائے سلیمان ترے کوچہ مین

کئی عشاق پریشان ترے کوچہ مین
بیٹھے کھوئے ہوئے اوسان ترے کوچہ مین

رہین کیا تابعِ فرمان ترے کوچہ مین
روح تو رہتی ہے ہر آن ترے کوچہ مین

آئے کیونکر تنِ بیجان ترے کوچہ مین

اُسجگہ ٹھیر ہی سکتا ہون نہ جا سکتا ہون
اشک آنکھون سے نہ ہر بار بہا سکتا ہون

بار وقت کا نہ یک بار اٹھا سکتا ہون | آنہین سکتا وہان یان نہ بُلا سکتا ہون

راتدن رہتا ہے بس دہیان ترے کوچہ مین

فصد مجنون کی جو ہی ہوگئی پُرخون لیلے | قیس کے غم مین سدا رہتی ہے محزون لیلے
قیس خود کہنے لگا آپ ہی مین ہون لیلے | کیا عجب ہے جو بنے صورت مجنون لیلے

چیر کر اپنا گریبان ترے کوچہ مین

یاد محبوب مین اب ہے یہ دلِ زار حزین | دنکو کچہہ چین نہین رات کو بہی خواب نہین
حالتِ عشق کہون کیا کہ سدا ہون غمگین | مسکنِ روح مرا بعدِ فنا ہوگا وہین

دفن ہو یا نہ ہوا ہے جان ترے کوچہ مین

واسطے سیر کے نکلے جو کبہی تو باہر | گہیر رہتے سبہی عشاق ہین تجکو رہ پر
گو کہ ہوتا ہے خرامان تو زمین کے اوپر | خاک پر نقشِ کفِ پا ترا ہو وے کیدنکر

فرش ہین دیدہ حیران ترے کوچہ مین

پسِ دیوار ترے ہوتے ہین عالم خاموش | ہم ہین گستاخ جو رہتے نہین یکدم خاموش
کرتا عابد کو ترے عشق کا ہے غم خاموش | چہوڑ دروازہ ترا جائین کہان ہم خاموش

جان تو کردیئے قربان ترے کوچہ مین

کسی سے مین نہین کچہہ چاہتا ہون | سدا اپنی طرف مین دیکہتا ہون

نہ سمجھا کون ہون مین اور کیا ہون — نہ بندہ ہون کسی کا نے خدا ہون

انہین دو کا مگر مین مدعا ہون

نظر مین یہ جہان ہے جیسے سپنا — ہمیشہ عشق کی آتش مین تپنا
مثالِ برق ہے دل کا تڑپنا — ہوا عاشق تو دیکھا حُسن اپنا

مین اپنی شان کا خود آئینہ ہون

وہ حقگو عشق مین برحق ہے سرتاج — نظر آتا نہین ایسا کوئی آج
کہ اُن کو دار پر حاصل ہے معراج — جہان ڈوبے ہین جا منصورِ حلاج

اُسی دریا کا مین بھی آشنا ہون

صفا سینہ ہے کب ہے اُس مین کینہ — ہے بحرِ عشق مین اپنا سفینہ
عجب اپنی خودی کا ہے قرینہ — نہ مرنا یاد ہے مجھکو نہ جینا

نئی سیرت نئی صورت نما ہون

ہوا ہے دل یہ فیضِ عشق جب دم — بزمِ حُسن ہون مین شاد وخرّم
سراپا مین سنبھل سے نہین کم — دو عالم اپنا دیکھے مجھہ مین عالم

کہ مین دونون جہان کا سامنا ہون

ہوے جو رازِ عشقی دل پہ وارد — کہینچی ہے صورتِ معبود واحد

نہ کیون ہون مانی و بہزاد حاسد	ہون اپنی شان کا مین آپ موجد
مین خود نقاش خود خاکہ بنا ہون	
کرے چاہا تہا اُس اِس رخ مین سجدہ	کیا ہر آن بے حس رخ مین سجدہ
کیا عابد نے بہی جس رخ مین سجدہ	وطن صاحب کرون کس رخ مین سجدہ
خمسہ بر غزل	مرے صاحب کو ہر سُو دیکہتا ہون [illegible]
پاس عشاق کے دل اور جگر کچہہ بہی نہین	حسن والون کو دہن اور کمر کچہہ بہی نہین
باعثِ گریہ بجز گریۂ تر کچہہ بہی نہین	حق ہے ارض و فلک و جن و بشر کچہہ بہی نہین
اسکو دیکہو کہ وہ کیا ہے یہ اگر کچہہ بہی نہین	
بر فلک انجم و ہم شمس و قمر ہے سب کچہہ	باغِ دنیا مین گل و برگ و شجر ہے سب کچہہ
دیکہون جس سمت اِدہر اور اُدہر ہے سب کچہہ	وان یہ عالم ہے کہ ظاہر نہین پر ہے سب کچہہ
یان یہ صورت ہے کہ موجود ہے پر کچہہ بہی نہین	
سخت تر ہے دلِ قاتل تو بہ از آہن و سنگ	اپنے عشّاق پہ وہ کرتے ہین جیسے جو رنگ
دوبدو ہو کے کہڑے رہتے ہین جو بن آئینہ و زنگ	وانسے چلتے ہین پیاپے جو حوادث کے خدنگ
یان پناہِ زرہ و خود و سپر کچہہ بہی نہین	
خوش مزہ باغِ جنان کے وہ ثمر کا اخبار	اور خورشیدِ قیامت کے خطر کا اخبار

دیتے ہین شام کا اخبار سحر کا اخبار
واعظِ شہر کہے خلد و سقر کا اخبار

اتنی ہم کو ہی خبر ہے کہ خبر کچھہ ہی نہین

شب ہجران کی بیان کیا کرون آفت اے دل
وصل کے روز کا عیش اور وہ عشرت اے دل

ہے دلِ زار کو بس اتنی تو حسرت اے دل
خواب و غش کی سی ہے دنیا کی حقیقت اے دل

دیکھنے کو تو بہت کچھہ ہے مگر کچھہ ہی نہین

دلِ گم گشتہ کی اپنے تو حقیقت سمجھو
مثلِ عابد سبھی احکامِ شریعت سمجھو

معرفت جان لو اور رازِ طریقت سمجھو
وہم سا انکو ہے ضامن یہ غنیمت سمجھو

مخمس بر غزل
واقعی نالہ و گریہ مین اثر کچھہ ہی نہین
ضامن

شیخ کعبہ کا نہ کاسی کے پرستار ہون مین
عاشقون مین ہون نہ گیسو کے گرفتار ہون مین

غافلو مین ہی نہین ہون مین نہ ہشیار ہون مین
صوفیون مین ہون نہ رند ہون نہ میخوار ہون مین

اے بتو بندہ خدا کا ہون گنہگار ہون مین

ہون سدا معشوق ظاہر پہ شبا شب عشق ہے
جو کہ پابند مجازی ہین انہین کب عشق ہے

نیش زن دل پہ مرے مانندِ عقرب عشق ہے
میری ملت ہے محبت میرا مذہب عشق ہے

خواہ ہون مین کافر ہون مین خواہ دیندار ہون مین

مجھسا دنیا مین کوئی خوار و زبون ہرگز نہین
خاکسار و غمگسار و خستہ و زار و حزین

گو کہ ہے مسکن مرا بازارِ الفت کے قرین
جو مجھے لیتا ہے پھر وہ پھیر دیتا ہے وہین
مین عجب اک جنسِ ناکارہ خریدارون مین ہون

سینۂ بے کینہ میرا صاف ہے جون جامِ جم
یادِ خالِ عنبرین اور زلفِ مشکین ہے بہم
داغ دل پر آہ لب پر آنکھ مین ہر وقت نم
صفحۂ ہستی پہ مانندِ نگین ہون مثلِ قلم
یا سیہ رو یون نہین ہون مین یا سیہ رو نہین ہون

حالت اپنے دلکی تو حیرت ہے عابد کیا کہون
ہر کوئی کہتا ہے مجنون دیکھکر میرا جنون
کوئی کہتا ہے مجھے فرہادِ کوہِ بے ستون
اے ظفر کیا مین بتاؤن تجھکو جو کچھ ہون سو ہون
لیکن اپنے فخرِ دین کے کفش بردارون مین ہون

خمسہ بر غزل

نظارۂ ہستی و عدم دیکھ رہا ہون
اثبات سے خود نفی کی تصویر بنا ہون
واللہ کہ مین پیشِ دمِ مرگ موا ہون
گر دیکھیے تو مظہرِ آثارِ بقا ہون
ور سمجھیے جون عکس مجھے محوِ فنا ہون

مین جن دنون تنہا ہوئے بے خود داخلِ عالم
ہے مجھسا بھلا کون کہو مقبلِ عالم
کہتے تھے موحد مجھے اکثر دلِ عالم
کرتا ہون پس از مرگ بھی حل مشکلِ عالم
جیسے ہون پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہون

جو پائے نظر مجھسے عجب اہلِ نظر مین
یون کہنے کو عالم سبھی اب اہلِ نظر ہین

منکر مری تائید کے کب اہلِ نظر ہین
ممنون مرے فیض کے سب اہلِ نظر ہین
جون نور ہر اک چشم کو دیدار نما ہون

نیسان تو ہے فقرا اور گہر سمجھو تو شاہی
خورشید ہے فقرا اور قمر سمجھو تو شاہی
یہ نور ہے فقرا اور نظر سمجھو تو شاہی
ہے آستر فقرا اگر سمجھو تو شاہی
سلطان ہے اگر شاہ تو مین ظلِ ہما ہون

ہر داغ ہے سینہ پہ گلِ باغِ طریقت
آہون کا دہوان بادِ بہاری ہے حقیقت
ہے اشک کا قطرہ گہرِ قلزمِ وحدت
ہے مظہرِ انوارِ صفا اپنی کدورت
ہر چند کہ آہن ہون پہ آئینہ بنا ہون

ہوگا دلِ کعبہ مین جگر مثلِ سویدا
شفاف ہے جون شیشہ پہ اپنا دلِ شیدا
وہ بیخودی ہے مجہہ مین کہ عشق ہے پیدا
احوالِ دو عالم ہے مرے دل پہ ہویدا
سمجہا نہین تا حال پر اپنے تئین کیا ہون

ہین حضرتِ عشق ایسے ہی پر زور جوانمرد
دشمن کو لیا مار کے جو سر کی ہو جون نرد
عابد ہون عبادت ہے مری آہ و دمِ سرد
ہون قافلہ سالارِ طریق قدما درد
جون نقشِ قدم خلق کو یان راہ نما ہون

مخمس بر غزل

اگرچہ گل ہون پہ چشمِ جہان مین خار ہون مین
بوحشتِ دلِ خرم آہوے تتار ہون مین

زمین پہ چسم رہا جون نقشِ پا یار ہونین
مزاج مین ہے تکلف وہ خاکسار ہونین

— غبار کوچۂ گیسوے مشکبار ہونین

جو دیکھا ابروے خمدار جہک گیا ہے دل
کہ ہے وہ تیغۂ بُران تو آپ ہے قاتل
خلش ہی تیرِ مژہ کی ہے سینہ پر مشکل
سواے رنج جہان مین مجھے ہے کیا حاصل

— گلوے خشک تہِ تیغِ آبدار ہون مین

سنی ہزار و نسے تہی حسن و عشق کی تعریف
گذاری باغ جہان مین بہت ربیع و خریف
کیا ہے رتبۂ الفت نے مجھکو لسکہ ضعیف
کرون کسی سے محبت تو دے مجھے تکلیف

— گلے کا ہار ہو جس سے کہ ہمکنار ہون مین

دعا نبی سے ہے دلکی مراد بر لاوے
کہ خیریت کی صنم کی کوئی خبر لاوے
جو نکلے شام کو اسجا دمِ سحر لاوے
خدا کرے کہ خطِ یار نامہ بر لاوے

— صباے نکہتِ گل کا امیدوار ہونین

ہوئی بدولتِ عشق اپنی ہے عجب حالت
کرے ہے داغ کی خورشید دیکھکر حسرت
مدام عابد و معبود کی زبان پہ صفت
اسیر صفحۂ ہستی کی مجھسے ہے زینت

— چکیدۂ قلمِ تیغ کردگار ہون مین

مخمس بر غزل

بجذبِ عشق جو پہنچا و لا مدینہ مین
مقام روضۂ اقدس کے پا یا زینہ مین

ہے آئینہ سے دوچنداں صفائی سینہ مین | وہ عکسِ آئنہ رخ مین رخ آبگینہ مین

سفینہ آب مین ہے آب ہے سفینہ مین

نہ کیونکہ ہر گہڑی عشاق ہون کلام پہ غش | ہزار کبک دری جسکی خوش خرام پہ غش

جہکا کے سر کو ادب سے ہوے سلام پہ غش | وہ نام نقش ہے دلپر دل اُسکے نام پہ غش

نگینہ نام مین ہے نام ہے نگینہ مین

بیان عشق کے انداز مین کرون کیا کیا | کہ اُسنے قیس کو ہے دشتِ نجد دکھلایا

گواہ جان لو ہے عشقِ ہیر رانجھا کا | بھلا ہے جسکو بھلا وہ بُرا ہے جسکو بُرا

نہ کینہ مہر مین ہے مہر ہے نہ کینہ مین

تو زر کو پیر صفت جانتا ہے اے منعم | ہمیشہ خاکِ طمع چھانتا ہے اے منعم

بخواب حرص و ہوا تانتا ہے اے منعم | ابہی تلک تو یہی جانتا ہے اے منعم

دفینہ خاک مین ہے خاک ہے دفینہ مین

مدام عشق کا عابد ہے جان و دلکو خبط | نہین ہے خوب خدارا کوئی سخن بے ربط

باہ و نالہ و شیون ضرور ہوگا ضبط | ابہی سُنائیے وہ کچھہ جواب کا اے دبط

قرینہ بات مین ہے بات ہے قرینہ مین

آہ و نالہ کے سوا کوئی ہمین کام نہین | یادِ آغاز نہین خواہشِ انجام نہین

روزِ ہجران ہے پیا کونسا آلام نہین　　دمبدم گر طلبِ وصلِ دلارام نہین

پہر تجہے کس لیے اے میرے دل آرام نہین

اب کہان بادِ بہاری وصالِ دلخواہ　　بلبلِ گلشنِ صرصرزدہ ہون واویلا

جیون صبا کوچہ بکوچہ ہے گذر شام و پگاہ　　بیکلی سے نہین آرام کسی صورت آہ

جبسے پہلو مین ہمارے وہ گل اندام نہین

لبِ شبِ چاردہم شکلِ مہی تم کو ہوئی　　بلکہ در سلطنتِ حسن شہی تم کو ہوئی

دلگی ہی دل مین جو تہی بات وہی تم کو ہوئی　　حسن سے مثلِ نگین روسیہی تم کو ہوئی

لو ہوا غیر کا ہے نام مرا نام نہین

صورتِ سایہ پہرا بات نہ پوچہی تو نے　　معنیٔ رمز و کنایات نہ پوچہی تو نے

ہوئی شطرنجِ دغا مات نہ پوچہی تو نے　　لیکے دل مجہسے ہے پہر بات نہ پوچہی تو نے

سچ تو یہ بات ہے تمسا کوئی خودکام نہین

چشمِ عابد سے ہوا اشک روان با حسرت　　صورتِ گوہرِ نایاب بہارِ الفت

روزِ ہجران ہے رہے باشب فرقت نسبت　　نظر آتا ہے کسیکا رخ و گیسو جو اوقات

خمسہ بر غزل　　ایکدم چین تجہے صبح سے تا شام نہین　　[illegible]

زبان پہ میری سخن غیرِ یا الہ نہین　　کہ ایک بندۂ احقر ہون بادشاہ نہین

وہ کون شخص ہے جس لب پہ واہ واہ نہین
مین گو کہ حسن سے ظاہر مین مثل ماہ نہین
ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ نہین

جو تیرے کوچہ مین ہے جمع مجمع احباب
تماشا بین ہین وہان پہ ہزارون شیخ و شاب
نظر جو زلف سیہ آ گئی تو آب و تاب
سفیدی کفن مردہ سے ہے وہان مہتاب
شب لحد بھی مرے روز سے سیاہ نہین

کسی کی چاہ ذقن مین ہے دل مرا نالان
رقیب گرگ صفت سے ہون ہر زمان ترسان
عیان عیان ہے زمانہ مین اور نہان ہے نہان
گرا تھا جسمین عزیزو کبھی مہ کنعان
ہنوز چشمہ خورشید ہے وہ چاہ نہین

کہون مین کیا کہ وہ رہتا ہے ہر گھڑی باہم
کہ جیسے مغز دو بادام مین رہے توام
جو دیکھتا ہون بہر سال ہر زمان ہر دم
جما ہے بزم صنم مین رقیب سبز قدم
مین کیونکہ اُسکو اکھیڑون وہ کچھ گیاہ نہین

اگرچہ شاعر ہندوستان ہے ناسخ
جو شہرہ پایا ہے تا اصفہان و رے ناسخ
سنا ہے لکھتا ہے عابد پے بہ پے ناسخ
ہجوم فوج عدو سے جہان مین اے ناسخ
سوائے قلعہ مرقد کہین پناہ نہین

زمان زیست کسی عہد پر نگاہ نہین
ستم عدول ہے یان کوئی داد خواہ نہین

بغیر امن یتیمون کے لب پہ آہ نہین | بدن سا شہر نہین دل سا پادشاہ نہین

حواسِ خمسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہین

اگرچہ دہر مین اے دل کم التفاتی ہے | سوائے نیک و بداعمال کون ساتھی ہے
غریبی بیکسی تنہائی دل جلاتی ہے | صدا یہ قبر سے بیدار دل کی آتی ہے

عمل جو نیک ہو تو ایسی خوابگاہ نہین

سنا نہ کوئی ابھی حسن و عشق کا جھگڑا | ہوا ظہور جبھی حسن و عشق کا جھگڑا
ہر اکطرف ہے سبھی حسن و عشق کا جھگڑا | نہ پاک ہوگا کبھی حسن و عشق کا جھگڑا

وہ قصہ یہ ہے کہ جس کا کوئی گواہ نہین

ہین گو کہ بلبل و قمری بہار کے عاشق | پتنگے شمعِ شبستانِ تار کے عاشق
بانیت ہین بتِ زرنگار کے عاشق | خراب ظلم سے ہین حسنِ یار کے عاشق

غضب خدا کا ہے عادل جو بادشاہ نہین

نہین کلام یہ وارد ہے شا نہین کسکے | براست گوئی زبان ہے زبا نہین کسکے
نہین یہ بات سمائی ہے ہیا نہین کسکے | نہین فرشتہ نے پوکا ہے کا نہین کسکے

وہ سر ہے کونسا جسپر کہ کجکلاہ نہین

ہزار بار بملکِ بقا فنا بہتر | عدم کی ہستی سے ہوگی مناسبت اظہر

بطعن وطنز زبان مبتلا ہے جان و جگر　　عذاب گو ہے دنیا کے رنج سے بدتر

سوا خدا کے کرم کے کہین پناہ نہین

سدا اسیر عابد جو عشق ہے دلکش　　ہمیشہ اُسکی حرارت سے ہے جگر کو عطش

اگرچہ تجھکو یہان ہر قدم پہ آئے غش　　فقیر بنکے قدم مارا سمین لے آتش

تمہ بر غزل　　طریق احمد مرسل سی شاہراہ نہین　　بجا

ساقی ہے آبرو کی ترقی حجاب مین　　پڑجائے کچھہ نہ فرق کہین آفتاب مین

یک بوسہ کی طلب پہ نہ آنا عتاب مین　　کل کے لئے کر آج نہ خست شراب مین

یہ سوئے ظن ہے ساقی کوثر کے باب مین

ہر چند عبد لاکہہ ہین معبود ایک ہے　　ساجد ہزار کعبہ مسجود ایک ہے

اسلام اور کفر کا مقصود ایک ہے　　اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے

حیران ہون پھر مشاہدہ ہے کس حساب مین

وہ حسن ہے شباب مین خورشید مہ فروز　　زلف سیاہ شام بناگوش مثل روز

شکل سپند پاتے ہین لاکھون نگاہ سوز　　آرایش جمال سے فارغ نہین ہنوز

پیش نظر ہے آئینہ دائم نقاب مین

ہین وہ جہانین صاحب صد فیض و فضل و جود　　آل نبی پہ بھیجئے ہر دم جو ہین درود

نقصان اُن کو دہر مین ہو جاے عین سود | ہے غیب غیب جسکو سمجھتے ہین ہم شہود

ہین خواب مین ہنوز جو جاگے ہین خواب مین

عابد کے دلکو کیون نہ رہے جستجوے دوست | پھرتا ہے چشم دلمین سدا اپنی روے دوست

جیون سایہ خاکسار نکیون ہون بکوے دوست | غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوے دوست

مخمسہ بر غزل

مشغولِ حق ہون بندگیِ بوتراب مین

ہر زبان کہتے ہی آرے وہ بلے جاتے ہین | کہ بُرے رہتے ہین یک لخت بھلے جاتے ہین

سنگِ در پر کئی سر اپنا ملے جاتے ہین | یہ وہ سرکار ہے یہان لاکھون پلے جاتے ہین

ایک ہم ہین سو بامید گلے جاتے ہین

آستان کے وجمشید ہے در کہتے ہین | جمع اُس جا ہین بہت اہل ہنر کہتے ہین

جانتے علم و ہنر کو ہین وہ زر کہتے ہین | سایۂ بالِ ہما کا ہے اثر کہتے ہین

ترے کوٹھے کے جو سایہ کے تلے جاتے ہین

طلبِ خاص پہ ہم حاضرِ دربار ہوے | محض ناکارے ہین پر کار سے باکار ہوے

ہین سبک وضع پہ سرکار مین ہین بار ہوے | واہ کیا دوہی ملاقات مین بیزار ہوے

لیجیے آداب کہ ہم آپ چلے جاتے ہین

سست نظمونکو ہوا جیسے ہے دربار مین بار | رہتے سرگوش ہین جون زلفِ سیہ رو ہر بار

صاحب فضل کا رہنا اُنہین ہوتا دشوار
گرچہ خوش خلق ہین جون گل یہ سدا صورت خار

یہان کے لوگو نکے ہم آنکھونین سلے جاتے ہین

دل لگی چاہئے ہرچند کہ دلدار ہے یہ
دے دلاسا اُسے عابد کہ دل افگار ہے یہ
جوہری جانے جواہر کو اُنہین کار ہے یہ
رکھو آنکھونمین چھپا کر دُرِ شہوار ہے یہ

مرد مواشک کے مانند ڈہلے جاتے ہین

ٹھمری

دیکھی مین نے ساری رین
تم سے روشن موری نین
ناصرِ مطلق او سیّان
مجھہ سے ملا وُاب توعین

تم بن عابد ہے بے کل
کاہے پرت ہے اُسکے چین

ردیف واو

رکھہ دل مین تصوّر مرشد کا لا اپنی زبان پر اللہ ہُو

وہ مولا اپنا ہادی ہے دیکھہ اُسکو سراسر اللہ ہو

ورنا مین جو ظاہر خیر بشر پس دل مین سمجھہ وہ مالک ہے

رکھہ صورتِ مرشد پیش نظر لا اپنی زبان پر اللہ ہو

خالق ہے وہی رازق ہے وہی عاشق ہے وہی معشوق وہی

دل مین تو سمجھ لے الا اللہ کہہ منہہ سے از بر اللہ ہو

اِس ذکر کا دایم شغل رہے مرشد تجھسے جیسا کہے

باقی نہ رہے مین تو بخدا پھر پائین اظہر اللہ ہو

عابد ہے عبادت یہ بہتر ہے عبدیت اپنی چہتا اگر

با رازِ خفی و رمزِ جلی تو ذکر کیا کر آ اللہ ہو

کہتے ہین جو سب آدم ہم کو ہو گا یہ لقب تا دم ہم کو

اِس جسم مین جب تک دم نرہے سب جان رکہین عالم ہم کو

جب تک نہ ستون ہو نصب یہان قایم یہ مکان رکہتا ہے کہان

ہے قدرتِ خالق جسپہ عیان سمجہے وہ ستون محکم ہم کو

ہم صورتِ انسان تہے ظاہر باطن مین نہ تہے انسان مگر

سب اہلِ بشارت پا کے بشر وہ سمجہے جب آدم ہم کو

گر عزت ہے تو آپ سے ہے اور ذلت ہے تو آپسے ہے

جو کچھہ ہین وہ آپ ہی ہین مفہوم ہوا ہمدم ہمکو

وہ ساجد طاقِ دیر و حرم ہین شیخ و برہمن زہد فروش بر روے بتان سجود ہے جب آتا ہے نظر وہ خم ہمکو

ہر غافل و ناصح دم دے کر کیا دکھلاتے ہین ہر دم ڈر
از خلقِ حسن مرشد نے کیا بار ازِ خدا محرم ہمکو

کچھہ کام نہ پڑ گویو نسے رہا جب من عرف کا راز کہلا
نصرت ہے سدا ناصر کا کرم پاتے ہین جو عابد ہم ہم کو

ظاہر نمایش ہر جگہہ پر ہم سے کیون شرمندہ ہو
عادت کجی کی رکھتے ہین جتنے حسین ہین دہر مین
کب تم باذن اللہ کا خواہان کوئی ہوگا بہلا
اے ناصحِ نادان تری ہم جانتے ہین پند کو

پلٹو نہ ہر دم اے صنم تم بارخِ رخشندہ ہو
مائل رہو عاشق پہ اب تم گوہر تابندہ ہو
جسم نگاہِ پاک سے مرقد مین مُردہ زندہ ہو
پہر کیا کرین اُس یار کو دانندہ ہو بینندہ ہو

جو عشق کے اسرار ہین آسان نہین دشوار ہین
سب فضل پہ موقوف ہے عابد مگر جوئندہ ہو

یہ قاصد نے مژدہ سنایا ہے مجھکو
یہی وقت تہا تیرے آنیکا ناصح
سکونت مین جنت کی کیا اُسکا بگڑا
ہنسایا تہا اِک روز پہر عمر بہر ہی
پری کا نہ جن کا کسی کا نہین ہے

اُسی کی زبانی بلایا ہے مجھکو
کہ تو نے مرے مین ستایا ہے مجھکو
وہان سے یہان کیون وہ لایا ہے مجھکو
بتِ سنگدل نے رُلایا ہے مجھکو
تری زلفِ شبگون کا سایا ہے مجھکو

تجھے یاد ہوگا بُرے وقت تو نے
کئی مرتبہ آزمایا ہے مجھکو

ہزاروں ہی خط مین نے لکھے ہین تجھکو
فقط ایک خط تیرا پایا ہے مجھکو

وہ روٹھا تھا کل آج راضی ہوا ہے
بڑی منتون سے بلایا ہے مجھکو

کھلا حال کونین کا مجھپہ عابد
وہ ساقی نے ساغر پلایا ہے مجھکو

اگر حرصِ جہان ہو تو شریکِ عاشقان کیون ہو
جو عاشق ہو گئے اُسکے تو پھر طمع جہان کیون ہو

کہین سے مُفت کی پی لی بہت سی ملگئی شاید
کہو زاہد ہوا کیا آج اتنے شادمان کیون ہو

تمھارے دل سے مین واقف مری حالت تمھین روشن
یہ احسان نامہ بر کا اور وقت درمیان کیون ہو

کبھی وہ دوست بنتے ہین کبھی دشمن سے بڑھ کر ہین
یہی تو چال ہے اُن کی پھر اُن کا امتحان کیون ہو

مری قسمت تو دیکھو کہتا ہے جانِ جہان ازخود
بلالو اُسکو جس لئے کی ہے محنت رائیگان کیون ہو

بُلایا خود بٹھایا ہی بنے پھر اجنبی ہم سے
تعجب ہے یہ کہتے ہو کہ عابد تم یہان کیون ہو

کس طرح اوس صنم سے کوئی بدگمان نہو
وعدہ پہ شرط ہے کہ خدا درمیان نہ ہو

بدنام ہو رہا ہے زمانہ مین کون اب
کہتے نہ تھے کہ غیر سے تم ہم زبان نہ ہو

ایدل نہ کر تو یادِ خدا وقتِ نزع دیکھ
اُس بُت کا خوف ہے کہ کہین بدگمان ہو

کہتا نہین کسی سے بہی مین اپنا حالِ زار
منظور ہے کہ کوئی مرا رازدان نہ ہو

دے دیکے عاشقون کو سرِ بزم گالیان
مشہور اک جہان مین تو بدزبان نہ ہو

کہتے ہین سُن کے حال مری عاشقی کا وہ
کیون کر یقین آئے کہ جب امتحان نہ ہو

عابد تو اسکے عشق سے نادان باز آ
مین چاہتا ہون عمر تری رائگان نہو

شہرت تری زمانہ مین کیون چار سو نہو
ایسا ہی کوئی دل ہے کہ جس دلمین تو نہو

کیا حال تم پہ میرے دلِ زار کا کھلے
جبتک کہ تم سے بات مری دو بدو نہو

ویران عجب وہ دل وہ پریشان ہو دماغ
جسمین کہ تیرے عشق و محبت کی بو نہو

ایدل تو اسکی بزم مین جاتا تو ہے مگر
ایسا نہو کہ تیری وہان آبرو نہو

برہم وہ ہو کے مجھ پہ خفا ہو رہین ہین آج
ارشاد ہو رہا ہے کہ تو روبرو نہ ہو

مین اور ترکِ عشقِ بتان خوب ناصحا
مر و خدا یہ مجھہ سے کبھی گفتگو نہ ہو

تیری محبت اور ترے عشق کے سوا
عابد کے دل مین اور کوئی آرزو نہو

جگھہ دیتا ہے بزمِ عام مین پہلو مین دشمن کو
نہین آتی ہے کچھہ بھی شرم اس بےمہر پرفن کو

گواہی کے لئے روزِ جزا مجکو یہ کافی ہے
لگا ہے خون کا دہبہ مرے قاتل کے دامن کو

ترے اس بے نشان کا کچھہ نشان رہنے دے ظالم
مٹاتا ہے لگا کر ٹہوکرین کیون میرے مدفن کو

خدا حافظ ہے ایدل اب ہمارے آشیانہ کا
غضب ہے دیکھتی ہین بجلیان ہردم نشیمن کو

کھڑے ہین سینکڑون دیدار کی خواہش مین اے صاحب
اٹھاؤ تو ذرا تم سامنے سے اپنے چلمن کو

سنا ہے طور پر موسیٰ ہوے بیہوش غش کہا
بناؤ مجھکو بھی بیخود دکھا کر روے روشن کو

وہ ہنسکر مسکرا کر مجھہ سے کہتے ہین محبت سے
چلو تم آج عابد ساتھہ میرے سیرِ گلشن کو

جانکر ہوتا ہے مجھسے کس لئے انجان تو
کون ہون مین دیکھہ تو مجھکو ذرا پہچان تو

یاد ہے کس آئینہ رخسار کی ایدل بتا
صورتِ آئینہ ہے کیون ششدر و حیران تو

اک نظر ملتے ہی عقل و ہوش اور تاب و توان
لیچلا سب لوٹ کر اپنا سر و سامان تو

جان ہی لیگا مجھے پہچان ہی لونگا تجھے
لاکھہ مجھسے روپ بدلے جانِ من ہر آن تو

تو ہی مالک ہے مرے دل کا مرے ایمان کا
جان عابد کی نہین ہے جان جان پہچان تو

وہ جھنجلا کر یہ کہتے ہین محبت اپنی رہنے دو
یہ الفت اپنی رہنے دو یہ چاہت اپنی رہنے دو

مرے حالِ پریشان پر عنایت اپنی رہنے دو
زیادہ کچھ نہین تھوڑی محبت اپنی رہنے دو

غرورِ حسن کرتے ہو بُرا کرتے ہو اے صاحب
گھمنڈ اچھا نہین دو دن کی دولت اپنی رہنے دو

نہین رہتے ہو دم بھر بھی تصور مین مرے آ کر
کوئی دم میرے دل مین ہی تو صورت اپنی رہنے دو

وہ سُنکر حالِ دل میرا لپٹ کر مجھسے کہتے ہین
چلو بس ہو چکا جھگڑا شکایت اپنی رہنے دو

یہ مانا حضرتِ ناصح کہ ہم رندانہ مشرب ہین
بُرے ہین یا بھلے ہین تم نصیحت اپنی رہنے دو

نہین پروا نہین میری مجھے معلوم ہے لیکن
ذرا میری طرف مائل طبیعت اپنی رہنے دو

نصیحت سے نہین کچھہ فائدہ اے حضرتِ ناصح
بنائی ہے جو خالق نے وہ قسمت اپنی رہنے دو

وہ دیکر جام اپنے ہاتھہ سے ہنس ہنس کے کہتے ہین
ذرا تم حضرتِ عابد عبادت اپنی رہنے دو

کھلینگے غنچہ بہت لب سے لب جدا ہی ہو
ہنو نہ بت سے زبان سے کوئی صدا ہی ہو

یہ الھڑی الھڑی باتین نہین پسند ہمین
مزہ جبھی ہے کہ ہم سے خلا ملا ہی ہو

عدو سے کہہ دو محبت ابھی وہ کیا جانے
اٹھائے بار وہ ایسا یہ حوصلہ ہی ہو

یقین آئے ہمین کس طرح سے اے صاحب
تمہاری وعدہ خلافی کی انتہا ہی ہو

خدا کرے کہین جلدی بتون کا حسن ڈھلے
غرور کی کوئی حد ہی ہے کچھہ سزا ہی ہو

سناؤنگا دلِ مضطر کا حال مین سب کچھہ
کبھی تو اُس بتِ کافر سے سامنا ہی ہو

وہ میکدہ مین مجھے دیکھکر یہ کہتے ہین
کہ تم تو رند ہی عابد بہی پارسا ہی ہو

بیوفا اور ستمگار نظر آتے ہو
تم ابھی سے مجھے عیار نظر آتے ہو

وعدہ و قول پہ کہتا ہون مین اُنسے ہر دم
تم بہت صادق الاقرار نظر آتے ہو

بے پیے مے کے ہین مخمور تمہاری آنکھین
تم نئی طرح کے سرشار نظر آتے ہو

مجکو وہ دیکھہ کے محفل مین یہ فرماتے ہین
باعثِ رونقِ دربار نظر آتے ہو

دل کا کچھہ حال تو معلوم نہین ہے عابد
تم بہ ظاہر ہمین ہشیار نظر آتے ہو

اپنی زبان پاک سے اظہار ہی تو ہو
انکار تو ہمیشہ ہے اقرار ہی تو ہو

مثل کتان مین چاک جگر کو بناؤنگا
اُس رشکِ ماہتاب کا دیدار ہی تو ہو

کچھہ فائدہ نہین ہے مجھے عرضِ حال سے
منصف مزاج آپ کی سرکار ہی تو ہو

مجھہ طالبِ وصال پہ کیونکر نہ رحم آئے
مجھسا کوئی جہان مین طلبگار ہی تو ہو

جنت کی ہے ہوس تمھین دیدار کی ہمین
عابد بنے ہوئے ہو گنہگار ہی تو ہو

مرنے کے بعد رنج نہ دو خاکسار کو
ٹھکراؤ اس طرح سے نہ میرے مزار کو

انداز و ناز و غمزہ کرشمہ ادا و شرم
مین دلسے چاہتا ہون انہین تین چار کو

کبتک ترے فراق کے صدمہ اٹھاؤنگا مین
کچھہ تو ملے جواب اس امیدوار کو

وہ ہون گناہگار کہ جسکا نہین شمار
کیا اپنا منہہ دکہاؤنگا پروردگار کو

ہوتا ہے یان جدا مرے پہلو سے دل مرا
وہ دان ملا رہے ہین ادا سے ستار کو

جب سے دوئی کا ہم نے تعلق اٹھادیا
پاتے ہین ہر مقام پہ ہم روے یار کو

عابد سے ہنسکے بات تو کیجے کبھی کبھی

کچھہ تو ملے قرار دل بیقرار کو

زلف جاناں کا تصور ہے ہمیشہ مجکو

کیا بنا دیگا خدا جانے یہ سودا مجکو

ہے گذر کس کا بجز تیرے گلی میں اسکی

اے صبا اپنے ہی ہمراہ تو لیجا مجکو

جسنے اپنے کو ہے از روئے حقیقت دیکھا

اُسنے بیشک نہیں جانا کبھی بیجا مجکو

اپنے عالم میں مجھے تھوڑی جگہ دیجے ظالم

نہ نکالا کہ محبت نے ہے کھینچا مجکو

حرم و دیر میں کیوں شیخ و برہمن کی ہے جنگ

مجھہ میں سب کچھ ہے مگر کوئی نہ سمجھا مجکو

بزم جاناں میں بہت لوگ تھے لیکن عابد

کیا غضب ہے کہ کسی نے بھی نہ پوچھا مجکو

تصور میں ترے رُخ کے میں بھولا صاف قرآن کو

خدا شاہد ترے جلوہ نے چھینا دین و ایمان کو

تصور میں یہاں آٹھوں پہر ہے صورت جانان

ہوا ہے اور رہیگا دخل میرے دل میں شیطان کو

یقین ہے مجکو میرا دل تمہیں الجھا ہوا ہوگا

ذرا تم کھول کر دیکھو تو اپنی زلف پیچان کو

ہمارا طائرِ دل مضطرب ہوتا ہے پہلو مین

نہ یون پھیلاؤ اپنے رُخ پہ تم زلفِ پریشان کو

نمایش اس سے ہے دونون جہان کی سمجھ مین کہتا ہون

نہ سمجھ ہین صرف پتلا خاک کا ہے کوئی انسان کو

قسم حق کی تمہارے مصحفِ رُخ کے تصور مین

کیا کرتا ہون ہر دم ہر گھڑی مین حفظ قرآن کو

نہیں دیتا ہے مجکو بار اوس کی بزم مین عابد

الٰہی موت آجاے درِ دلبر دربان کو

کیا بے سبب تم نے مضطر کسی کو

ستاتے ہو کیون بندہ پرور کسی کو

جو دل اُنسے مانگا تو ہنسکر یہ بولے

دیا ہی نہین ہم نے لیکر کسی کو

بھوین تن رہی ہین نگاہین ہین ترچھی

نہ چھوڑینگے جیتا یہ خنجر کسی کو

بجز میرے اے جانِ جان بھول کر بھی

نہ دینا جگہہ دل کے اندر کسی کو

مری شکل دیکھی تو بولے وہ عابد

کہ تو چاہتا ہے مقدّر کسی کو

معرفت

بہ بارگاہِ سالارِ انبیا شافعِ روزِ جزا صلی اللہ علیہ وسلم

تمہین سب کے مختار یا مصطفےٰ ہو
حبیبِ خدا ہو رسولِ خدا ہو

مجھے کون چاہے اگر تم نہ چاہو
تمہین میرے سردار ہو بادشاہو

اولو العزم جتنے ہوئے ہین پیمبر
خدا کی قسم تم تو سب سے سوا ہو

بلاؤن مین اُمت گھری ہے بچالو
شفیع الامم ہو شفیع الورا ہو

نظر تیری رحمت کی جسپر پڑے گی
اُسی وقت فضلِ خدا برملا ہو

حیات النبی کہتی ہے ساری خلقت
مدینہ پہ کیا حصر تم جابجا ہو

حضور اب دکہا دیجے اعجاز اپنا
مریضانِ عصیان کی اچھی دوا ہو

مرے دلکا مطلب ہے حضرت پہ روشن
عطا ہو عطا ہو عطا ہو عطا ہو

تمہین دیکھ لے جسنے حق کو نہ دیکھا
تمہین معنئ آیۂ اَینَمَا ہو

نکیرین کا خوف ہرگز نہ ہو گا
مین جب دفن ہون آپکا سامنا ہو

خدا کی عبادت ہے عابد کا پیشہ
غلامی ہی حضرت کی اس سے ادا ہو

خدا کا کہنا نہین سمجھتے تو میرا کہنا بھلا سمجھ لو

کہا تہا کیا مین نے کیا کہا ہے مین کیا کہون گا ذرا سمجھ لو

تمہارا وسواس جائے کیونکر خیالِ فاسد نہ آئے کیونکر
یقین کے میدان مین بیٹھ جاؤ تو جس کو چاہو خدا سمجھلو

جہان کی چالین ہین ساری اُلٹی ذرا تو سمجھو ذرا تو سوچو
خیال کرتے ہو جسکو تو ایقین اُس کو ہما سمجھلو

وہان ہے نام اور یہان نشان ہے سمجھہ مین کیا خاک تھی تمہاری
تمہین مبارک ہو رب تمہارا جو اب قالُو ابلیٰ سمجھلو

ظہورِ ناصر کا ہے یہ جلوہ یہ فضلِ احمد ہے مجہپہ عابد
کہ کہتے ہین سارے سُننے والے کلام اِن کا ذرا سمجھلو

تماشا دید کے قابل قیامت مین ہی ایجان ہو
جو دل پامال کرتے ہو تمہین کچہہ غم نہین ہوتا
نہین کچہہ بہی تعلق بس چلو جہگڑا ہی کیا ہے
نہ حاصل ہو عدو بوالہوس کو عشق کی دولت
ہر اِک صفحہ پہ ہو توصیف روے صاف عارض کی
کہو تو کس لئے دیکہا تہا تم نے اپنی صورتکو
مکانِ دل مین رہتا ہے وہ جسکو ڈہونڈتے ہو تم

دمِ محشر ہمارا ہاتہہ تہو ہیرا گریبان ہو
تمہارا گہر تمہارے سامنے اِسطرح ویران ہو
نہ مین عاشق تمہارا ہون نہ تم ہی میری خواہان ہو
ملے عشاق کا حصہ تو اُسکو حجبِ حرمان ہو
ترے اوصاف سے مملو ہمارا جامہ دیوان ہو
کہ مجہسے آئینہ سے کچہہ زیادہ تم ہی حیران ہو
تلاشِ یار مین عابد عبث تم ہی پریشان ہو

رباعی

قدرت کی کہو تو بات نہ ہرگز کہولو
وحدت سمجھو نہ کچھ بھی منہ سے بولو
کیون حرص بڑھا ہے تم کو اتنی ہے بابا
دنیائے دنی سے ہاتھ اپنا دھولو

صبح نسیم چمن زاد بدل بوئے تو
عشق مرا می کشید راست بیازوئے تو
هم بکشد سوئے تو نرگس جادوئے تو
گرچه دل من شده شیفتهٔ روئے تو
پائے بزنجیر کرد سلسلهٔ موئے تو

دیکھا بروئے زمین اور تہِ چرخِ برین
تجھسا تو کوئی حسین سارے جہان میں نہین
عاشقِ زار و حزین مجھسا ہے دیکھا کہین
این دلِ اندوہگین رم کند از من چنین
پنجه زن اے مه جبین تا شود آہوئے تو

عشق کا جو فیض سے جو د پا گیا دلپر ورود
میری تو آہون کا دود دیتا ہے بو مثلِ عود
ہوتے ہی کشفِ شہود پڑھتا ہون ہر دم درود
حیرتِ چشمم فزود عقدهٔ عشقم کشود
صورتِ جانم نمود آئینهٔ روئے تو

ایسا ہے فرطِ جنون ہوگیا دیوانہ ہون
حالِ دلی کیا کہون چشم سے بہتا ہے خون
ورنہ تو گر دوئی ان جاؤن کدھر کیا کرون
شد همه کارم زبون در پئے دردِ درون
جان بلب آمد کنون یار ز بدخوئے تو

اپنا ہے سبھو سخن رشکِ درِ تو رتن
خالِ بتِ سیمتن یا کہ ہے مشکِ ختن
پھر کے ہر اک دشت و بن دیکھوں نہ سروِ چمن
محو ہوا چمن کے بشود جانِ من

چشم من اے گلبدن می نگرد سوے تو

عشق نے پایا گذر میرے دلِ زار پر
اپنے کو اپنی خبر اب نہیں جاتی کدھر
داغ ہوا ہر جگر چشم بھی رہتی ہے تر
در دلم اے سیمبر جلوہ نمائی اگر

سجدہ کنم ہر سحر بر خمِ ابروے تو

فیض کیا جو عطا ناصرِ نصرت فزا
بھید یہی کھل گیا عابد و معبود کا
مقطعِ عالی سنا پڑھتا یہ عابد رہا
خاطرِ شاعر ہوا جمع ز [illegible] وفا

تضمین کلام

کرد پریشان مرا سنبلِ گیسوے تو

عشق کا جب کہ ہو غلو پاتے ہیں [illegible] غلو
وصلِ صنم کی آرزو رکھتے ہیں [illegible]
آپ ہے اپنے روبرو ہوتا ہے زار ہو بہو
چار سو اور کو بکو پھرتا ہے کہتے [illegible]

کیوں نہ پکاریں خوش گلو بقہ لقو لقو لقو

کرنے سے آہ ہر نفس خنجر بھی چلے ہیں بس
سیلِ سرشک و خون برس یا کہ ہے بحر [illegible]
سینہ زنی ہے جیوں جرس کسکو ہے [illegible]
سوزشِ عشق اُف رے بس جاتے [illegible]

کہتا یہی ہے مو بمو بقہ لقو لقو لقو

قلب پہ ہو جو درد و غم تن پہ رہے سدا ستم
سمجھے وہ ہستی عدم چشم بنا ہے جام جم
صورت مظہر اتم پائے بخود تو ہم بہم
دیکھ لے سیر جنت خم از سر زانو رکھ قدم

بو لے اگر کرے ہو بقہر بقو بقو

دامن دلپہ شوق رہے دلپہ سدا قلق رہے
ہوش و حواس فق رہے جانکو رنج حق رہے
جو کہ سدا سبق رہے یاد مین نہ طبق رہے
مسکن و جا ادق رہے اور زبانپہ حق رہے

ورد زبانپہ ذکر ہو بقہر بقو بقو

اشک جو اپنے یار ہین گوہر شاہوار ہین
تجھپہ تو ہم نثار ہین عشق مین بیقرار ہین
کب سے امیدوار ہین عابد ہوشیار ہین
بندیہ پانچ چار ہین رشک دو ہزار ہین

ساقیا بھر کے لا سبو بقہر بقو بقو

خمسہ بر غزل

جانتا کون ہے اگر ہے تو
موجزن بحر تو ہے بر ہے تو
شام ہے تو کہین سحر ہے تو
دیکھتا ہون جدہر ادہر ہے تو

کہین ناظر کہین نظر ہے تو

جسکو دنیا کا ہے لگا دھندا
کوئی صاحب ہے اور کوئی بندا
کہین سورج ہے اور کہین چندا
ایک شہ رگ مین کیا خداوندا

ہر رگ و پے مین جلوہ گر ہے تو

نالہ و داغ و آہِ سوزان مین
جگر و خاطرِ پریشان مین
مردمک خاص عینِ انسان مین
دل مین سینہ مین جسم مین جان مین

دیکھتا ہون تو سر بسر ہے تو

نشۂ مُل کہین کہین قلقل
کہین نرگس ہے اور کہین سُنبل
سرو موزون کہین کہین صلصل
مثلِ گلشن کہین کہین بلبُل

گُل کہین ہے کہین شجر ہے تو

واعظِ شہر ہے مگر زاہد
بندگی مین ہے سر بسر زاہد
ایک ہی حال پر ہے ہر زاہد
کیون بھٹکتا ہے در بدر زاہد

غور تو کر خدا کا گھر ہے تو

جوششِ عشق سے ہوئے چاکر
محو از خود ہین وہ تجھے پاکر
اپنا دیدار آپ دکھلاکر
کہین عارف کی شان مین آکر

وصل کا اپنے منتظر ہے تو

دیکھی موسیٰؑ نے طور پر جو جھلک
عابد آنکھون مین اپنی ہے وہ چمک
نور وہ ہے سما سے تا بسمک
ہے تو باطن مین حق نما بیشک

ظاہرا خلق مین بشر ہے تو

[illegible] کیا مجھے گیا ہے جو [illegible] تجھکو — منتین کرکے مین کاہیکو بلاؤن تجھکو
وصل میں یاد رکھون بھول [illegible] جاؤن تجھکو — دور کچھہ مجھسے نہین ڈہونڈ کے لاؤن تجھکو

[illegible]

آپ سے اپنے کو بہلا دیون تو پاؤن تجھکو

صدمۂ عشق دل زار سدا سہتا ہے — چشم سے اشک کا سیلاب عجب بہتا ہے
دل ترے روبرو ہوتا تو کیا کہتا ہے — دیکھہ صورت کو تری ہوش نہین رہتا ہے

اپنا احوال بہلا کیا مین سناؤن تجھکو

ہوتی آنکھون سے ہے اشکون کی ہمیشہ برسات — جلگیا سینہ کہ ہے داغ کی سوزش کیا بات
دلکو اپنے ہے تصور یہی رہتا دن رات — آنکھہ مین آوے نہ سینہ مین سماوے ہیہات

کونسی جیب ہے نہ جسمین کہ چھپاؤن تجھکو

ہر مین مجنون کے تہا جسطرح جنون پوشیدہ — دیکھو تن مین ہی ہے کس رنگ سے خون پوشیدہ
عشق مین تیرے صنم جیسا کہ ہون پوشیدہ — دل تو چہتا ہے کہ اسطرح رکھون پوشیدہ

خود نہ دیکھون کسے ہرگز نہ دکھاؤن تجھکو

منزلِ عشق کا ہے جیسے کہ [illegible] راہی — حق نے اقلیم قناعت کی عطا کی شاہی
جستجو کرتا ہے پھر کسلئے شوق جاہی — حالِ خاموش سے بس تجکو ہے آگاہی

آپ مین کیا کہون اور کس سے کہاؤن تجھکو

[illegible]

عشق مین عاشق و معشوق ہون یکدل دونو
تاکہ طے منزل مقصود کرین مل دونو

محو کیا طالب و مطلوب ہون کامل دونو
ایک ہی چیز ہین مشغول ہی شاغل دونو

دیکھ لین آئنہ کو رکھہ کے مقابل دونو

بات کرنی جو ہو منظور تجھے فن سے نکر
بجز احباب محبت کبھی دشمن سے نہ کر

کعبہ و دیر کا بھی عزم تو مسکن سے نکر
ذکر مشغول بخود شیخ و برہمن سے نہ کر

سنگ اور خشت مین رہتے ہین شاغل دونو

دیکھے کب شکل درونی کوئی باہر سے کبھی
دیکھو پوشیدہ نہین رہتی ہے ماہر سے کبھی

کام ہر چند نکلتے نہین ظاہر سے کبھی
حشر تک حل نہون ارباب ظواہر سے کبھی

جبر اور قدر کے ہین مسئلہ مشکل دونو

بیخودی سے تو گزر اپنی خودی مین آرہ
صورت نقش قدم اُسکی گلی مین آرہ

تجھکو رہنا جو ہو منظور توجی مین آرہ
گھر نہین ایسا خدائی مین اسی مین آرہ

مری آنکھین ہین ترے رہنے کے قابل دونو

دلسے عاشق ہوے دنیا کی جو ہین صورت کے
بسکہ شایق ہین زر و مال کے اور دولت کے

کب وہ آگاہ ہین راز چمن وحدت کے
جب سے ہین دیدہ اِس سیرگہ کثرت کے

آپکو بہول گئے غافل و عاقل دونو

سنگ اور خشت کی ہر جا پہ ہو جو دیر ہے
نہین معلوم کہ پہر پڑ گیا کیون ان مین بیر
رہتے ہر چند ہین وہ معتقدِ کعبہ و دیر
کس طرح خاتمۂ مومن و کافر ہو بخیر
راہِ حق چہوڑ چلے ہین رہِ باطل دونو

بام ظاہر پہ جو ہو جہر رخِ یار نزول
طالبِ دید کئی رہتے ہین عاشق مقبول
مختصر سن تو مین کہتا ہون یہ قصہ ہے طول
دولتِ دید نہو پاس تو کیا اس سے حصول
دین و دنیا ہی ہون بالفرض جو حاصل دونو

دلِ عابد پہ یہ ناصر کا سراپا ہے فیض
جنکے ہاتہون سے پیا مین نے ہے جامِ فیض
رہ گئے خدمتین کئی ہسا ہین حاصل کئے فیض
کام فرمانہ کبہی بے ادبی کو اسے فیض
مظہرِ ذات ہین یہ ناقص و کامل دونو

تخمیس بر غزل — حیرت

کیسا بہلاتے اپنے دلِ دیوانے کو
سنگِ اطفال ہین دیوانون کے سمجہانے کو
گو کہ سو بار چلا جاتا ہے خم خانے کو
دل مین آتا نہین اسکے مرے گہر آنے کو
تا یہ لوگون مین رہے بات قسم کہانے کو

الفتِ گیسوے دلدار کے مارے سارے
محفلِ عیش مین موجود ہین عاشق سارے
ہر گہڑی کہتے ہو کسواسطے جا رے جا رے
مجہہ دیوانہ کو نہ تم گہر سے نکالو پیارے
چہوڑ کر جاؤن کہان ایسے پری خانے کو

نکہت گل کیطرح پھرتے ہین مہکے مہکے | کیون نہ پھر شعلۂ آتش مرے دلمین دہکے
حسرت غیر مرے دلمین چھپے رہ رہ کے | باتین کرتا ہے عجب رشک سے بہکے بہکے

لب سے جب اپنے لگاتا ہے وہ پیمانے کو

آنکھ تجھسے جو لڑی ہو گیا تن پر سر بار | آہ اور نالہ سے بیزار ہے سارا گھربار
اُس شہِ حسن کا جسوقت کہ چاہین دربار | بیٹھین کیا چین سے اُس پاس کہ دلمین ہر بار

غلبۂ شوق سے آتا ہے لپٹ جانے کو

کیا بندہی شیون و افغانکی یہان رو رہے دُہن | پر نہین اُس بتِ بے مہر کے اچھے لچھن
دن کو عابد سے کیا شکوۂ بیجا کا سخن | رات بولا وہ مرے نالۂ جانسوز کو سُن

آگ لگ جائیو جرأت ترے جلجانے کو

ٹھمری

کیسی لاگ لگائی رے میرے جانی تو | واکی داگ لگائی رے میرے جانی تو
تڑپت جیرا جلت کلجوا | ایسی آگ لگائی رے میرے جانی تو

بل بل جاوے من عابد کے
پہولو ندا باگ لگائی رے میرے جانی تو

ردیفِ ہائے ہوز

جب دیکھا چشمِ مست سرشار کا نقشہ
نظرون مین پہرا نرگسِ بیمار کا نقشہ

کیا مانی و بہزاد کہینچے یار کا نقشہ
جانے نہ بجز دل کوئی دلدار کا نقشہ

ہین پائے بگل دیکھ کے شمشاد و صنوبر
اے سروِ خرامان تری رفتار کا نقشہ

ہر شب متغیر ترے عاشق کی ہے حالت
ہر روز نیا تیرے دلِ افگار کا نقشہ

اُلجھا ہی رہا سنبلِ پیچان کی طرح دل
جب دیکھا تری زُلفِ شکندار کا نقشہ

عاشق ہی ترا ہو گیا دیدار سے محروم
کوچہ مین کہڑا بنکے ہے دیوار کا نقشہ

خلقِ حسنی پایا ہے ناصر سے جو عابد
اب بہول نہ اُس کاشفِ اسرار کا نقشہ

دل بہت بیقرار سا ہے کچھہ
آج پہر انتظار سا ہے کچھہ

یاد آتی ہین کس کی شوخ آنکھین
آج مجھکو خمار سا ہے کچھہ

کہکے یون قبر کو وہ ٹھکرائے
یان نشانِ مزار سا ہے کچھہ

یون بظاہر تو صاف ملتا ہے
دل مین تیرے غبار سا ہے کچھہ

رند نکلا وہی ہمارا دل
جسکو سمجھے تھے پارسا ہے کچھہ

کسنے وعدہ کیا ہے حضرتِ دل
آپ کو انتظار سا ہے کچھہ

تم جو پہلو مین ہو تو اے صاحب
آج دلکو قرار سا ہے کچھہ

دلِ مضطر ہمارے پہلو مین
کیسا بیقرار سا ہے کچھہ

طائرِ دل کو دیکھکر بولے
نظر آتا شکار سا ہے کچھہ

ایسے جاتے ہین جس کو گرد و پیش
مرے دل کا غبار سا ہے کچھہ

کس لئے آج عابدِ مضطر
بیخود و بیقرار سا ہے کچھہ

لطف و کرم ہے آپکا مجھپر ستم کیسا تہہ
اقرار ہی اگر ہے تو جھوٹی قسم کیسا تہہ

آتا ہے تیری بزم مین درد و الم کیسا تہہ
عاشق کو تیرے ایک محبت ہے غم کیسا تہہ

اس زندگی پہ ناز کرین کیا کہ عاقبت
ہمکو ملانیوالی ہے اہلِ عدم کے ساتہ

کھچ جائین اور بہی ترے ابرو تو ہے مزہ
تلوار زیب دیتی ہے اے یار خم کیسا تہہ

تحریر ہے سوال تو تقریر ہے جواب
اُسکی زبان چلتی ہے میرے قلم کیسا تہہ

یہ دل دکھا رہا ہے مجھے اک جہانکی سیر
کرتا ہوئین مقابلہ اب جامِ جم کیسا تہہ

انکار سے جو وصل بہی ہو تو نہین ہے لطف
اِک بوسہ لب کا دیجے سراسر کرم کیسا تہہ

نقارۂ سرور کی نوبت ہے عابد اب
منصب عطا ہے شاہ سے ہمکو علم کیسا تہہ

اب ناصحِ نادان کی ہے ہر بات سے توبہ
توبہ ہے مری اُسکی مدارات سے توبہ

بوسہ کی عوض تو نے لیا نقدِ دل اپنا
ظالم ہے تری ایسی مدارات سے توبہ

رندانِ خرابات اگر چھوڑ دین جب ہے
بیٹھا تو ہون مین کرکے ہراک بات سے توبہ

رہنیکا نہین بزم مین بے مجکو پلائے
ٹوٹے گی مرے یار کے پہر ہات سے توبہ

فرقت کے زمانہ سے بچانا مجہے تاحشر
یارب ای اُس دن سے ہے اُس رات سے توبہ

ملتا جو نہین مجھسے تو اسے شوخ ستمگر
کرلی تو نہین میری ملاقات سے توبہ

جس راتین جس دنمین ہو پاس تو اپنے
اُسدن سے حذر اور ہے اُس رات سے توبہ

فرقت مین کسی کی تو نہ یون جان دے عابد
حاصل نہ ہو جس بات سے اُس بات سے توبہ

بیچین ہون اے احمدِ مختار زیادہ
اب ہجر کی طاقت نہین سرکار زیادہ

گھٹتی ہے مرے دسے جو دنیا کی تمنا
بڑہتا ہے خیال آپکا ہر بار زیادہ

تہک تہک کے جو رہجاتا ہون وادیٔ طلب مین
ہوتی ہے مرے شوق کی رفتار زیادہ

کیون جان نہ دون عشقمین ایذا طلبی پر
راحت سے مزا دیتا ہے آزار زیادہ

عابد کا برا حال ہے اب مُلکِ دکن مین
اب ہجر کی طاقت نہین سرکار زیادہ

کرم سے تیرے روشن ہے جو سینہ
سمندر پار ہے اپنا سفینہ

مرے حق کا ملا مجھکو خزینہ | سیڑھی زر کی ہے بامِ حق کا زینہ
ظروفِ لاتعین کو نہ دیکھو | نہیں مظروف سے ہے ہم کو کینہ
یہ فانی ہے نہ رکھو اس سے اُلفت | جہان مین ایک پل ہے اپنا جینا
نہ کمبل ہے نہ ہے یہ شال ناصح | جو اوڑھا تم نے لندن کا مرینہ
حسینون سے لڑی ہے آنکھ ایدل | مین عاشق ہون یہ ہے میرا قرینہ
ہوا ناصر ہے احمدؐ یا امین مین | سمجھ ہے گنجِ مخفی کا دفینہ
نہ بوجھے روح کو جو تن کو پوجے | نہ ہوگا اُس سے کوئی کم کمینہ

نام تاریخی قصیدہ

رسول اللہ کے جلوے سے عابد
مرادل بن گیا شہرِ مدینہ

ہجری [illegible]

ترحّم کن بحالِ من خدارا یا رسول اللہ | شفاعت کن برائے من گوارا یا رسول اللہ
بروزِ حشر بہرِ بخششِ این اُمتِ عاصی | ندارد نزدِ حق کس جز تو یارا یا رسول اللہ
ہزاران یوسفِ مصری تصدق جمالِ تو | خدایت داد آن حُسنِ دل آرا یا رسول اللہ
توآن شاہنشہ عالم بفرِ حشمت و جاہی | کمینہ بندات جمشید و دارا یا رسول اللہ
تصدق با ہزاران صدق بر اعجازِ پاکِ تو | گواہی داد بر تو سنگِ خارا یا رسول اللہ
زخوئے عارضِ تو دُرِّ مکنون قطرہ باشد | زگیسویت شمیمِ مشکِ سارا یا رسول اللہ

زمین و آسمان لوح و قلم جن و ملک انسان
جبین بر روضۂ پاک تو میسایند روز و شب
اگر یک جرعہ نوشد کسے از جام عشق تو
غریبم بیکسیم زارم غریقم در گنہ بیحد

ہمہ از بادہ عشقت سکاری یا رسول اللہ
حبش ہند و عرب ترک و بخارا یا رسول اللہ
ز لوح دل بشوید یا وری را یا رسول اللہ
تو لطف کن نہان و آشکارا یا رسول اللہ

بدرگاہِ کریمت آمدہ عابد بچشم تر
کنی بر حالِ او لطف و مدارا یا رسول اللہ

قطعہ تہنیتِ تولدِ شہزادہ بلند اقبال مدظلہ العالی

بہ سلطانِ دکن از لطفِ خالق
تولد شد ہمایون شاہزادہ
ہمہ خوارانِ دولت می سرایند
الٰہی عمر و اقبالش زیادہ

ہشیار یا مست عشاق با جاہ
بے بادہ ہستند سرشار واللہ
من گشتہ ام مشق از عشق اللہ
عیشم مدام است از لعلِ دلخواہ

[illegible]

کارم بکام است الحمد للہ

مژگانِ شاہ تیر و ترکش
ہم تیغ ابرو بر فرقِ سرکش
از بادہ شوق سلسبیل است دلکش
اے بخت سرکش تنگش ببر کش

گہ جام زرکش گہ لعلِ دلخواہ

بے بادہ عشق مستانہ کردند — بر شمع روئی پروانہ کردند

چون قیس و وامق دیوانہ کردند — ما را بہ تشنیع افسانہ کردند

پیرانِ جاہل شیخانِ گمراہ

با اہلِ رنج و دردیم توبہ — شکلِ غبار و گردیم توبہ

با رنگِ روئی زردیم توبہ — وز قولِ زاہد کردیم توبہ

از فعلِ عابد استغفر اللہ

نوشیم عابد از ساغرِ درد — گفتیم از ذوق چون پہلوان گرد

در منزلِ شوق ہر کس کہ بشمرد — از یادِ حافظ ذوقِ لبت برد

تمت ۱۲ غزل — درسِ شبانہ وردِ سحرگاہ — [illegible]

ہون رہگذر مین الحمد للہ — سیرِ سفر مین الحمد للہ

اب پہنچا در مین الحمد للہ — دلبر ہے بر مین الحمد للہ

سب کچھ ہے گھر مین الحمد للہ

کیا عشق کا شہر بے در بسا ہے — کعبہ سو اللہ کا گھر بسا ہے

جنگل بیابان باہر بسا ہے — دو جگ کا والی آکر بسا ہے

دل کے نگر مین الحمد للہ

درپن کے اندر ہے عکس اُسکا | سب نیچے اوپر ہے عکس اُسکا
باطن و ظاہر ہے عکس اُسکا | وہ گو نہین پر ہے عکس اُسکا

اِس چشمِ تر مین الحمدللہ

ایسا کہان ہے رُتبہ کسی کا | واقف ہے وہ کل رازِ ربی کا
دنیا مین ہر سو ہے نور اُسی کا | شکلِ نبی کا شکلِ نبیؐ کا

سودا ہے سر مین الحمدللہ

سینۂ عاشق کیا پُر صفا ہے | شمس و قمر کی ظاہر ضیا ہے
چشمِ دلی سے دیکھو یہ کیا ہے | نورِ محمدؐ جلوہ نما ہے

اپنی نظر مین الحمدللہ

شان اُن کی لولاک حق نے کہا یہہ | سارا زمانہ ہے پُر جلا یہہ
چارو طرف ہے دیکھو تو کیا یہہ | ہے نورِ احمدؐ صلِّ علےٰ یہہ

شمس و قمر مین الحمدللہ

عابد جہان کا کیا کیا تماشا | آگے نظر کے گذرا تماشا
چارون طرف ہے ہوتا تماشا | خاموش ہو کر دیکھا تماشا

حق کا بشر مین الحمدللہ

رہتے خفا تھے وہ شاہِ ذیجاہ
بسکہ ہمیشہ ہم تھے ہواخواہ

ہم بندہ کمتر ذی رتبہ وہ شاہ
اُنکے ہمارے پھر اب ہوئی راہ

الحمد للہ الحمد للہ

کوئی توانگر کوئی گدا ہے
جز ذاتِ حق کے کس کو بقا ہے

کوئی کدورت کوئی صفا ہے
یہ ملک یہ حکم کس کو رہا ہے

الحکم للہ والملک للہ

مین کب کسی سے رکھتا ہون الفت
مین جانتا کیا راہِ خصومت

جو چاہے اُنسے دیتا ہون صُحبت
یارو غلط ہے مین اور کدورت

استغفر اللہ استغفر اللہ

ہین اِس سخن کے سب لوگ راوی
عرفان و وحدت پر تھے وہ حاوی

سُن پایا قولِ مخدومِ ساوی
با دشمن و دوست ہونین مساوی

الحُب للہ والبُغض للہ

ہین کون وہ دو ابلیس و خناس
دل مین نہ لانا عابد تو وسواس

اپنے تو کوئی آتا نہین پاس
کیا ہی صفا کو ہے پاسِ انفاس

خمسہ برغزل — ہردم کرے ہے دولا کہہ توبہ — تمت

ایدل ہے مجھکو کب کس کی پرواہ
دنیا کی الفت کرتی ہے گمراہ

حلالِ مشکل اپنا ہے وہ شاہ
بس بیوفا ہے یہ شوخ ہمراہ

اللہ اللہ واللہ باللہ

لون مین زبانسے کیا نامِ ہستی
ہوتی سحر ہے کب شامِ ہستی

ہون مبتلا سے آلامِ ہستی
تیرا برا ہوا سے دامِ ہستی

مجھکو پھنسایا للہ فی اللہ

دل ہی نہین ہے وحشت زدہ کچھہ
کہتے ہمیشہ ہین یہہ گدا کچھہ

ہووے نہ قولِ عرفان ادا کچھہ
ہوا مرتو اب ہیگی صدا کچھہ

کیون سائین داتا کیون مرشد اللہ

صحت سے روشن ہے قال کسکا
کوئی نظر پر آیا نہ ایسا

اِس شش جہت کو عالم مین ڈھونڈا
کچھہ ہی سمجھتے تم حال اُس کا

یالیت شعری ایام القاہ

ہے رشکِ خورشید عابد کا مطلع
ہے دُرِ شہوار حرفِ مقطع

اور ماہِ نو ہے ہر ایک مصرع
کیا پُر صفا ہے طرزِ ملمع

سُبحان اللہ اے بارک اللہ

ردیفِ یائے تحتانی

ہاتھہ مین اپنے نہ رکھہ شمشیر میرے واسطے
بس ہے مژگان کا اشارہ تیر میرے واسطے

مین ہون عاشق نرگسی آنکھین نہ مجھسے پھیرے
ہین غزالانِ ختن نخچیر میرے واسطے

کر دیا روزِ ازل حق نے مقرر بہرِ خلق
اُسپہ ہون راضی جو ہے تقدیر میرے واسطے

ہو تمہارے ہاتھہ کا لکھا۔ مجھے منظور ہے
خوب ہو یا زشت ہو تحریر میرے واسطے

صفحۂ سینہ پہ ہے دلکی تسلّی کے لئے
عشق نے کھینچی تری تصویر میرے واسطے

مُصحفِ رُخ پر ترے زیبا خطِ زلفِ عروس
حُسن نے لکھی ہے تفسیر میرے واسطے

علمِ منطق کے مقولے یاد عابد کو نہین
زاہدا کرتا ہے کیون تقریر میرے واسطے

اگر پوچھو میرا نشان بے نشان ہے
کہ رہنے کا میرے مکان لامکان ہے

کہی آیتِ نحن اقرب جو تو نے
تو پھر تجھہ مین مجھہ مین جدائی کہان ہے

جو پردہ مین رہ کر کیا مجھکو ظاہر
پتا ذاتِ اقدس کا مجھسے عیان ہے

نہ ارض و سما ہے نہ یہ شش جہت ہین
ہماری خودی کا نرالا جہان ہے

نہین ہے بجز تیرے کچھ شئے جہان مین
جو تو ڈھونڈھتا ہے وہ تجھہ مین نہان ہے

سدا فیض عابد کو ہے دلسے حاصل
فقط ناصحون کو یہ جھوٹا گمان ہے

گُل ہے وہ کہین کہین کلی ہے
ہر حال مین رنگ مین بھلی ہے

بانکی ترے سر پہ جو کلی ہے
جب سے دیکھا ہے بیکلی ہے

نزدیک ہمارے وہ خفی ہے
کثرت مین جو دیکھو تو جلی ہے

بھاتی نہین ہم کو سیرِ گلشن
مسکن اپنا تیری گلی ہے

جانیگا نہ کوئی رمزِ باطن
سمجھے گا وہی کہ جو ولی ہے۔

بس حلقہ بگوش ہوتے ہین دل
ہلتی جسوقت جھلملی ہے۔

وعدہ وفا کیا جو تو نے
اسوجہ سے دل کو بیکلی ہے

ابرو کی صفت بیان کیا ہو
تلوار ھر اک جگہ چلی ہے

وہ شیرِ احد وصیِ احمد
نام اُن کا غضنفرِ علی ہے

معراج مین ہمرکابِ احمد
جبریلؑ جوانِ اردلی ہے

پوچھے گا جو کوئی نام میرا
کہدون گا کہ عابدِ علی ہے

آتی ہے پسینہ سے تو بو مشک واگر کی
اور شکل بہ از بدر ہے اُس رشکِ قمر کی

اشکون مین جو شوخی ہے مرے لختِ جگر کی
وہ آبرو لیتی ہے یقین لعل و گہر کی

اُمیدِ جہان بستہ دامانِ کرم ہے
خلقت ہے نمایان مگر صاحب سے بشر کی

مین بندہ ہون شہ کا خدا اس سے ہے واقف
سچ بات یہی ہے مرے دل اور جگر کی

حسرت سے ہر اک گل کا ہوا چاک گریبان
جس باغ مین اُسنے پئے گلگشت نظر کی

رُخ اپنا دکہایا جو نقاب اُسنے اُلٹ کر
نظرون مین مری گہٹ گئی توقیر قمر کی

کیا دیتے ہو بل زُلفِ معنبر کو تم اپنی
پیچیدہ وہ ہوا دیتی ہے بتی ہی اگر کی

رندون کے سدا منہ وہ چڑہی رہتی ہے ساقی
یہ بنتِ عنب گہاٹ کی ہے اور نہ گہر کی

آزاد کو دنیا مین نہین کام کسی سے
کب آرزو ہے سرو گلستان کو ثمر کی

جیتے رہو تم لاکہہ برس ہم تمہین دیکہین
ہو حق سے عطا شاہِ دکن عمر خضر کی

تعلیم و قواعد سے وہ جہنجلا کے ہین کہتے
عابد کبہی عادت یہ نہین اپنے نگر کی

تیر پر تیر لگاؤ تمہین ڈر کس کا ہے
دل یہ کس کا ہے مری جان جگر کس کا ہے

ہم رہین فرشِ زمین ہائے رے اتنا ہی غرور
تم نہین پوچہتے قدمونپہ یہ سر کس کا ہے

سیکڑون بار چلے آئے ہو گہر مین میرے
اسکے باہر ہی سے کہتے ہو یہ در کس کا ہے

عاشقی اپنی جتاتا ہون تو وہ کہتے ہین
میرا عاشق نہین یہ خاک بسر کس کا ہے

کرتے ہین آپ شرارت سے بُرائی ہر وقت
کہتے عابد سے ہین الٹے کہ یہ شر کس کا ہے

ہم نے اُس بُت پہ جو نظر کی
نظرون مین کوئی نہین سماتا
اللہ کو مُنہ دکھائین کیونکر
تم ہو تو ہے جانِ جان ہی زندہ
شاہنشہ مُلکِ حُسن تم ہو
کعبہ کے سفر مین پہر زاہد

تنویر تہی طور کے شجر کی
ہے جب سے لگن لگی اُدہر کی
تسبیح تو کر رہے ہین ہر کی
واللہ قسم ہے مرے سر کی
سر پر زیبا کُلاہ زر کی
ہے قدر شُتر سے بڑہ کے خر کی

عابد کے ڈرانے سے ڈرین کیون
معلوم ہے بات خیر و شر کی

تم نہ ہوتے جو محمدؐ تو نہ ہوتا کوئی
تم تو ہو احمدِ بے میم کہے کیا کوئی
شبِ معراج کا رتبہ نہین پایا کوئی
یون تو مُرسل ہوے لاکھون ہی پیمبر لیکن
ذات پر آپ کی ہے ختم رسالت بیشک
طور پر پہونچے جو موسیٰؑ تو فلک پر عیسیٰؑ
زُلف واللیل تو عارض ہے تمہارا والشمس
جب تمہین جانتی ہے شافعِ محشر مخلوق

رُتبہ لولاک کا پایا نہین ایسا کوئی
یا رسولِ عربی تم کو نہ جانا کوئی
آپ سا جلوہ خدا کا نہین دیکہا کوئی
بخدا آپ کا ہمپایہ نہ آیا کوئی
پہر نبی دہر مین ہوتا نہین پیدا کوئی
عرش پر آپ کی مانند نہ پہونچا کوئی
پڑھ لی تفسیر تو کیا اُن کو نہ جانا کوئی
خوف پہر کاہیکو عصیان کا رکہیگا کوئی

یہی افسوس ہے عابدؔ کو شب و روز حضور
آپ کی شان کا لکھا نہ قصیدہ کوئی

وصلِ دلدار کا مرشد سے سوال اچھا ہے
ٹھیک یہ رائے ہے اور اپنا خیال اچھا ہے

وصل کیواسطے اُنسے یہ سوال اچھا ہے
ماہ اچھا ہے یہ دن اچھا ہے سال اچھا ہے

تازہ تازہ اُنہین دل لینیکا اب شوق ہوا
میرا دل لیکے بتاتے ہین یہ مال اچھا ہے

عمر بھر لی نہ خبر میری مگر وقتِ اخیر
پوچھتے ہین وہ مجھے روزِ وصال اچھا ہے

حور کو دیکھا پری سے ملا یوسف کو سُنا
حسینوں نسے ترا حُسن و جمال اچھا ہے

غیر کے لطف سے گر لاک خوشی ہو تو بُری
یار سے ایک ہی پہونچے تو ملال اچھا ہے

وہ عیادت کو مری آئے تو ہنسکر بولے
یہہ تو مرنیکا نہین اسکا تو حال اچھا ہے

شُکر ساقی کا نشہ مین مین ادا کرتا ہون
تو ہی اچھا ہے میان تیرا کلال اچھا ہے

عشق کیساتھ ہی جو وصل ہو بے لطفی ہے
بعد فرقت کے اگر ہو تو وصال اچھا ہے

زُلف کو کھولکے پھیلا کے وہ مجھسے بولے
طایرِ دل کیلئے تیرے یہ جال اچھا ہے

عشقبازی سے مُعرّا ہین تمامی عابدؔ
لطفِ معشوق سے تجھہ مین یہہ کمال اچھا ہے

ہر مژہ اُس ترک کی اِک تیر ہے
دل مرا اُسکے لئے نخچیر ہے

کچھہ بہلا ہو یا بُرا لکھہ دیجئے
آپ کی تحریر ہی تقدیر ہے

آنکھہ کا پردہ کیا تو کیا کیا
میرے دل مین آپ کی تصویر ہے

ہون مریضِ عشق بوسہ دیجئے
اِن لبون کی جانفزا تاثیر ہے

بیل اُلفت کی بڑہی ہے اِسقدر
عاشقونکے پاؤن مین زنجیر ہے

آج تو کچھہ ہے ارادہ قتل کا
تیز خنجر باڑھ پر شمشیر ہے

بات اچھی بہی تو ہوتی ہے بُری
کیا مری تقدیر کیا تدبیر ہے

وصل سے شاید ہون شیرین کام ہم
میٹھی میٹھی اُن کی اب تقریر ہے

جلوۂ جانان نے دل روشن کیا
دل مین عابد کے وہی تنویر ہے

کہین میرا کہین ترا دل ہے
یہی اک اختلاف مشکل ہے

یہی رسمِ وفا ہے قاتل ہے
جس جگہہ دیکھو ایک بسمل ہے

تیری کاکل مین جو مرا دل ہے
ایک دیوانہ ایک عاقل ہے

قشقہ ماتھے پہ تیرے یا تل ہے
کُفر اسلام مین بہی شامل ہے

اب ترے ہاتھہ مین مرا دل ہے
دیکھہ لے آئینہ مقابل ہے

یون تو لاکھون حسین ہین لیکن
حُسن مین ایک تو ہی کامل ہے

ہوئے مجھسے حسابِ جور و وفا
کون باقی ہے کون فاضل ہے

مینھہ برستا ہے مے پلا ساقی
رحمتِ حق بھی ہم پہ نازل ہے

جامہ عمامہ کا ہے سب دہوکا
سمجھے عالم جسے وہ جاہل ہے

لا کو الا مین کیون ملایا شیخ
یہہ تو سب جھگڑا تیرا باطل ہے

کیا کرے گا وہ لیکے جنت کو
دل و جان سے جو تیرا واصل ہے

غیر سے کام کچھہ نہین مجھکو
عشق مین تیری ذات حاصل ہے

جسنے چاہا تجھے ہوا بیکار
کوئی دیوانہ کوئی بیدل ہے

وہ حقیقی ہے یہہ مجازی ہے
کہ خدا کا خدایگان ظل ہے

عابد اِتنے سفر کئے پر بھی
عشق مین آج پہلی منزل ہے

تم سے اک مطلب کی کہنی بات ہے
سُن لو پچتاؤ گے تھوڑی رات ہے

آپ کی تحریر بھی ہے نقشِ حُب
آپ کی ہر بات مین اِک بات ہے

دیکھنا اُس گیسو و رُخ کی بہار
راتمین دن ہے تو دنمین رات ہے

کوئی ہمدم یار سے کوئی جُدا
کوئی غمگین کوئی خوش اوقات ہے

بھیجتے ہین وہ مرے خط کا جواب
اس سے بہتر کیا کوئی سوغات ہے

خیر جو تم سنے دیا ہم سنے لیا
بوسہ دیکر سے کہتے ہو خیرات ہے

بازیٔ شطرنج ہے عارف کے ہاتھ
عاشقون کی عابدون پر بات ہے

مجھسے وہ بار بار ملتا ہے
مُضطرب کو قرار ملتا ہے

اُسکے ملنے کو دوستی ہے شرط
کہین غیرون سے یار ملتا ہے

یہہ مرے گلبدن کا ہے ارشاد
طالبِ گُل کو خار ملتا ہے

تیرے ملنے سے اے مرے محبوب
مجکو پروردگار ملتا ہے

جھوٹ ہی وعدہ وصل کا کرلے
یون ہی دل کو قرار ملتا ہے

انتقالِ مکان ہے اسکا نام
چھوڑ کر گھر مزار ملتا ہے

نحنُ اقرب سے نغمہ کو عابد
رگِ گردن کا تار ملتا ہے

میرے دل مین تو جان اور ہی ہے
اور تیرا گمان اور ہی ہے

اولیا سب بزرگ ہین لیکن
اپنے مرشد کی شان اور ہی ہے

تو نے حاجی حرم مین کیا دیکھا
اُس مکین کا مکان اور ہی ہے

میرے قاصد نے راہ ٹھیک نہ لی
اُسکے گھر کا نشان اور ہی ہے

پان کہاے ہین ہمنے اکثر سے
ہاتہہ کا تیرے پان اور ہی ہے

ناصحا بس کر اب نصیحت کو
بات اک میری مان اور ہی ہے

اہلِ دہلی کے ہے زبان مین لُطف
کہ وہان کی زبان اور ہی ہے

ہون زمانے مین لاکہہ اہلِ سخن
داغ کی آن بان اور ہی ہے

بہت افسانے سُن لیئے عابد
اپنے غم کا بیان اور ہی ہے

تم رہوگے کس مکان مین کونسا گہر چاہیئے
کعبہ یا دل یا کلیسا یا کہ مندر چاہیئے

حُسن آرا ہو نہین ہے عیب دل دیکہو مرا
دیکہنی شکل آیئنہ مین اپنی اکثر چاہیئے

تم کسی پردہ مین آؤ ہم اُسی دم تاڑلین
وضع ہان اچہی ہے پر اس سے بہی بہتر چاہیئے

دل کی قیمت کچہہ نہین جبتک حسین دلبر نہو
دل اگر پہلو مین ہو تو کوئی دلبر چاہیئے

ہجر مین زاہد کی خاطر ہوگئی گرمی حرام
وصل مین تو عاشقِ صادق کو ساغر چاہیئے

کیا غرض عیسیٰؑ سے مجکو یا ہوس موسیٰؑ کی ہو
میری بخشش کیلئے میرا پیمبرؐ چاہیئے

اس غزل کی قدر جب ہوگی کہ اہلِ دل سُنین
اور فرمائین کہ عابد اس سے بہتر چاہیئے

یہ طلب میری نہین ہے اور بہتر چاہیئے
مرضیٔ والا جو ہو وہ بندہ پرور چاہیئے

مال و زر دے تو گدا کو مانگتا ہے مال و زر
چشم الطاف و محبت تیری ہم پر چاہیے

وصل کا پیغام دو یا ہجر مین کچھہ کام دو
شغل عاشق کیلیے کوئی مقرر چاہیے

نور سے کیا بحث ہم کو نار سے ہے کیا غرض
دل مین عاشق کے نرالا کوئی اخگر چاہیے

وعدۂ فردا پہ بھی انکار ہو تو کیا عجب
اُنسے دستاویز لکھوانی مقرر چاہیے

کیونکر اُسکے رُخ کو چھولون سانپ ہین وہ پاسبان
دفع کرنیکو مجرّب کوئی منتر چاہیے

کہتے ہین وہ عشق مین داد و ستد کا ہے مزہ
ایک بوسہ لو تو اک بوسہ برابر چاہیے

پارسائی ہو کہ رندی ہین سبب فعل عبث
جس سے تو راضی ہے وہ اپنا مقدر چاہیے

اُس لب شیرین کا مجھکو ایک ہی بوسہ ملا
آرزو یہ ہے کہ پھر قند مکرر چاہیے

مشکل آسان جلد کیجے یا علیؑ مشکلکشا
مہربانی آپ کی عابد پہ حیدر چاہیے

سمجھہ اے بیخبر جانا کہان ہے
کہان کا ہے سفر جانا کہان ہے

مرے پہلو مین کیون بیچین ہے تو
تجھے رشکِ قمر جانا کہان ہے

مقامِ عاشقی مین اے محبو
تمہین کہدو کہ مر جانا کہان ہے

نہین انکار ہے وعدہ سے اُنکو
وہ راضی ہین مگر جانا کہان ہے

نہ ہوتا ایک ہی مرنے سے ناخوش
خبر ہوتی اگر جانا کہان ہے

چلا عابد حرم ہند و بنارس
یہہ جاتے ہن کدہر جانا کہان ہے

گو مرے گہر مین مرا آئینہ رو آتا ہے
سخت حیرت ہے کہ ساتہہ اُسکے عدو آتا ہے

بیدہڑک محفل جانان مین چلا جاؤن گا
توبہ توبہ مجہے کب خوف عدو آتا ہے

یہ ہمارا دل شیدا تو نہ ہوا اے دلبر
کرکے تعویذ جو تو زیب گلو آتا ہے

جب سے نظارہ ہوا نرگس فتان کا تری
جام آتا ہے مجہے خوش نہ سبو آتا ہے

دم بخود ہون تہی الفت مین کچہہ ایسا ظالم
ہاے آتی ہے مرے لب پہ نہ ہو آتا ہے

اتنی جلدی نہ پڑہو میرے جنازے کی نماز
ٹہرو ٹہرو وہ ابہی کرکے وضو آتا ہے

یہی رونا ہے تو پہر دل کی مرے خیر نہین
اشک کیسا تہہ اب آنکہونسے لہو آتا ہے

دلکو بہلاتا ہون یون دیکے تسلی شب ہجر
کوئی دم جاتا ہے وہ آئینہ رو آتا ہے

شیخ کے منہہ سے برستی ہے جو مستی ایسی
کیا مئے ناب سے یہ کرکے وضو آتا ہے

کچہہ عجب حال ہے اے عابد مضطر تیرا
آج کس بزم سے اُٹہا ہوا تو آتا ہے

ملگئی آپ کے باعث ہمین دولت دلکی
اسمین رہتا ہے خدا بڑہ گئی وسعت دلکی

ساکن فرش ہے کرتا ہے مگر عرش کی سیر
آزمائی ہے بہت جرات قدرت دلکی

دل سمجھتا ہے جہان جسکو وہ ہے مضغۂ گوشت
اس سے کیا کام ہو جب ایسی ہو صورت دلکی

آنے جانیکو نفس کے نہ سمجھنا بیکار
یہہ کسی کام کو جاری ہے سفارت دلکی

دوست تو دوست ہے دشمن کو بھی اپنا جانے
ایسا دل چاہئے ایسی ہو مروّت دل کی

اب یہہ بتخانہ بنا پہلے خدا کا گھر تھا
کیا کرے کوئی بدل جاے جو حالت دلکی

مین مراقب جو ہوا آئی ندا آخرِ شب
ایسے ہی وقت تو کھلتی ہے حقیقت دلکی

ناصحا خوب بکے حالتِ دل کیا معلوم
ہو جو معلوم تو کہئے میرے حضرت دلکی

کوئی حاجت نہین اسواسطے ہے استغنا
نہین معلوم تجھے اب بھی امارت دلکی

لاکھہ ہین تجھسے سوا اور حسین دنیا مین
کیا کرون اُنپہ نہین تجھپہ ہے رغبت دلکی

نہ تو زاہد سے ہے کچھہ کام نہ عابد سے غرض
وقتِ آخر مجھے کافی ہے وصیت دل کی

عرشِ اعظم سے بھی بڑھکر ہوئی رفعت دلکی
اللہ اللہ یہہ قسمت ہے یہہ عظمت دلکی

جذبۂ شوق سے وہ آئے ہین میرے گھر مین
مجھکو معلوم ہوئی ہے یہہ کرامت دلکی

کیفیت مے کی دکھاتی ہے اُسی کی صورت
ملتی ہے جام مین بھی خوب شباہت دلکی

اپنے عاشق پہ جفا کھیل یہ تیرا ٹھہرا
تجھپہ الزام نہین ہے یہہ شرارت دلکی

جان سے مال سے حاضر ہے ترے دم کیلئے
آزماتا ہے تو کیا میری سخاوت دلکی

کیون کرین میرے لیے حضرت ناصح تکلیف
گوش ادراک سے سنتا ہون نصیحت دلکی

یہہ رقم بیش بہا ہے فقط اُنکے نزدیک
دلربا کرتے ہین عزت وقعت دلکی

دل مرا تیرے لیے مجھسے ہی لڑتا ہے مدام
یہی تکرار ہے ہردم یہی حجت دلکی

کیون ڈراتا ہے خفا ہوتا ہے تقصیر ہے کیا
ہمین مجبور ہو مین تجھپہ ہے چاہت دلکی

دلسے راضی ہے تو ظاہر مین ہوا مجھسے خفا
تیرے چہرے سے نمودار ہے فرحت دلکی

اعتراض اُسنے کیا مول جو مانگا مین نے
جان دیکے تو مجھے لیتا ہے قیمت دلکی

عشق نے گھر سے نکالا ہے مین جنگل کو چلا
مجھکو مجنون سے ملائیگی یہہ وحشت دلکی

حق یہین ہے جو ذرا دل کی طرف غور کرو
ابھی کھلجائے تمھین خوب حقیقت دلکی

میرے آگے نہ کرو واعظو دوزخ کا بیان
ایسی تسکین کرو جاے جو وحشت دلکی

دل کا مقصد نہ بر آئیگا کسی سے ہرگز
وہ نکالے تو نکلجائیگی حسرت دلکی

اسی انکار سے اقبال کی بو آتی ہے
کیسا پہچانتے ہین کہتے ہین صولت دلکی

لو پھر آتا ہے وہ غارت گر دین اے عابد
اب خبر رکھیئے بدل جائے نہ نیت دل کی

جلد بلوا جو بلانا ہو بلانے والے
بزم عالم مین ہزارون ہین ستانیوالے

شمع کہتی ہے کہ پروانہ سے دیکھون ہمت
اے مرے پیارے پر و بال جلانیوالے

دُرِ نایاب ٹپکتے ہین مری آنکہو نسے
ہار لے موتی کا اے آنکہہ لڑانیوالے

تو مقابل ہو شفق تیرا یہ رُتبہ ہے کہان
سُرخ رو ہین وہ مرے پان چبانیوالے

آج کیا قحط ہے کیون دیر ہے آنی ساقی
اپنے ہاتونسے مجہے روز پلانیوالے

کعبۂ دل تو ہے مضبوط بنا مدت سے
کوئی بتخانہ بہی بنجائے بنانیوالے

ہجر کے خوانمین ہے وصل کی نعمت کا مزہ
آپ ہین رنج مین شادی کے دکہانیوالے

دل تو لاکہون کے چراتا ہے بہلا ہم ہی ہین
آنکہہ سے آنکہہ ملا آنکہہ ملانیوالے

آپ ہنستا ہے مرے حال پہ تو ساری رات
شمع سان مجہکو رُلاتا ہے رُلانیوالے

ہم کو کیا پوچہتا ہے کون ہے یہہ کون ہے یہہ
سُن لے ہم ہین تجہے پہلو مین سلانیوالے

اُس کی تعریف کرین رنج ہمین دین عابد
رہین سر سبز مرے دل کے جلانیوالے

تیرے انداز وہ ہین مجہکو بلانیوالے
بیخ و بنیاد کو عاشق کی مٹانیوالے

ملتفت گر تہو معشوق مجازی تو خیر
کیا نہین ہین دلِ عاشق مین منانیوالے

منتظر تیری طلب کا رہون آخر کبتک
دیر سے بیٹہا ہون مشتاق گہر آنیوالے

کیا کمی ہے تری درگاہ مین اے ربِّ کریم
دینے والے مجہے اور رونسے دلانیوالے

دَیر ویران کئے مسجدین خالی کردین
تیرے پہلو مین ہین پہلو کے بسانیوالے

میری سُنتا نہین سُنتا ہے تو ہوتا ہے خفا | اپنا ہی حال سُنا خیر سُنانیوالے

کیجیے گا ہمین پامال پسِ مرُدن بہی | خاک اُمید ہے مٹی مین ملانیوالے

وہ تو ہر جا ہے دعا دل سے تو کرائے عابد
ہاتہہ کیون خالی اُٹھاتا ہے اُٹھانیوالے

جہان مین مجہسا بُرا نہین ہے | نہین ہے اے کبریا نہین ہے

مین چاہتا ہون تجہے ستمگر | کچہہ اور منشا مرا نہین ہے

ملکے دل کو وہ کہہ رہے ہین | یہہ تیری پوری سزا نہین ہے

فدا ہے کیون اُسپہ اِک خدائی | یہہ مین نے مانا خدا نہین ہے

وہ دیکہکر داغِ دل یہ بولے | چمن کچہہ ایسا ہرا نہین ہے

مین دلسے شیدا ہون تجہپہ ظالم | تو مجہپہ کیون مبتلا نہین ہے

مین دیکہتا ہون جو غور کرکے | جہان مین مجہسا بُرا نہین ہے

تمہین یہہ کہدو ہمارا آنا | تمہارے گہر مین بجا نہین ہے

جو درہم داغ ہے جگر مین | پرکہہ تو لو کیا کہرا نہین ہے

کسی کی اُلفت مین دل ہمارا
قسم ہے عابد بہرا نہین ہے

وه روٹهه ہی گئے ہین تو جا کر منائینگے
دکهه درد تو نسے هم اپنا سنائینگے

مشتاقِ وصل چهوڑکے یه در نه جائینگے
مقصد همارے آپ ہی سے سب بر آئینگے

مرجائینگے تو جائین گے زنده نه جائینگے
اس در سے اٹهکے اور کہان گهر بنائینگے

عاشق سے کیسا پرده چهپیگا نه رازِ دل
مین تاڑ جاؤنگا وه جب آنکهین ملائینگے

بیمار تیرے نرگسِ بیمار کے یون ہی
مرمرکے دردِ عشق کی لذت اٹهائینگے

دل خانهٔ خدا هے بسو چین سے یہان
ایسے مکانمین تم کو مکین هم بنائینگے

رنجیده کیون پهرا هے تو قاصد جو هو سو کهه
انکو غرض هے آئینگے ورنه نه آئینگے

عابد هون پر خلاف عبادت هین فعل سب
جسکا هون امتی وهی جنت دلائین گے

دکهایا صبح کو منهه پان کها کے
هوئی جب شام تو مستی لگا کے

کیا دیوانه تو نے دل مین آکے
کہون یهه بات اب مین کس سے جا کے

کہے جاتا هے تو اپنی ہی هر وقت
ذرا میری بهی سن بندے خدا کے

زبان سچی هے کس کی کون جهوٹا
مجهی سے کہتے هو مطلب سنا کے

یہان آنے مین هے کچهه ننگ کچهه عار
وه ملتا هے تو گهر اپنے بلا کے

اشاروں سے ادا کرتا هے مطلب
عجب غمزے هین میرے دلربا کے

طبیعت صاف ہے غصہ نہین ہے
برا کہتا بہی ہے تو مسکرا کے
مرا ہی نامہ کیا مجہکو ملا ہے
دیا کیا جلد خط قاصد نے آ کے
ترا کیا کام تہا رندون مین ناصح
سلامت اب کہان جاتا ہے آ کے
یہہ عابد دوستی کا اسکے ہے پہل
ملا ہے داغ ہی تو دل جلا کے

کوئی کافر کوئی مومن کے لئے
گہر بنا ہے تو نے کن کن کے لئے
ایک ہی ہو جائین بس مین اور تو
غیر ممکن کب ہے ممکن کے لئے
وحدت و کثرت کا جہگڑا ہے بڑا
مین ملا ہون اسمین ضامن کے لئے
ہو جو غائب اسکو حاضر دیکہ لین
فرض ہے یہہ اہل باطن کے لئے
غیر کے سایہ سے یا رب تو بچا
وہ پری موزون نہین جن کے لئے
خوش رہین سلطان عثمان علی
مانگتے ہین ہم دعا ان کے لئے
کر جوانی مین نہ عابد ترک مے
مقتضی ہے یہہ اسی سن کے لئے

اسکے بوسے ہم نے تن تن کے لئے
کچہہ تو بیبا کی ہوا اس فن کے لئے
صاف کب ہوتا ہے دیکہا چاہئے
کیا کرین ہم ہائے بدظن کے لئے

دور ہین وصلِ بُتِ خود کام سے
مرکے بھی اٹھّون نہ اِس دہلیز سے
وہ جتاتے ہین جو پلّون اپنا عشق
جامۂ عریان ہے کافی اے جنون

ہم نے بچپنے کے لئے منکے لئے
دے جگہ تھوڑیسی مدفن کے لئے
کہدین قیمت کیا ہے فی منکے لئے
زیبِ عاشق ہے یہی تن کے لئے

آج عابد کوچۂ دلدار مین
ہم جگھے دیکھین گے مدفن کے لئے

خلاف کہنے مین ہے کیا مزا کہو تو سہی
وفا شعار ہون یا بیوفا کہو تو سہی
مسیح جانین گے تم کو اگر شفا ہو گی
مین ایسے وسیون کا عاشق نہین قسم لیلو
تمہین جو چاہا خطاوار ہو گیا بیشک
پلاکے مے مجھ سے ہنئین یون وہ کہتے ہین
جو دلمین دیتے ہو تم بد دعا نہین پروا
وہ مے کا جام دکھا کر مجھے یہ کہتے ہین
بیان عیش بھی ہان نصفِ عیش ہے عابد

وہ قول مجھسے جو تھا کیا ہوا کہو تو سہی
بھلا ہون یا مین برا تم ذرا کہو تو سہی
ہمارے درد کی ہے کیا دوا کہو تو سہی
ہے تمسا اور کوئی دوسرا کہو تو سہی
مرے یہ جرم کی کیا ہے سزا کہو تو سہی
یہ روزہ کیون ہے قضا آپکا کہو تو سہی
زبانسے میرے لئے کچھ دعا کہو تو سہی
بنے ہو کب سے یہ تم پارسا کہو تو سہی
شبِ وصال کا کچھ ماجرا کہو تو سہی

غیر کرتے ہین ترے پاس شکایت میری
انکو یہ ڈر ہے کہ بڑھ جاے نہ عزت میری

آرزو دلکی یہی اور ہے حسرت میری
اُسکے کوچہ مین الٰہی بنے تربت میری

یہ حقیقت ہے حقیقت مین حقیقت میری
نہ یہ گھر میرا نہ زر میرا نہ صورت میری

خودنمائی مین ہے مشغول ہر اک فردِ بشر
کون سُنتا ہے زمانہ مین نصیحت میری

اے طبیبو نہ کرو فکرِ دوا میرے لئے
اب سنبھلتی ہے کہین بگڑی طبیعت میری

اپنے مطلب کی کہا کرتا ہے ہر کوئی وہان
ذکر میرا نہین آتا کبھی قسمت میری

بتکدہ کو مین چلا چھوڑ کے راہِ کعبہ
اب خدا جانے یہ کیون بدلی ہے نیّت میری

نام لیلےٰ کا کہان ہوگیا مجنون ماضی
ذکر ہر جا پہ ہے تیرا تو حکایت میری

کفر و اسلام بد و نیک شب و روز ہین ایک
ایسی دنیا مین نہین جیسی ہے غفلت میری

تو بڑی بات سمجھتا ہے اسے اے عابد
مُنحصر شہ کی توجہ پہ ہے نوبت میری

مجھسے وہ پوچھتے ہین آج یہ حالت کیسی
باتون باتون مین بگڑتی ہے طبیعت کیسی

بات ہی تو نہین کرتے وہ کدورت کیسی
نام اُلفت سے وہ ڈرتے ہین محبّت کیسی

وصل سے شاد عدو ہم کو ہے دیدار حرام
ہم سے نفرت ہے تو غیرونسے محبت کیسی

ہمکو کیا حق ہے وہ بخشے کہ نہ بخشے ہمکو
ہم ہین مجبور وہ مختار ہے حسرت کیسی

آج کل دہر مین ہے اوج پہ حرمت کا عروج
جانتا ہی نہین کوئی کہ ہے حلت کیسی

ترے مہجور ترے ہجر مین یہ کہتے ہین
یہ قیامت جو نہین اور قیامت کیسی

تم تو آتے ہی یہ کہتے ہو کہ ہم جاتے ہین
بیٹھ بھی جاؤ مری جان یہ عجلت کیسی

امتیاز اب نرہا تیری محبت مین مجھے
نام عزت کا ہے کیا اور ہے ذلت کیسی

آج کچھہ نشہ کیا حضرت واعظ نے ضرور
ورنہ پھر انکی زبان مین ہے یہ لکنت کیسی

غیر کیا کچھہ نہ کیا اسکو برا کچھہ نہ کہا
مجھسے ہی کرتے ہو تم میری شکایت کیسی

آج میخانہ مین کیسے نکل آئے عابد
آپ اور آپکو میخوارون کی صحبت کیسی

ان کو دل کی خبر نہ ہوجاے
کہین غصہ ادہر نہ ہوجائے

یہی ہوگا سکوت کا باعث
باتون باتونمین شر نہ ہوجائے

صرف ہوتا ہے وان سہاگ کا عطر
پیسے تولہ اگر نہ ہوجاے

گہورتے ہین وہ عاشقون کیطرف
تیر انکی نظر نہ ہوجائے

نہین دیتے وہ اسلئے تصویر
عشق کا کچھہ اثر نہ ہوجائے

نقشہ بے مثل حسن ہے یکتا
حور وہ سیمبر نہ ہوجائے

رہنے دے مشت خاک عاشق کی
اے صبا دربدر نہ ہوجاے

گھر یہ اللہ کا ہے اے عابد
کہیں مسجد ہی گھر نہ ہوجائے

آج بدقسمتی مری جان مرے گھر آئے
یہ تو کہیے کہ کدھر راہ بھٹک کر آئے

یون تو دریا مری آنکھون سے بہا فرقت مین
دیکھنے کب وہ کسی روز سمندر آئے

وائے قسمت جو لکھی مین نے ثنائے ابرو
ذبح کرنے وہ مجھے کھینچکے خنجر آئے

تھے سراپا وہ پریشان ہی کرنیوالے
جو تصور دلِ بیتاب کے اندر آئے

آج پہلو مین خلش ہے نہ تپش ہے یارب
ہم کہان چھوڑ کے اپنا دلِ مضطر آئے

مجھسے جب ملتے ہین تو میری تسلی کیلئے
کہتے ہین وہ بخدا یاد تم اکثر آئے

امتحان لیکے وفادار مجھے کہتے ہین
شکر کی جا ہے کہ مدت مین وہ رہ پر آئے

جذبۂ شوق مین جس شے پہ نظر میری پڑی
بخدا آپ نظر مجھکو برابر آئے

کہتے ہین حضرتِ ناصح نہ کرو عشقِ بتان
واہ میرے لئے کیا خوب یہ رہبر آئے

عابدِ عارفِ باللہ بصد صولت و جاہ
ہوکے دریائے حقیقت کے شناور آئے

حسرت نئی نئی ہے تو ارمان نئے نئے
کرتا ہون روز وصل کے سامان نئے نئے

جھوٹی قسم کو آپکی پہچانتا ہون مین
کس کام کے ہین وعدہ و پیمان نئے نئے

باتین نئی ہین آپ کی ہوگا یہی سبب
آتے ہین انجمن مین جوانسان نئے نئے

منظور تم کو ہے ہین نہ آؤن تمہارے پاس
اسواسطے بدلتے ہو دربان نئے نئے

ظاہر ہے پردہ اور ہے چلمن سے تاک جھانک
دیکھے تمہارے غمزے پہچان نئے نئے

عارض کا بوسہ ایک دو اور لب کا دوسرا
ہوجائین مجھپہ آپکے احسان نئے نئے

لیلے کی راہ پوچھہ تو مجنون سے عاشقو
دیکھے ہین اُسنے پھر کے بیابان نئے نئے

وہ پوچھتے ہین وصل کی شب مجھسے کیا کہون
کیا کیا گمان تھے شب ہجران نئے نئے

یہ باتین راز کی مرے سمجھینگے اہل دل
کیا جانتے ہین انکو سخندان نئے نئے

عابد یہ عشق یار مین کیا ہو گیا تجھے
کرتا ہے چاک روز گریبان نئے نئے

عشق مین بدلے ہین اطوار یہ دیوانے کے
دشمن اپنے کے تو ہم دوست ہین بیگانے کے

آنے جانے سے ترے کچھہ نہین قاصد مطلب
کاش سامان کرین خود وہ یہان آنیکے

دوستی مین نے جتائی تو کہا غصہ سے
تو خطاوار ہے قابل ہے سزا پانیکے

اتنا کیون بھولے ہمین یہہ ہی ہماری قسمت
اے مسبب ہون سبب ہم انہین یاد آنیکے

ایک بات ایسی کہی مینے وہ ہنسکر بولے
ڈھنگ اچھے ہین سمجھہ والونکے سمجھانیکے

کیا یہ جائینگی جوانی کی امنگین بیکار
نہ یہ دن ہین نہ یہ سن ہین ترے ترسانیکے

ذکر جبتک وہ مرا اُس مین اُنہین چین نہین
انکی محفل مین ہین چرچے مرے افسانیکے

عابد و خلد مبارک ہو تمہین سے تم
ہم تو ساکن ہین ہمیشہ ہی سے ویرانے کے

ایک مدت سے ہین مشتاق وہ گھر جا نیکے
منتظر ہین جو ترے ذکر مین مر جانیکے

وعدۂ وصل کا کس طرح یقین ہو ہم کو
تم تو عادی ہو ہمیشہ سے مکر جانیکے

دل مرا صاف حرم پاک ہے کاشی بھی قریب
صاف کہدیجے ارادے ہین کدہر جانیکے

حالتِ خوف بہی ہے قاتلِ جانِ عاشق
دل و جان سے مین تصدق ترے ڈر جانیکے

زندگی اپنی اسی حال مین گذری عابد
زندہ جب تک تہے رہے خوف مین مرجانیکے

گھڑی ساعت ہے اب میری شفا کی
مسیحا بن کے قاتل نے دوا کی

ادا مین طرز ہے پنہان قضا کی
عجب حالت ہے یان خوف و رجا کی

کہین بُت بنگئے بُت گر کہین ہو
خبر رکہتے ہین ہم ہی جا بجا کی

پڑی جب آنکہہ میری تو وہ بولے
یہہ گستاخی تو دیکھو بے حیا کی

اُسی کے نور سے ہے ماہ روشن
ضیا چمکی ہے اِسمین مہ لقا کی

قیامت ہین تری ترچھی نگاہین
جدہر دیکھا ادہر شورش بپا کی

نہ تو زاہد نہ تو عالم ہے عامل — فقط باتین ہین سب تیری ریا کی
معافی حق کے حق کی حق کرے گا — ہو علت دور کیونکر ارتشا کی

سنون عابد کی بہی ہین رند کی بہی
کہین سب اپنے اپنے مدعا کی

مجھے اُمید تہی جس سے وفا کی — اُسی ظالم نے پہر مجھسے دغا کی
مرے دل مین ہے قدرت کبریا کی — مرے دلمین ہے صورت مصطفےٰ کی
کوئی باعث ہی مجھسے روٹھنے کا — خطا کچھہ تو کہو مجھہ بے خطا کی
غضب مین جان آئی دل لگا کر — گھڑی کب آیگی یارب قضا کی
مری اُن کی ہیں باتین دل ہی دل مین — خبر ہے آشنا کو آشنا کی
ہزارون مُبتلا ہین شیفتہ ہین — عجب بانکی ادا ہے دلربا کی

تری فرقت مین ہے بیچین عابد
قسم کہا کر وہ کہتا ہے خدا کی

جو بات ہے فضول ہے اس خم فروش کی — واعظ سے کچھہ نہ پوچھئے جوش و خروش کی
آتا ہے کسکی بزم سے ظالم اٹھا ہوا — طرز روش ہے آج تری بادہ نوش کی
اے محتسب خطا نہین اسمین ذرا مری — اُسنے پلائی ہات سے تو مین نے نوش کی

بیہوشیوں سے کام ہے مستی سے ہے غرض
کیفیتین ہین بادۂ وحدت کے جوش کی

مجکو نزولِ رحمتِ باری کی ہے اُمید
حاجت ہے میری قبر پہ کیا قبر پوش کی

لے نقدِ ہوش ہوش ربادے مجھے شراب
منت مین کر رہا ہون یہی میفروش کی

عابد ہون یا کہ رند ہون راضی رضا پہ ہون
ناصح کو کیا خبر ہے مرے عیب پوش کی

خود مینے بوسے خنجر جلاد کے لئے
اب منہ نہین رہا مرا فریاد کے لئے

قاصد سے ہمکو کام نہ خط و پیام سے
یہہ دم کا آنا جانا ہے بس یاد کے لئے

دل میرا خود بخود ہے گرفتار دامِ حسن
حاجت نہین ہے دام کی صیاد کیلئے

کچھہ ہمت و نیت وصل کے وعدہ پہ کیجیے
مین منتظر ہون آپکے ارشاد کے لئے

زیور لباس زینت و آرایش اے صنم
ہے کیا ضرور حسن خداداد کے لئے

پوچھو نہ مجھسے کوئی مری بیخودی کا حال
دیتا ہون جان اِک ستم ایجاد کے لئے

کی ہے دعا جو مینے اُسکا ہے سب اثر
تجویز شاہ کی جو ہوئی شاد کے لئے

عابد سے مین نے سیکھے ہین اُلفت کے سب طریق
شاگرد بھی رشید ہوا اوستاد کے لئے

عاشقون کو عشق مین کیا چاہئیے
لوٹنا رونا تڑپنا چاہئیے

یار روٹھا ہے منایا چاہئے
خانۂ دل مین بٹھانا چاہیے

دل نہ دنیا سے لگانا چاہیئے
دہرِ فانی سے کنارا چاہیئے

غیر سے ملنا تم اپنا چھوڑدو
جو کہون مین یاد رکھنا چاہیئے

اُنکے دل کو بھی کہین دُ ہو کا نہ ہو
حضرتِ دل یون نہ رونا چاہیئے

ظاہر و باطن ہمارا ایک ہے
عشق مین دہوکا نہ دینا چاہیئے

لوحِ خاطر پر تسلّی کے لیئے
عکس اک اُس بت کا لینا چاہیئے

چاہیئے جنّت نہ فردوسِ برین
اُسکے کوچہ مین ٹھکانا چاہیئے

ہُو کا بندہ ہون خدا در کار ہے
قطرہ پانی کا ہون دریا چاہیئے

محفلِ رندان مین عابد چپ رہو
تم کو کچھہ منہہ سے نہ کہنا چاہیئے

لگا بیٹھا ہون لو اپنے صنم سے
مجھے کیا کام ہے دنیا کے غم سے

کسی دن بھی نہ پوچھا حال تو نے
محبت سے مروت سے کرم سے

ترا وصفِ کمر کرتا ہون دن رات
مجھے فرصت نہین ذکرِ عدم سے

خدا سے ڈر خدا کو مان اے شیخ
تجھے کیا فائدہ جھوٹی قسم سے

یہی تعظیم ہے عاشق کی افسوس
جو ٹھکراتے ہو سر میرا قدم سے

مین لکھنی چاہتا ہون بات کچھہ اور ۔ ادا ہوتی ہے کچھہ میرے قلم سے
جو خوگر ہین ترے ظلم و ستم کے ۔ نہ دیکھیگا کسی کو بڑکے ہم سے
بہر صورت رہے مجھپر ترا لطف ۔ نہین مطلب مجھے کچھہ بیش و کم سے
تہ و بالا زمانہ ہوگیا ہے ۔ اُٹھا تو ہات اب ظلم و ستم سے
مین فدوی ہون شہِ آصف کا بیشک ۔ مجھے کیا کام ہے دارا و جم سے

جمالِ یار کی توصیف عابد
کرین ہم کیا نہ پوچھین آپ ہم سے

مرے دلمین ہے مین پوچھون انھین سے ۔ ملوگے کب کہو تم اس حزین سے
غرض ہے کس کو فردوسِ برین سے ۔ اُمیدین خواہشین سب ہین تمہین سے
پسا جاتا ہے در پردہ مرا دل ۔ لڑی ہے آنکھہ اک پردہ نشین سے
کھڑے ہین بام پر وہ بے تکلف ۔ مین انکو دیکھتا ہون دور ہین سے
یہ کہنا اُس سے جو تجھکو نہ جانے ۔ یہ باتین ناصحِ نادان ہین سے
ترے انکار مین ہے طرزِ اقرار ۔ نہین ہے مجھکو اندیشہ نہین سے
خیالِ یار مین کیون بدگمان ہو ۔ ملین جاکر کہین اہلِ یقین سے
محلے مین اسی کے گھر بنائین ۔ یہی بہتر ہے سب روے زمین سے

بنایا خوبصورت زشت خو کو گلا مجکو ہے صورت آفرین سے
حرم خالی ہے بالکل دیر ویران نکالو ڈھونڈکر اُس کو کہین سے

بنا عابد سے عاشق اللہ اللہ
رہا اب کام کیا دنیا و دین سے

کہون کیا حال مین اُس بدگمانسے ادا ہوتا نہین میری زبان سے
بگڑ کر کیون چلے میرے مکانسے قصور ایسا ہوا کیا میزبان سے
بیان کر دون اگر دل کی زبانسے ابھی واقف ہون سب رازِ نہان سے
بڑے بیرحم ہو سفاک ہو تم ہوا معلوم مجکو امتحان سے
تری ہی ذات ہے دونون جہانمین ہوا ثابت مجھے تیرے بیان سے
یکایک غیر کا آنا ترے ساتھہ یہ کیا کچھہ کم ہے مرگِ ناگہان سے
یہان آؤ تو مانونگا مین احسان وہان کیون جا کے الجھون پاسبان سے
مجھے ہے تیری یکتائی کا دعویٰ ترا ثانی کرون پیدا کہان سے
دعا دیجے ولی نعمت کو اُستاد ملی ہے آپکو جاگیر یان سے

قرار اسکو ثبات اس کو نہین ہے
نہ دل عابد لگانا اِس جہان سے

تری رحمت کا جسدم ابر برسے　　تو پھر کیونکر کوئی پانی کو ترسے

دُرِ نایاب تھا اِک ایک آنسو　　گرے جب اشک میری چشم ترسے

وہ تو مژدہ سُنا قاصد سبہی مجہے آج　　کہ ہو دل کو تسلی جس خبر سے

آلہی خیر وہ کیون دیکھتے ہین　　غضب سے قہر سے ٹیڑہی نظر سے

ہے اصل و نقل کا ثالث ثنی　　عبارت دوسری لاؤن کدہر سے

عجب کچھہ شوق ہے کوے صنم کا　　کہ مین رہتا ہون آگے راہبر سے

ملے ہین داغِ دل داغِ جگر دو　　ثمر مجھکو محبت کے شجر سے

ہوے یانتک ہم اُسکے عشق مین گُم　　ہوے ہین بیخبر اپنی خبر سے

مقدّر جب بگڑتا ہے تو منعم　　نہ نکلے کام کچھہ بہی سیم و زر سے

شبِ فرقت لگی رہتی ہین آنکھین　　کبہی چہت سے کبہی دیوار و در سے

لیا جب نقد دل جب وصل ٹھہرا　　تجھے ہے شوق ظالم سیم و زر سے

ذرا دیکھو تو حالت عاشقون کی　　ذرا نکلو تو باہر اپنے گھر سے

وہ خود آتے ہین میرے گھر مین ہر روز　　نہین مطلب مجھے اب نامہ بر سے

نہ واعظ اب ڈرا مجکو مرا دل　　مُبرّا ہو چکا خوف و خطر سے

اگر آجاے میخانہ مین واعظ　　اُتارین رند عمامہ کو سر سے

اثر عابد اب اُسکے دل پہ ہوگا
لکھا ہے حالِ دل خونِ جگر سے

آنے لگے وہ گھر ہین ہمارے کئی دنسے
کس روز ٹھہرتی ہے ملاقات کی ٹہہین

اسلام سے منہہ پہیر کے ہم عشق بتان مین
حالت یہ مری فرقتِ جانان مین ہوئی ہے

اب دشتِ جنون کا ہین بنا وحشی کامل
پریان تو کدہر حور تو ہوجائے مقابل

عشاق کے سرکاٹ کے میدان مین شب و روز
وان غیر کے سر مین وہ کیا کرتے ہین کنگہی

اے دیدہ گریان تو ہین سیر دکہا دے

پہیرا ہے جو یہ ہین اپنے ستارے کئی دنسے
سوتے تو ہین اب اُلٹے ستارے کئی دنسے

کعبہ سے ہین کاشی کو سدہارے کئی دنسے
راتون کو گنا کرتا ہون تارے کئی دنسے

مانوس جو ہین مجہسے پکارے کئی دنسے
رہتے ہین وہ اپنے کو سنوارے کئی دنسے

وہ کہیلتے ہین گیند ہزارے کئی دنسے
یان چلتے ہین سر پر مرے آرے کئی دنسے

جاتے ہین وہ دریا کے کنارے کئی دنسے

عابد کو نہ اب حور کی خواہش نہ پری کی
دیکہے ہین جو انداز تمہارے کئی دنسے

لگایا جس سے دل ہمنے ہوا وہ بیوفا ہمسے
سکندر آئینہ گر تہا مرا دل خود ہے آئینہ

گہلے جاتے ہین ہم آٹہون پہر یارب اسی غم سے
یہی آئینہ صورت آشنا ہے سارے عالم سے

یہ بہت اچھی نہین ظالم نہ جا محفل سے تو اٹھکر
اشاروں نسے ترے ظرف حرم حاصل ہو کیونکر

منور ہے یہ سب کچھہ بزم عشرت اک ترے دم سے
خم ابرو ترا ہم رتبہ ہے محراب کے خم سے

یہہ زخمی ہے کسی تیغ ادا کا تو نہین واقف
غضب انگیز آنکھونسے نہ دیکھو تم مری جانب

یہہ زخم دل نہ اچھا ہوگا اے جراح مرہم سے
نگاہ چشم خشم آلود ہرگز کم نہین سم سے

کسی کی یاد ہے رونا ہے عابد راتدن مجھکو
دکھائی کچھہ نہین دیتا ہے اب تو چشم پرنم سے

کیا مدہوش مجکو تو نے ساقی ایک ساغر سے
زمانہسے نہ شکوہ ہے نہ گردون سے شکایت ہے
رہونگا آپ مین مسکن بنا کر کوے جانان مین
یہان ہم دیکھتے ہین اپنے دلمین جلوہ جانان

کرونگا کل مین کوثر پر تری تعریف داور سے
اگر کچھہ ہے تو ہے مجکو گلہ اپنے مقدر سے
نہ قاصد کی خوشامد ہے نہ مطلب ہے کبوتر سے
وہان بس باز آئے وعدہ دیدار محشر سے

یہہ گھر بیٹھے ہی جھگڑا عبد و رب کا کر رہا ہے کیون
نکلکر دیکھہ تو عابد کہین باہر ذرا گھر سے

مارڈالو ابروے خمدار سے
یاد ہے یہ کس مژہ کی راتدن
جان نثارون کی نہین ہے قدر کچھہ

کیون ڈراتے ہو ہمین تلوار سے
چبھہ رہے ہین میرے دلمین خار سے
ہے محبت آپکو اغیار سے

چال تیری حشر سے کچھہ کم نہین — فتنے اُٹھتے ہین تری رفتار سے

اِک بُتِ کافر پہ ہین جب سے فدا — عشق ہم کو ہوگیا زنّار سے

عابد اب ایسا نہین محسن کوئی

مجکو ملوا دے جو میرے یار سے

دلِ نادان پہر اُس پہ آیا ہے — بار ہا جسکو آزمایا ہے

پہر غضب سے وہ مجکو دیکہتے ہین — وقت پہر امتحان کا آیا ہے

خون تُہکواوگے ہزارون سے — آج کیا تم نے پان کہایا ہے

کہے دیتی ہے نامہ بر کی خوشی — کچھہ وہان سے جواب لایا ہے

پاؤن پر اُنکے رکہدیا ہے سر — وصل مین اس طرح منایا ہے

کیون بگڑتے ہو بات بات پہ تم — غیر نے تم کو کیا سکہایا ہے

اپنے دشمن سے مین یہ کہتا ہون — تو یہہ قسمت کہان سے لایا ہے

تم کو دیکہا کرونگا آکے رہو — مرے دل کا یہی کرایا ہے

ہم مرین اُنپہ اور وہ غیرون پر — یہہ نیا ماجرا خدایا ہے

مجکو پروا نہین ہے کچھہ عابد

مرے سر پر خدا کا سایا ہے

حالِ دل اپنا کہون کیا مفتری کے سامنے
افترا کرتا ہے مجھپر ہر کسی کے سامنے

لے تو بیٹھا ہون سرِ بازار پر یہ فکر ہے
دلکی قیمت کیا کہون مین مشتری کے سامنے

باغ مین اُس غنچہ لب کی جب مجھے آئی ہے یاد
ہوگیا ہون دل گرفتہ ہر کلی کے سامنے

ہین حسینانِ جہان جو دلربا و دلستان
گرد ہو جاتے ہین تیری دلبری کے سامنے

دھیان بدنامی کا رہتا ہے نہ رسوائی کا کچھ
سوجھتی ہی کچھ نہین ہے دلگی کے سامنے

کیون مرا جاتا ہے عابد جا کے کر تو عرضِ حال
شاہِ آصف جاہ **عثمان علی** کے سامنے

فدا تم پہ ہین میری جان کیسے کیسے
حسین ماہرو دلستان کیسے کیسے

بھلا کیون نہ چاہین گے وہ دل سے ہم کو
دیے ہمنے ہی امتحان کیسے کیسے

وہی آج ویران مقتل پڑا ہے
تڑپتے تھے کل نیمجان کیسے کیسے

ترے زلف و گیسو کے دیوانہ بنکر
پڑے پھرتے ہین نوجوان کیسے کیسے

کبھی جان دینگے کبھی دل تجھے ہم
کہ تحفہ ہین یہ ارمغان کیسے کیسے

گذر کس طرح ہو مرا ہاے وان تک
ترے در پہ ہین پاسبان کیسے کیسے

کہون کس سے جوشِ جوانی مین عابد
ملین ہین مجھے دلستان کیسے کیسے

رسول اللہ کو ہم مظہرِ ذاتِ خدا سمجھے
بجا سمجھے بجا سمجھے بجا سمجھے بجا سمجھے

نہ سمجھے جہوٹ اسکو حق مین کہتا ہون قسم کہاکر
وہی سمجھے خدا کو جو کہ رازِ مصطفےٰ سمجھے

ابہی تو ابتدا ہی ابتدا ہے اپنی الفت کی
بہت خوش تہے کہ ہم سرِ خفی کو انتہا سمجھے

نہ کیونکر اسکے سایہ مین بہلا ہم پرورش پائین
کہ جب ہم شاہ آصف جاہ کو ظلِ خدا سمجھے

بجز حق کے نہ کر دنیا و دین کی جستجو ہرگز
وہی اچھے رہے عابد جو ان دونون کو لا سمجھے

کوئی مبتلا ہے ادا ہو رہا ہے
کوئی اسپہ دلسے فدا ہو رہا ہے

چھپایا تھا جو مدتون رازِ الفت
وہی ذکر اب برملا ہو رہا ہے

خطا کیا ہے میری بتاؤ تو صاحب
یہہ بیوجہہ کیون افترا ہو رہا ہے

کچھہ ایسا ہے کوچہ شہِ حسن تیرا
یہان بادشاہ گدا ہو رہا ہے

وہ ہون آج قسمت پہ مین اپنی نازان
وہ ناآشنا آشنا ہو رہا ہے

ہوا اسقدر بکوششِ فیضِ معین اب
مکدر دل اپنا صفا ہو رہا ہے

جِلا دل کو عابد کے صولت نے دی ہے
کہ صیقل جو یہہ آئینہ ہو رہا ہے

کوئی آپ پر مبتلا ہو رہا ہے
ذرا دیکھیے تو یہہ کیا ہو رہا ہے

یہہ بنیاد ہر دو جہان کا ہے مظہر
خدا خود یہان مصطفےٰ ہو رہا ہے

برہمن سے تو بہر بت لڑ نہ زاہد
یہ سب کچھہ ظہور خدا ہو رہا ہے

قیامت مین بہی وہ اُٹہاتے ہین فتنے
یہ محشر مین محشر بپا ہو رہا ہے

مرے دلمین ہے جو تصور بتون کا
یہ کعبہ بہی اب تبکدا ہو رہا ہے

وہ ہنستے ہین غیرونسے میرے ہی آگے
ستم آنکھون دیکہے بپا ہو رہا ہے

نہ ناصح کا طالب نہ عابد کی خواہش
سخن پر ترے اکتفا ہو رہا ہے

یونہین کبتک تری فرقت مین پریشان رہے
اپنے عاشق پہ کچھہ الطاف مریجان رہے

تن مین جبتک کہ مریجان مریجان رہے
مجکو ہر وقت تری دید کا ارمان رہے

کیا رہے دہر مین گر صورت انسان رہے
پر حقیقت مین یہہ حیوان کہیں ان رہے

یون یکایک جو فدا ہے دل نادان اُسپر
کچھہ مراد ہیان بہی تجہکو دل نادان رہے

یہہ نجانا کہ کوئی دلسے فدا ہے ہم پر
اپنے عاشق سے مریجان تم انجان رہے

اُسی انسان کی وقعت ہے جہان مین اکثر
جسکو عزت رہے اور آن رہے شان رہے

ہم کو اور آنکھہ اُٹہا کر کوئی دشمن دیکھے
اُسکی محفل مین ہم عزت سے بصد شان رہے

مصحف روئے نگارین کے تصور مین ترے
ہم بہی برسون ہی مگر حافظ قرآن رہے

نہی او رامر کو عابد نے نہ جانا صولت
ہم ازل سے بخدا تابعِ فرمان رہے

اِک بوسہ ہمین دیجئے رخسار کا اپنے
اِک پھول عطا کیجئے گلزار کا اپنے

مونس ہے مرا کوئی نہ غمخوار ہے کوئی
مین کس سے کہون حال دلِ زار کا اپنے

راحت اِسے گلشن مین نہ صحرا مین ہے چین
ہے ڈھنگ نرالا دلِ بیمار کا اپنے

یان روز گذرتی ہے قیامت سر دلپر
کیون وعدہ کیا حشر پہ دیدار کا اپنے

جس شئے پہ پڑی اپنی نظر دیکھ رہے ہین
جلوہ ہے ہر اِک رنگ مین دلدار کا اپنے

جو شخص وہی عکس نمودار یہان ہے
ثانی تو نہین پائینگے ہم یار کا اپنے

عابد یہہ کسی شوخ ستمگر پہ فدا ہے
کیا حال کہون مین دلِ بیمار کا اپنے

غنچۂ دل کہلا دیا کس نے
مجھکو خندان بنا دیا کس نے

جلوہ اپنا دکہا دیا کس نے
مجھکو شیدا بنا دیا کس نے

منہہ دکہا کر چھپا لیا کس نے
مجھکو بیخود بنا دیا کس نے

اُسکی محفل سے یک بیک مجھکو
فکر یہہ ہے اُٹھا دیا کس نے

ظالم و بیوفا ستمگر شوخ
تجھکو ایسا بنا دیا کس نے

ہے تمہاری تو یاد شام و سحر
تم کو دل سے بھلا دیا کس نے

ٹہوکرین مار کر سر مرقد
مجھکو عیسےٰ سے جلا دیا کس نے

یون جو مخمور و مست ہون دن رات
مجھکو ایسا پلا دیا کس نے

موہنہ پہ آنے کو شرم کرتے تھے
موہنہ سے موہنہ اب ملا دیا کس نے

مر گئے لاکھون قتل عام ہوا
اپنا ابرو ہلا دیا کس نے

مجھکو دیوانہ کر دیا ہنسے ہے
ایسا جلوا دکھا دیا کس نے

مجھ جفا کش کو اُس ستمگر سے
یہہ تعلق لگا دیا کس نے

گر نہین ہے وہ آئینہ رخسار
میرے دل کو جلا دیا کس نے

یون تو عاشق بہت ہین عابد خام
تجھکو پختہ بنا دیا کس نے

رہے شب مین صاحب کہان آتے آتے
مرے گھر مین تم مہمان آتے آتے

نہ آہین نکلتی ہین دل سے نہ نالے
کہان ہو گئے یہ نہان آتے آتے

گئے جانب غیر کترا کے رستہ
یہ کیا انکو سوجھی یہان آتے آتے

بھلا تہا وہ چھپکر ہی آنا تمہارا
کیا تم نے رسوا عیان آتے آتے

خبر تہی مرے گھر مین آنیکی اُنکے
گئے پھر کہان میہان آتے آتے

کہون کیا مین عابد کہ ہنگامِ وعدہ
رکی اُن کے ہونٹو نپہ ہان آتے آتے

پُر ہین شیشے شراب خانیکے
دن ہین یہ توبہ آزمانیکے

دَور مین میرے ذکرِ مجنون کیا
جہوٹے قصّے ہین اُس زمانیکے

طوفِ کعبہ کیا کرین زاہد
ہم ہین قربان اُس آستانیکے

مانگ کر بوسہ مین ہوا مجرم
آدمی آگئے ہین ٹہانیکے

تیر دل پر لگا کے اُسنے کہا
تم نہ تہے قایل اِس نشانیکے

چین ملتا ہے ہمکو اب دشوار
جو عادی ہوے ستانیکے

اُن کو ہم مانتے ہین اے عابد
آدمی سب جتنے ہین ٹہکانے کے

کیا اپنا سخن قطعۂ الماس نہین ہے
اے جوہری آنکہہ اُسکی ترے پاس نہین ہے

یہ جان چکے ہین کہ شفا اُس کو نہ ہوگی
ہم کو مرضِ دلکی دوا راس نہین ہے

گل سونگہے بہت ہم نے گلستانِ جہانکے
اُس غیرتِ گلزار کی بُو باس نہین ہے

سینے جو کیا منتخب اُس بُت کو جہان مین
ایمانکی یہ بات ہے وسواس نہین ہے

اے منعمِ زردار نکر چشمِ حقارت
دل سیر اغنی ہے اِسلئے فلاس نہین ہے

دل نے میرے قندیل سے ہے روشنی دیکھی
جلتا ہے یہان خونِ جگر گیاس نہین ہے

سُنتا ہون کہ وہ آئینگے کل بہرِ عیادت
دم بہر ہی تو جینے کی مجھے آس نہین ہے

مرنیکی خوشی ہے مجھے اے رشکِ مسیحا
پہولا ہے خوشی سے یہ دل آماس نہین ہے

یون لب جو مرے خشک ہین ہے عشق کی گرمی
پیاسا ہون ترا اور مجھے پیاس نہین ہے

عابد کو ہے امید ترے فضل و کرم کی
یہہ آس ہے بس اور کوئی آس نہین ہے

ہوے آشنا گنجِ اسرار کے
بنے یار ہر یار و اغیار کے

مزے ہین ہمین دشت و گلزار کے
کہین دوست گل کے کہین خار کے

مسلمان رخ زلف ہندو ہوئی
شب و روز ہین جلوے یہ یار کے

نہین خواہشِ خلد کچھہ واعظو
کہ ساکن ہین ہم کوچۂ یار کے

کیا کرتے تہے جنسے ہم تاک جہانک
وہ روزن ہوئے بند دیوار کے

کیا کس قدر تمنے افشاء راز
سزاوار عابد ہو تم دار کے

ہمین دیدار حال ہر گہڑی ہے
تری تصویر آنکھون مین کہڑی ہے

لڑی موتی کی نیلم مین جڑی ہے
تہِ دندان جو یہہ لب پر دہڑی ہے

اگر دامِ شکارِ دل نہین ہے
یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے
دکہاتے ہین وہ برہم ہو کے آنکہین
اجل گویا مرے سر پر کھڑی ہے
مرے رونے پہ وہ کہتے ہین ہنسکر
برسنی ایک ساون کی جھڑی ہے
مین بیزار اس جہانسے اِسلئے ہون
یہ دنیا کا تماشا اِک گھڑی ہے
مسخر کرلیا ہے جسکو دیکہا
ترا تعویذ جوگی کی جڑی ہے

دُرِ دندان کے عابد ہین جو اوصاف
ترا ہر شعر موتی کی لڑی ہے

مصروفِ غمزہ جو نگہِ فتنہ گر ہوئی
آمادہ کس کے قتل پہ تیری نظر ہوئی
جب شب کو بام پر وہ پری جلوہ گر ہوئی
شرم و حیا سے دور ضیا قمر ہوئی
جیسے جدا ہوا ہون مین تجہسے اِک شب
تیری ہی یاد مین مری اکثر سحر ہوئی
عاشق جگر برشتہ ہی خستہ دل ہی
کیون اُسکی نقل گھر مین ترے رات بھر ہوئی
اب فخر ہم کو ہو گا زمانے مین دیکہنا
اہلِ وفا کی قدر اُنہین بیشتر ہوئی
اچھی جگہ نکالی ہے پردے کی تاک کر
دل مین مرے وہ رشکِ پری جلوہ گر ہوئی
اب لوگ کون ہوتے ہین مقتول دیکہئے
تلوار میرے یار کی زیبِ کمر ہوئی
کسطرح تڑپتے ہین کیسے ہین داغ داغ
کچھہ عاشقون کے دل کی ہی تجھکو خبر ہوئی

روتا ہون تیرے ہجر مین اے شوخ مین مُدام
میرے لئے ہی تیری کبہی چشم تر ہوئی

دل لگے ہے پار اور کلیجا ہی چہد گیا
برچہی ہمارے حق مین تمہاری نظر ہوئی

ٹہوکر ہی تیری اُسکے نہین سر نوشت مین
میری جبین اگرچہ ترا سنگِ در ہوئی

مارا ہے سیکڑون کو تو بسمل کئے ہزار
تیری نگاہِ تیز ستمگر جدہر ہوئی

کسطرح وعدہ پر ہو ترے ہم کو اعتبار
اِک بات ہی کبہی نہ تری معتبر ہوئی

افسوس وان اثر نہ ہوا اُنکے دلمین کچہہ
یان رات میری آہ و فغان مین بسر ہوئی

عابد کو کہتے سُنتے زمانہ گذر گیا
تسکین قاصدو[illegible]ے نہ اُسکو مگر ہوئی

ہر لب پہ ہے گفتگو تمہار[illegible]
ہر دل مین ہے آرزو تمہاری

دندان ہین گہر کشیدہ ابرو
دونو نسے ہے آبرو تمہاری

گلزارِ جہان کے گُل ہین جتنے
ہر اک مین بسی ہے بو تمہاری

جو ڈہونڈے تمہین وہ آپ گم ہو
کیا خوب ہے جستجو تمہاری

یہہ ہو گئی ہر کسی کو مرغوب
عابد جو ہے نیکخو تمہاری

سُنا کرتے ہین ہم کہانی تمہاری
یہی یاد رہتی ہے جانی تمہاری

بڑی جوش پر ہے جوانی تمہاری
جو ہو وصل ہو مہربانی تمہاری

اگر داد ملجائے مجکو وفا کی
مری آبرو قدردانی تمہاری

ہزارون حسینون کو دیکھا ہے ہمنے
الگ سب سے ہے طرز جانی تمہاری

مجھے اپنا عاشق بنا تو چکے ہو
یہ کس سے ہے پھر لنترانی تمہاری

نہ شیرین کا قصہ نہ لیلے کا ہے ذکر
یہان ہوتی ہے قصہ خوانی تمہاری

پتا ہی نہین ہے دہان و کمر کا
شبیہ آکے کیا کھینچے مانی تمہاری

کبھی آؤ گھر مین ہمارے بھی صاحب
کرین ہم بھی تو میہمانی تمہاری

تمہارا ہی دم بھر رہا ہون ہمیشہ
مری زیست ہے زندگانی تمہاری

یہی رتبہ اُن کا ہے آگے تمہارے
حورین کرین پاسبانی تمہاری

ہزار امتحان ہو چکے ہین ہمارے
یہہ جاتی نہین بدگمانی تمہاری

امیری فقیری مین گو ضد ہے حائل
یہی طرز ہے خاندانی تمہاری

وہ کافر مسلمان ہوا چاہتا ہے
جدا دین و ایمان ہوا چاہتا ہے

ترے پرتو رخ سے ہر ایک ذرہ
مگر مہر تابان ہوا چاہتا ہے

جو زیر و زبر پڑھ کے ناظر بنا ہے
رخ اپنا ہی قرآن ہوا چاہتا ہے

ہر اک جا رہا ہے جو خلدِ بریں کو
جہان سب یہ ویران ہوا چاہتا ہے

انا الحق کا دعوےٰ جو بندے کو ہے اب
خدائی کا سامان ہوا چاہتا ہے

حقائق کے اشعار لکھتا ہے عابد
تصوّف کا دیوان ہوا چاہتا ہے

ذکر و تسبیح پر یہہ نخوت ہے
شیخ صاحب کی کیا عبادت ہے

نور اُسکا ہے تیری رگ رگ مین
دلکی بستی مین کیون یہ کثرت ہے

جسنے تجھکو بنایا اے زاھد
رند بھی تو اُسی کی صنعت ہے

بیخودِ شوق کو نہین [illegible]
کون ذلت ہے کون عزت ہے

ذبح کر پوچھتا ہے کیا [illegible] ل
کونسی تیرے دلمین حسرت ہے

اپنی تعریف غیر کی توہین
اچھے لوگون کی کب یہ خصلت ہے

کیون پھراتا ہے مغز اے ناصح
یونہین بک بک کی تجھکو عادت ہے

کلمہ گو ہو کے اور عشقِ صنم
تجھسے عابد یہ سخت حیرت ہے

وہی یار کا یار جو ماہرو ہے
کھلی چاندنی اُسکی یہ کو بکو ہے

یہ نطق و سخن تیری ہی گفتگو ہے
نہین میری ہستی فقط تو ہی تو ہے

ہوئے ہین جو وحدت سے کثرت مین داخل
ہماری یہان اِسلئے آبرو ہے

نہ رکھہ باز تو اُسکی نعمت سے ناصح
کہ فرمایا اُسنے کلوا واشربوا ہے

اشارے سے ابرو کے مارا ہے تونے
عجب خاصیت تیری اے جنگجو ہے

نہ طاعت سے خوش ہے نہ عصیان سے ناخوش
غنی ہے وہان بے نیازی کی خو ہے

یہ ناصح یہ صولت یہ عابد یہ حافظ
یہ سب تیرے بندے ہین اللہ تو ہے

جو شہ رگ کے نزدیک اسرار ہو ہے
ملا نحن اقرب سے میرا گلو ہے

جو نکلا مین وحدت سے پہچانا تجھکو
منت سے اپنی مرے روبرو ہے

تو ہے شخص تو مین ترا عکس ہون خود
ثابت ہے وہ سایہ ہو بہو ہے

تری ذات مین ہے جو میری صفت گم
مجھے اب کہان پھر تری جستجو ہے

یہی گوش زد ہوش کرتا ہے مجکو
کہ دیوانہ جسنے بنایا وہ تو ہے

غزل سن کے عابد سے کہتے ہین زاہد
یہہ ساری حقایق کی خوش گفتگو ہے

غصہ مین تم جو میان سے تلوار لیجکے
ہم بھی جھکا کے سر کو وہین وار لیجکے

خواہش ہوی کہ وصل بھی ہو جائے اِک ذرا
جب خوب اُنکے بوسۂ رخسار لیجکے

اب کیا ہے میرے پاس جو اللہ کے نام دون
اک جان تھی کہ وہ بھی ستمگار لیجکے

اب بھی نہین بھروسہ ہمین تیرے قول کا
گو لاکہہ تجھسے وصل کے اقرار لیجکے

عابد اب اور کرتے ہین کیا رند دیکھیے
عزت تو میری راہ مین میخوار لیجکے

دنیا سے ہم یہہ ایک دلِ زار لیچلے
اور دوسرا فقط غمِ دلدار لیچلے

ہے جلوہ گر جو بام پہ وہ غیرتِ مسیح
ہم بھی برائے نذر دلِ زار لیچلے

اپنی غرض جتاتے انہین سُنتے غیر [illegible]
ہم دلکی بات دل ہی مین دلدار لیچلے

رنگت زبانیکی ہے جدا ہے خستہ [illegible]
گُل لیچلے کوئی تو کوئی خار لیچلے

منصور کا مقولہ تھا حق مفتیٔ [illegible]
تقصیر کیا ہوئی جو سوئے دار لیچلے

عابد [illegible] کوئی کوئی آزاد بن گیا
دنیا و دین کا لطف بھی یار لیچلے

چھپا تو تم خدا کو تو تم کو خدا ملے
اسپر عمل ہو یار تو دیکھو مزا ملے

میرا سخن جو جھوٹ ہو مجکو سزا ملے
سچی اگر کہون تو پھر انعام کیا ملے

بوسہ ہو سیبِ رُخ کا کہ عناب لب کا ہو
بیمارِ عشق ہون مجھے کچھ تو دوا ملے

دل لیکے اُسنے بوسہ رخ تو دیا مگر
دیکھون تو مجکو اسکے سوا اور کیا ملے

عابد مین کیا کہون مری قسمت کی بات ہے
جو آشنا ملے سے مجہے وہ بیوفا ملے

وہ سر راہ ہین ابرو کو ہلاتے جاتے
اِس اشارہ سے ہین عاشق کو بلاتے جاتے

آپ حسد سے مرے دلمین ہین آتے جاتے
رفتہ رفتہ ہین محبت کو بڑہاتے جاتے

دیدۂ تر کا یہ رونا مجہے رہتا ہے مدام
عمر گذری ہے یونہین اشک بہاتے جاتے

دل دُکھانیکی یہہ عادت نہین اچھی ناصح
دیکھہ پچتائیگا تو ہم ہین سُناتے جاتے

اِسطرح دو نو طرف آگ لگاتے ہین رقیب
کبہڑکاتے ہین او رہمکو جلاتے جاتے

عابد اب ہم تو ہین [illegible] عبادت ہر وقت
حشر کا حال ہین کیون آپ [illegible]تے جاتے

اِک شکل مُجسّم نورانی
آ [illegible] ہو دل مین وہ جانی

تم عشقِ حقیقی کے بانی
پہر کون نظر مین ہو ثانی

اب کوئی نہین تیرا ثانی
تو غیرتِ یوسف ہے جانی

ہو جاتے ہین عفو قصور تمام
اب ہوگیا فضلِ رحمانی

مین ایک خدا کا بندہ ہون
سب میری نظر مین اِک آنی

دیکھا جو تمہین مجنون وہ ہوا
کیا بات تمہاری ہے جانی

اِک خلق خدا ہے تجھپہ فدا
عابد ہی نہین کچھہ قربانی

دیکھہ لو نام و نشان یار ویہ سب ہے لاشئے
یہ حویلی یہ مکان یار ویہ سب ہے لاشئے

تم نے پہلائی دکان یار ویہ سب ہے لاشئے
سود ا ارزان گران یار ویہ سب ہے لاشئے

اُسکی قدرت کے سوا اور نہ دیکھا نہ سُنا
ماسوا اُسکے یہان یار ویہ سب ہے لاشئے

نظر آتے تو کچھہ اوصاف بہی اُنکے لکھتے
نہ دہن ہے نہ بیان یار ویہ سب ہے لاشئے

ایک وہ چارطرف اُسکا ہی جلوہ ہے عیان
اور باقی ہے گمان یار ویہ سب ہے لاشئے

مسند و خاک برابر ہین ہمارے نزدیک
کچھہ یہان ہے نہ وہان یار ویہ سب ہے لاشئے

بادشاہی بہی فقیری بہی ہین دو نو اک
ہے ثبات اِسکو کہان یار ویہ سب ہے لاشئے

کوئی عابد سے ذرا پوچھے حقیقت اِنکی
کیا زمین ا۔زرمان یار ویہ سب ہے لاشئے

مُلکِ دل آباد کیون کیسی کہی
شاد ہوا سے شاد کیون کیسی کہی

دوست تیرے شاد کیون کیسی کہی
ہون عدو برباد کیون کیسی کہی

عدل و انصافِ شہِ عثمان سے
ہے دکن آباد کیون کیسی کہی

مرگئے اعدا سبہی تم خوش رہو
لو مبارکباد کیون کیسی کہی

وہ کہان لطف و کرم ہین آپکے — کیجئے ارشاد کیون کیسی کہی

تم بہت دن سے ادہر آتے نہین — کرتے ہین ہم یاد کیون کیسی کہی

قدر دانی آپ پر ہی ختم ہے — سچ کہا استاد کیون کیسی کہی

آرزوئے سیرِ گلگشتِ ارم — لیگیا شداد کیون کیسی کہی

نرگسِ شہلا ہے پیشِ چشمِ یار — کورِ مادر زاد کیون کیسی کہی

کم نہین قامت قیامت سے ترا — غیرتِ شمشاد کیون کیسی کہی

داغ آئے بنگیا یہ شہر بہی — اب جہان آباد کیون کیسی کہی

غیر سے خوش ہم سے ناخوش صبح و شام — [illegible] سر باد کیون کیسی کہی

شکل کوئی اور بہی ہے یا رسی — چہر[illegible] سے بہزاد کیون کیسی کہی

اک نگہ کر بہرِ قتلِ عاشقان — ا[illegible] ستم ایجاد کیون کیسی کہی

جانِ شیرین عشقِ شیرین مین نہ کہو — سُن[illegible] سے فرہاد کیون کیسی کہی

حضرتِ آصف سے عابد آپ کو — رزق ہو امداد کیون کیسی کہی

حیران ہون یارب آج سب مجھے یہ صبح سے کیسی وحشت ہے

بیچینی سی بیچینی ہے کچھہ اور ہی دل کی حالت ہے

یہہ نحن اقرب کا تو بیان قرآن ہے سارا دیکھو عیان

بندے ہوئے تو بہی دور نہین اللہ سے حاصل قربت ہے

معشوقِ مجازی ہو کے کہین عشاق مین عاشق بنکے بسے

دیکھا ہے جدہر پایا ہے ادہر ہر جا پہ تمہاری علامت ہے

تو اصل تو مین ہون نقل اسکی تو مغز تو اسکا پوست ہو نہین

جز اسکے کہان ہے مجہکو نظر ہان یہہ بہی تیری کرامت ہے

مین ڈہونڈر ہا تہا تیرا پتا اپنی ہی خبر [illegible] رہتا تہا

پا یا ہو [illegible] مجہکو بخدا تو آپ ہون گم یہہ حیرت ہے

الفاظ تو ظاہر جا [illegible] ی کی نہین کچہہ تم کو خبر

تم کیسے عارف [illegible] ابد یہ کیسی تمہاری عبادت ہے

نہ حورون کی تمنا ہے نہ شوقِ قصر [illegible] ہے
مدینہ بس ہے ارضوان مدینہ ہی مین راحت ہے

شہنشاہ رسل مین اور آدم مین ہے نسبت
وہان تہی ابتدا اسکی یہان ختم نبوت ہے

مدینہ جا کے آئے دوست میرے مین وہین ہو ن
عجب برگشتگی بخت ہے خوبی قسمت ہے

نہ بہولے تہے نہ بہولے ہین نہ بہولینگے قیامت مین
لب معجز نما پر ہر گہڑی امت ہی امت ہے

ترے بیمار پر قربان ہوتی ہے اجل آکر
فرشتے کہتے ہین باہم یہ کیسی اچہی صورت ہے

شریکِ اُمتِ مرحوم عاصی ہی بہت ہین
رسول اللہ کی یہ شیفقت خدا کی عنایت ہے

مدینہ ہو مرا مسکن مدینہ مین رہون عابد
یہی اک آرزو دل مین یہی اک دلمین حسرت ہے

ایسی خلص ہے خدا سے آشنائی آپ کی
یا رسول اللہ ہے سا ہی خدائی آپکی

آئینگے جسوقت میری قبر مین منکر نکیر
نام لونگا آپکا دونگا دہائی آپ کی

آیینہ خانے مین اپنے حاجتِ تصویر کیا
لوح دلپر ہمنے اب صورت جمائی آپکی

کیون نہ چہوڑین سلطنت کو بادشاہانِ جہان
ہی سے ہے بڑہ چڑہکر گدائی آپکی

کفر کی ظلمت ہوئی کافور دنیا سے تمام
راہ پر کس کسکو لائی رہنمائی آپکی

ہوگیا حاصل فلک کو فخرِ نعلینِ شریف
ش پر جبدم ہوئی حضرت رسائی آپکی

ذاتِ اقدس آپکی ہے رحمۃ للعالمین
ش عصیانِ اُمت ہے کمائی آپکی

ہوگیا کوئی مسلمان کوئی مومن ہوگیا
نشانِ دلسے جس نے کی ہے آشنائی آپکی

عاصیون کو بخش دے کر آپسے پوچہے خدا
آر وا ے شافع محشر بر آئی آپکی

حاکمِ دارین مین اور مالک کونین ہین
میری کیا طاقت کہ مین لکہون بہلائی آپکی

جلوہ فرما آنکہہ مین عابد کی رہکر دل لیا
واہ اچہا رنگ لائی رونمائی آپ کی

دین کے سردار عثمانِ غنیؓ
سب کے ہین سالار عثمانِ غنیؓ

جامع القرآن کہتے ہین تمہین
سب عدو اور یار عثمانِ غنیؓ

ایک مین بہی اُن کا ہون ادنیٰ غلام
ہین مرے سرکار عثمانِ غنیؓ

آپ ہی مشہور ذی النورین ہین
آپ ہی سرکار عثمانِ غنیؓ

ہے یہ عابد کا وظیفہ رات دن
لب پہ ہے ہر بار عثمانِ غنیؓ

رم جب آپکا مجہپر حضور ہو [illegible]
مجہے تمام جہان کا شع[illegible] ہوتا ہے

انتہا [illegible] ہ سے دل کو [illegible]
نظر مین نورِ خدا کا ظہور ہ[illegible] ونا ہے

تم اپنے حُسن کی کیا پوچہتے
جہانمین نسا کوئی رشکِ حور ہوتا ہے

ہوا ہے فیض سے فیا[illegible]
خیالِ فیض کہین دلسے دور ہوتا ہے

یہ چار دن کی فقط چاند[illegible]
عبث شباب پہ تم کو غرور ہوتا ہے

ہمارا شیشۂ دل تیرے [illegible] ہائے
شکستہ تہا مگر اب چور چور ہوتا ہے

مرے جو مر نیکے آگ[illegible] ل [illegible]ن ہو جا
انہین کے واسطے کشفِ قبور ہوتا ہے

وصال مین ترے [illegible] [illegible]ن کو سکوت
فراق مین ترے جہگڑا ضرور ہوتا ہے

کھلا یہ احمدِ ب[illegible] [illegible]ی سے
خدا کا نور محمد کا نور ہوتا ہے

یہی تو دوریہی کوئی نہین چلا عابد
یہی سے آپکو کیونکر سرور ہوتا ہے

چھپ در پردہ جو ہوتی ہے عنایت تیری
سب سے پوشیدہ ہین کہتا ہون محبت تیری

دلمین پوشیدہ جو رہتی ہے محبت تیری
اپنی صورتمین نظر آتی ہے صورت تیری

تیرا تابع جو ہوا ہو گیا مطبوع جہان
رام کرتی ہے زمانے کو اطاعت تیری

کونسا سر ہے کہ جسمین نہین سودا تیرا
کونسا دل ہے کہ جسمین نہین الفت تیری

عشق مین صبر کہان تاب کہان ضبط کہان
یہی بیچین بنا دیتی ہے الفت تیری

جب [illegible] کہتا [illegible] رتے ہون محروم وصال
[illegible] رماتے ہین مین کیا کرون قسمت تیری

اسقدر اسے دل بیتاب پریشان نہ ہو
[illegible] بلے کسی کوچہ مین تربت تیری

جمع ہوتے ہین ترے عرس مین شاعر ہر سال
[illegible] ہین نہین لے فیض عقیدت تیری

کوچہ یار مین دن رات پڑا پھرتا ہے
[illegible] یدا کہین آئی نہو شامت تیری

ہچکیان کہتی ہین کرتا ہے کوئی یاد مجھے
[illegible] تار [illegible] کہ ایسی نہین قسمت تیری

دیکھ کر تجھکو وہ سب حال بیان [illegible] من
اُنسے کہتی نہ ہو عابد کہین صا[illegible]

ایک مدت ہوگئی صورت نہ دیکھی یار کی
راہ اے [illegible] سے کوچہ دلدار کی

پیروی کرنی ہے مجھکو اب کسی سرشار کی
گفتگو تو نے جو سب کی تا صحابیکار کی

مین مریضِ عشق ہون سن لے تو مجھسے چارہ گر
فکر کچھ میرے لئے کر شربتِ دیدار کی

جانسے جاتا ہے کوئی اے مسیحا جلد آ
نبض اب چلتی نہین ہے عاشقِ بیمار کی

کیون بھٹکتے ہو نہ بھٹکو۔ دوستو میری سنو
دائرے سے ہو نہ باہر چال ہے پرکار کی

باغبان سے ہے محبت باغ کی پروا نہین
اپنے گھر مین سیر حاصل ہے مجھے گلزار کی

دیکھنا کس دن برآمد ہوتے ہین کوٹھے پہ وہ
تنگی ہے آجکل تو رسم و رہ دربار کی

ٹھہرو ٹھہرو۔ اے فرشتو اسقدر … بیا
دیکھلون صورت ذرا مین بھی مرے غفار کی

ہے اسیکا نام الفت؟ کیا محبت …
قدر تم کرتے نہین ہو کچھ بھی میرے پیار کی

مالک و مملوک مین ہے فرق …
ہر گھڑی میری خطا۔ ہر دم عطا سرکار کی

دیکھ … س عبادتمین کراہت ہے ضرور
ر … ری ہے تری تسبیح سے زنّار کی

دل ہمارا لیکے تم … چلے
اب ہمارا کام پھر کیونکر چلے

کسطرح طے ہو گ … راہِ عشق
راہرو کے پیچھے جب … ر چلے

ہم نہین … تم کہو
کیا کہا تھا اور پھر کیا … ر چلے

ہم تمہین دی … ہم کو دو
لطف تو جب … یون ساغر چلے

بیٹھے ہو چپ چاپ عابد کس لئے
موت کے پہلے ہی تم تو مر چلے

نہ لو نام صفات اب سے نہ لوجی
فقط اِک ذات کو دیکھا کرو جی

مرین پہلے ہی مرنے سے تو اچھا
نہ ھرگز بعد مرنیکے مرو جی

جہان ہے آئے عشقِ حقیقی
کرو جسطرح ویسا ہی بہرو جی

مین عاشق ہون تمہارا تم ہو معشوق
کبہی خاطر مری کچھہ تو کرو جی

جو تم آتے نہین مجھکو بلاؤ
ذر ہر کے میرا تم ملو جی

سبھی مرتے ہین بعدِ مرگ لیکن
تم ا کسی کو کر چلو جی

دلِ ناوان مرا وحشی ہوا ہے
سینہ پر دھرو جی

حُسن کو حُسن ہی میں لے ڈالا
نزا ہاری ہے سنو جی

زبان گونگی ہو میری کان بہرے
کوئی یسی تو کرو جی

نہ ہا مین ہین تمہاری لا تعین
مرا مد ے ہی کہو جی

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ
کلام ال ن سنو جی

خدا کہتے ہین جسکو وہ ملا
ہم ہین اس سے تم عابد ا

دوئی کی پردہ داری عشق مین بیکار ہوتی ہے
کہ ٹڈہ ہٹیر اُس سے ہم سے ہر جگہ ہر بار ہوتی ہے

اگر برگشتہ بختی بر سرِ پیکار ہوتی ہے
تو بندہ کیلئے تدبیر بہی دشوار ہوتی ہے

ہوئے تو بت شکن ہم دلشکن تم بس چلو واعظ
دکہا دینگے وہان کسپر خدا کی مار ہوتی ہے

اگر غارتگرِ ایمان نہین حُسنِ بُتان پہر کیون
زبان پر توبہ توبہ دل مین استغفار ہوتی ہے

بدلکر بہیس شبکو سیکدے مین آتے ہین واعظ
یہ جہہ ساتھ ہوتا ہے نہ یہ دستار ہوتی ہے

نہین آئینکے ہم اے اہلِ دنیا تیرے پہندے مین
تجہے ہم جانتے ہین کسکی تو مکار ہوتی ہے

میری صورتسے وہ مطلب ہم ... رہتے ہین
زبانِ حال بہی گویا دمِ اظہار ہوتی ہے

جلا کر طور موسیٰؑ کو بچا ... ہے ہوا ظاہر
کہ ایسا نور ہوتا ہے تو ایسی نار ہوتی ہے

نہین کیسا نام کو بہی ... ہون باقی
کمی کیون آجکل اے چشم دریا بار ہوتی ہے

وہ کیون پردے مین چ... اپنا چہپا رہتے
کہ قدرِ حُسن بہی اے دل سرِ بازار ہوتی ہے

نہ چہینگے تری ... م اے بلبلِ نالان
رگِ گل سے بہی نازک خاطرِ دلدار ہوتی ہے

...ون مین آکر تم بہی مل جاؤ سُنو عابد
...پلے پر انہین کے رحمتِ غفار ہوتی ہے

محرم ترا ... دیدار کو ترسے
برسات ہے موتی کی مرے دیدۂ تر سے

گہر آ کے ... دو انہین چین نو لیلین
آئے ہین مرے گہر مین وہ اب تہک کے سفر سے

وعدہ جو کیا تھا تو اک احسان تھا پھر | وعدے پہ نہ آئے تو ملا بوجھ یہ سر سے
پوچھا تو رہِ عشق سے آگاہ نہین ہے | کل راہ مین مڈبھیڑ ہوئی اپنی خضر سے
صورت کو دکھا کر وہ چھپا لیتے ہین جس وقت | بے ساختہ اِک آہ نکلتی ہے جگر سے
عشاق تری بزم مین پروانہ صفت ہین | حاشا نہین کچھہ کام انہین نفع و ضرر سے
لولاک کی آیت سے تری شان ہے ظاہر | ممکن ہی نہین وصف و ثنا نُطقِ بشر سے
بیمارِ محبت ہون یہ ہے اُسکی صداقت | کب داغ گ... ہوا میرے جگر سے
بیخود جو کیا مجکو یہ احسان ہے اُسکا | اب کام ... مجھکو رہا خوف و خطر سے

معبود کو کیا دیکھوگے عابد کو تو
آتی ہے صدا کان مین میرے یہ کدہ

آغاز تیری شرم کا گویا ابھی سے ہے | ایمان و دین ... پورا ابھی سے ہے
سنِ طفولیت ہی سے رنگ شباب ہے | کچھہ کچھہ علام ... بدا ابھی سے ہے
اِس کمسنی مین ناز ہے انداز ہے ادا | ہمکو قضا کا سا ... سے ہے
حسرت تو دلکی ایک بھی نکلی نہین ہنوز | قاتل اُٹھا تا قتل ... سے ہے
فرقت کے صدمے سہہ نہین سکتا دلِ حزین | تنگ آگیا ہے مو ... سے ہے
پہنچا یگا مراد کو انجام جذبۂ عشق | کیون بیقرار اے ... ہے

آغازِ عشق ہی مین گئے عقل و ہوش سب
چرچا مرے جنون کا ہر اک جا ابھی سے ہے

ٹہوکر سے زندہ مُردونکو کرنے لگے ہو تم
محشر تمہاری چال سے برپا ابھی سے ہے

قاصد سے پوچھکر ترے حُسن و جمال کو
نادیدہ دل ہے میرا کہ شیدا ابھی سے ہے

وہ مجھسے دُور ہین تو مین اُنسے قریب ہون
قسمت ہے آگے اپنی یہ رتبہ ابھی سے ہے

تو ہے جو میرے پاس تو حاصل ہے مجھکو وصل
لیکن خیالِ ہجر سے دھڑکا ابھی سے ہے

عابد ہین فکر شعر مین شاعر تمام غرق
عرسِ جنابِ فیض کا چرچا ابھی سے ہے

آنکھونمین اُسکی شکل ہے دلمین خیال ہے
ہمکو فراق مین بھی تو حاصل وصال ہے

اب خضرِ راہِ عشق سے ہمکو ڈرائین کیا
چلتے ہین اُنسے پہلے ہمارا یہ حال ہے

ہوگا جو چاند عید کا دیکھونگا اُسکو مین
ابروے یار ہی مرے حق مین ہلال ہے

ڈہتے ہین بیچ والونسے جھگڑے اِدہر اُدہر
ہم تم جو روبرو ہون تو پھر انفصال ہے

دل آپکے پسند نہین ہے تو پھیر دین
ہم بیچ لینگے اور کہین اپنا مال ہے

ہم وہ نہین کہ منہ سے کہا اور کیا نہو
میرا وہی ہے حال جو کچھ میرا قال ہے

زاہد کو منتونسے تو ملتی ہے مجھکو مُفت
اُسکو ہے مے حرام تو مجھکو حلال ہے

اپنی خودی مٹائین تو بیشک خدا نہین
ہو جائے اتنی بات تو عابد کمال ہے

ہم سے ہی بخشین ہین ہمین سے ملال ہے
ہم تم پہ مر رہے ہین تمہارا یہ حال ہے

مین دوست آپکا نہین اچھا یونہی سہی
گھل مل کے دشمنون سے تو رہنا کمال ہے

ہم کیا کہین بتون کی محبت نے کیا کیا
اللہ جانتا ہے جو اس دل کا حال ہے

پیکر ذرا سی آج بتاؤ تو ہم کہین
زاہد تمہین خیالِ حرا[illegible]ل ہے

شاہ و گدا کے دلمین سر مو نہین ہے فرق
کنبل کا اسکو شوق پسندٗ ـلو شال ہے

خالی نہین ہے در کی طرف اُنکا دیکھنا
معلوم ہو گیا ہمین جو کچھ خیال ہے

تیرے کرم کی مجھکو ہے اُمید یا غفور
میرے ستم سے دم ابچنا محال ہے

پھر کیون نہ تیرے حکم سے آسان ہون مشکلین
جب سہل ہے وہ کام جو بالکل محال ہے

کیا خاک اُسکو لُطف ملے باغِ خلد مین
عابد کو تیرے کوچہ کا ہر دم خیال ہے

شکرِ خالق ہر جگہ شورِ مبارکباد ہے
آصفِ سادس کی صحت سے زمانہ شاد ہے

روح تنمین آگئی سارے نمکخوارون کی پھر
دل ہر اک فردِ بشر کا آج بالکل شاد ہے

دم قدم سے تیرے ہے سب رونقِ ملکِ دکن
تجھسے ہی اے شاہ ہر اک شخص کی امداد ہے

کالعدم تیرے زمانہ مین ہوا ظلم و ستم
کوئی کیا جانیگا کیا شئے جور و بیداد ہے

ہے ترے دستِ کرم سے ایک عالم فیضیاب
تیری ہی بخشش سے اب سارا دکن آباد ہے

ہر ہلالِ چرخ دولت خواہ کو ہے ماہِ عید
تیرے بدخواہونکے حق مین خنجرِ فولاد ہے

یاد رہتی ہی نہین تجھکو کسی کی کچھہ خطا
کرکے احسان بہول جانا تجھکو اچھا یاد ہے

روز افزون ہو مرے آقا کا اقبال اور عمر
پنجوقتہ یہ بہی میرے داخلِ اوراد ہے

اے شہِ والا ذرا عابد پہ ہو لطف و کرم
وہ بہی ہے تیرا دعاگو وہ بہی خانہ زاد ہے

عدم آباد مین مخلوق کیون جا جا کے بستی ہے
کوئی دلچسپ بستی ہے کوئی آباد بستی ہے

گذاری میکدہ مین رات دنکو آئے مسجد مین
وہ وقت مے پرستی تہا یہ وقت حق پرستی ہے

کوئی حسرت مرے دلسے نکلکر جا نہین سکتی
خدا رکہے خدا رکہے عجب آباد بستی ہے

تمہارے عشق سے دلکو ملی دلسے مجہے عزت
نہ اُسکی کچھہ حقیقت تہی نہ میری کوئی ہستی ہے

ہوا خواہونکی جہرمٹ سے تمہین کیون عار آتی ہے
اکیلے ہی کہین نکلو تو اک ہمراہ بستی ہے

کسی رشکِ پری کے وصل کا سامان کرتا ہون
مرے گہر خلد سے آکر پلنگ اک حور کستی ہے

مری تنہائی پر روتے ہین کیون احباب میت پر
یہانسے دو قدم چلکر تو اک آباد بستی ہے

مری تربت دکہا کر کوئی اُنسے کاش کہدیتے
یہ کس کی قبر ہے دیکھو تو کیا حسرت بر[illegible]

گہرا ہے ابر میخانہ پہ دوڑو میکشو دوڑو
در و دیوار سے دیکھو تو کبر آ[illegible]

تمہارا پاس ہے مُروت جو ہم ٹالے دیتے ہین
ہمارے سامنے تو [illegible]

اگر ہر شخص کو دعویٰ ہو استادی کا اے عابدؔ
تو پہر کیا ہے زمانے بہر مین استادونکی بستی ہے

تری صورت جو اے ساقی مری آنکہونمین بستی ہے
عجب ہے اُسکی کیفیت نرالی اُسکی مستی ہے

نہ کر تو منع مجہکو میکشی سے محتسب ہرگز
ترا کہنا اگر مانون تو یہ ہمت کی پستی ہے

یہ رنگِ عاشقانہ ہے ادب سے بیٹہکر دیکہو
مزارِ فیض پہ اللہ کی رحمت برستی ہے

تری مخمور آنکہون نے کیا بدمست عالم کو
کوئی ہشیار رہوتا ہی نہین کیسی یہ مستی ہے

کسی ستکو اگر پوچہا تو میری کیا خطا اسمین
کلامِ فیض سے ثابت ہے یہی حق پرستی ہے

غنی کا کوئی رتبہ ہے نہ کچہہ تحقیر مفلس کی
برابر اپنی نظرونمین بلندی اور پستی ہے

نظر جب خود پہ ڈالی ہمنے دل یہ چیخ اٹہا عابدؔ
کہ تو عابد نہ زاہد ہے جو کچہہ ہے اسکی ہستی ہے

کوچۂ یار تک رسائی ہے
میرے حصے یہ دولت آئی ہے

مُفت مین لیکے دل چلے ہو مگر
یاد رکہنا یہ شئے پرائی ہے

سمجہتے ہین باوفاہون مین
تری مشہور بیوفائی ہے

اُنکے پاس جاتا ہون
تو وہ کہتے ہین موت آئی ہے

ا لیکے چلے
عمر بہر کی یہی کمائی ہے

وہ اٹھا ابر وہ گھٹا چھائی / میکشو نیک ساعت آئی ہے

کب لکھی دل کی سچی کیفیت / کچھہ گھٹائی ہے کچھہ بڑھائی ہے

مر مٹے نام حور سُن سن کر / زاہدون کی یہ پارسائی ہے

یہ بھی دنیا کا کھیل ہے ناصح / عشقبازی مین کیا بُرائی ہے

ترے دربار مین جو پہنچا ہون / ہر جگہ اب مری رسائی ہے

اُسکے در کا فقیر ہون عابد / بادشاہی مری گدائی ہے

بات قسمت سے یہ بن آئی ہے / تری محفل مین مجھے لائی ہے

ہر جگہ ہے ترا جلوہ لیکن / کوئی کہتا نہین ھرجائی ہے

زیست کو جان غنیمت نادان / عمر کس شخص کی پھر آئی ہے

بیچ والون نے کہی کچھہ مجھسے / اُن کو کچھہ اور ہی سمجھائی ہے

بام پر اسکے نہ جاتی کیون آہ / عرش تک بھی تو یہ ہو آئی ہے

بندے اللہ کے بنے ہین پھر کیون / بُت کی چوکھٹ پہ جبین سائی ہے

ساتھہ غیرون کا ہے تیرے گھر مین / اُٹھکے چلدین بھی تو رسوائی ہے

ہمنے کس وقت مین کی ہے توبہ / فصلِ گُل آئی گھٹا چھائی ہے

باوفا ہون یہ وفا ہے میری تیرے کوچہ مین جو لاش آئی ہے
تیری محفل مین پہنچکر خوش تہا یہ نہ جاتا تہا قضا لائی ہے

دور اسے یار نہ کر عابد کو
تیری صورت کا تماشائی ہے

سُنا کرتے تہے اک مدت سے ہم جن کی خوش اخلاقی
ہوئی افسوس دو ہی دن مین اُنسے ہم سے ناچاقی
لیا دل بن کے دلبر جان لی جان ستان ہوکر
وہ کیون آتے مری تربت پہ اب کیا رہگیا باقی
دیارِ حُسن سے دل کو بچاکر کوئی کیا نکلے
لوٹیرون کی یہ بستی ہے یہان ہوتی ہے قزّاقی
انہین کا دہیان رہتا ہے انہین کی دُہن مین بیٹہے ہین
جتا دینا ذرا قاصد ہمارے دل کی مُشتاقی
ہماری خاک اُس نے شیشۂ ساعت مین رکّہی ہے
رقیبون کی نمایش کو بنائی ہے گہڑی طاقی
مقرر جتنی روزی ہے وہ گہر بیٹہے پہنچتی ہے وَمَا مِن دَابَّۃ سے ہے عیان یہ شانِ رزّاقی

نشہ مے کا جو اُترا تیری اُلفت ہوگئی دونی
بجھا دی آگ پانی نے ہوا مین اُڑ گئی مٹی

نہین معلوم تو نے کیا پلا دی مجھکو اے ساقی
بھلا اب کیا بتائین ہم کہ ہم مین کیا رہا باقی

ملا کرتے ہین عابد دوستون کی طرح دشمن سے
مروت اسکو کہتے ہین یہ ہوتی ہے خوش اخلاقی

کیون نہ ظاہر وہ مرا یوسفِ ثانی ہوجائے
جب فنا دلسے مرے کثرتِ فانی ہوجائے

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
اسکا نکتہ جو کہون مرثیہ خوانی ہوجائے

تیری تصویر یہی تیرا مرقع ہے یہی
کھینچے تصویر جو تیری وہی مانی ہوجائے

قیس و فرہاد کو جاگیر مین دیدونگا اگر
عشق کا ملک مرے پاس امانی ہوجائے

بات پردے کی ہے کہنا نہین لازم اسکا
طبعِ نازک پہ تمھارے نہ گرانی ہوجائے

جان نثارانِ محمد سے ہون تیرا عاشق
ایجدا دلپہ مرے کوئی نشانی ہوجائے

محوِ دیدار ہون الفت کا ہے نشہ باقی
مے ترے ہاتھ سے پیجاؤن تو پانی ہوجائے

تیرا بندہ ہون تجھے لاج ہے اسکی رزاق
بے توسط مری ارزاق رسانی ہوجائے

تقویٰ عابد کا رہے طاقِ حرم مین او بت
ابتدا جبکہ ترا عہدِ جوانی ہوجائے

وصل کا ذکر اگر مری زبانی ہوجائے
فاش وہ آپکا سب رازِ نہانی ہوجائے

پاس بدخواہ رہین اور بہی خواہ ہون دور — اسکی تفصیل جو ہو رام کہانی ہوجائے

اسم اعظم کا اثر ہو گا مری باتون مین — نام تیرا جو مرا وردِ زبانی ہوجائے

کشتۂ ناز ترا کشتۂ انداز ترا — کوئی دنیا مین جو ہو تو مرا ثانی ہوجائے

تپِ فرقت وہ بلا ہے کہ آہی توبہ — کوہ پر سایہ پڑے اسکا تو پانی ہوجائے

صورتِ یار کو کس حسن سے دیجے نسبت — اسکا سایہ جو گرے یوسفِ ثانی ہوجائے

وصفِ دلدار مین لکہے ہین مضامین تازہ — جدتِ طبع طبیعت کی روانی ہوجائے

دلستان ہین ترے بچپن کی ادائین ساری — جانستان کیون نہ پہر انداز جوانی ہوجائے

جب مجازی سے ملے راہِ حقیقی عابد — عازمِ ملکِ بقا عاشقِ فانی ہوجائے

وہ کیون سنتے انہین فرصت کہان ہے — ہمارے عشق کی اک داستان ہے

تمہاری یاد مین ہین راتدن ہم — تمہارا نام ہی وردِ زبان ہے

چمن مین محوِ سیرِ گل ہے بلبل — نسیم صبح گاہی باغبان ہے

تمہاری قدردانی گر یہی ہے — متاعِ دل بہی جنسِ رایگان ہے

اٹہا سکتے نہین کیون بوجہ عاشق — محبت کیا کوئی بارِ گران ہے

شبِ دیجور تم کہتے ہو جسکو — جگر سوزِ آہ کا میری دہوان ہے

گذاری میکده مین رات ساری
عبادت آپ کی عابد کہان ہے

اعلیحضرت حضور میرے
مقصد دینگے ضرور میرے

جب ہو گی نظر کرم کی مجھپر
چمکین گے ستارے دور میرے

مرجائینگے حاسدانِ بلده
کیا دیکھینگے وہ غرور میرے

تیری قدرت سے کب ہے باہر
یہ دن بہی دکھا غفور میرے

عابد کی زبان پہ ہے ہر دم
پیر و مرشد حضور میرے

مدح سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

نائبِ خیر الورا ہین میر عثمانِ علی
سایۂ لطفِ خدا ہین میر عثمانِ علی

آصفِ سابع نظام الملک سلطانِ دکن
معدنِ لطف و سخا ہین میر عثمانِ علی

ناصرِ ملت یہی ہین افضل و محبوبِ خلق
اپنے جو فرمانروا ہین میر عثمانِ علی

بندہ پرور عدل گستر انسے بڑہکر کون ہے
خلق کے حاجت روا ہین میر عثمانِ علی

کیون نہ سمجھین ہم انہین روحِ سلاطینِ دکن
سب سے اچھے ہین سوا ہین میر عثمانِ علی

پیر ہین تدبیر مین اور بخت و دولت مین جوان
بحرِ علم ابرِ سخا ہین میر عثمانِ علی

شرک و بدعت سٹگئے عابد انہین کے دورین
گمرہون کے رہنما ہین میر عثمانِ علی

جانان برخ سے نقاب تاکے
از عاشقِ خود حجاب تاکے

رحمے بنما و لطف فرما
بر بندۂ خود عتاب تاکے

از شربِ شراب شوق مستم
این بنتِ عنب خراب تاکے

پیر است کنون و شد جوانی
لہو و لعبِ شباب تاکے

از وسوسہا برون شو اے دل
این دغدغۂ عذاب تاکے

بویاست مشام جان ببویش
عطرِ اگر و گلاب تاکے

بحرِ کرم است در طلاطم
عصیانِ مرا حساب تاکے

بریان جگرے بدست دارم
شوقِ گزک و کباب تاکے

از علمِ یقین شدہ کشودم
بحر است بپا حباب تاکے

دریاے محیط ہست ہر جا
این جہل تو اے سراب تاکے

عابد تو با وسپار خود را
جنگی ملکی خطاب تاکے

رباعی

طاعت کو خدا کی جب وظیفہ سمجھے
اسکو تقلید بو حنیفہؒ سمجھے
جب ہمنے پڑھا اِنَّا جَعَلْنٰا عابد
اللہ کا آدمؑ کو خلیفہ سمجھے

رباعی

اب جان لیا ہے خوب تجھکو جانی
ہر شئے مین نئے رنگ سے آیا پانی
دنیا کے ہین جھوٹے سارے جھگڑے عابد
اللہ باقی ہے اور تو ہے فانی

رباعی

دنیائے دنی کو جبکہ جیفہ سمجھے
اسرارِ خدائی کا لطیفہ سمجھے
عابد یہ تمام علم ناقص ٹھہرے
قرآن کا جبکہ ہم صحیفہ سمجھے

رباعی

اُلفت سے جو کوئی روئے جانان دیکھے
مڑ کر نہ کبھی زلفِ پریشان دیکھے
عاشق بنکر بلا سے ڈرنا کیسا
کچھہ فائدہ دیکھے نہ وہ نقصان دیکھے

قطعہ

مین ناخوش کسی سے نہ خوش ہون کسی سے
کہ ہے ناخوشی اور خوشی اپنے جی سے
کیا بیخبر مجھکو اپنی خبر نے
عجب بیخودی آگئی آگہی سے

قطعہ

کیا ہے اب اور کیا سے کیا ہوجائیگی
ٹک جو تیری آنکھہ وا ہوجائیگی
غور سے آئینۂ دل دیکھہ لے
کوئی صورت رونما ہوجائیگی

قطعہ

ہو ایک اگر بتاؤن عابد
برداشتہ دل ہوئین سبھی سے
ہم بیخبرون کی مت خبر پوچھہ
آگاہ نہین ہین آگہی سے

قطعہ

خندۂ گل کیطرح ہے عیش یہان یادر ہے
دم غنیمت ہے سمجھہ جو دم کہ دم باقی ہے
یار تو جاتا رہا داغ جدائی دلپہ ہے
جسطرح اُٹھے ہے قدم نقش قدم باقی ہے

قطعہ

ہم کو عابد جو اتنی راحت ہے
اپنے محبوب کی بدولت ہے
مطلب عاشقان سمجھنے کو
ایک معشوق کی ضرورت ہے

قطعہ

کیا عرض کرون ۹ شاہ دکن! میری زبان سے
ہوتا نہین کچھہ شکر عنایات کا تیری
خوش ہوتے ہین احباب تو جلجاتے ہین دشمن
آتا ہے جو مذکور رعایات کا تیری

قطعہ برای جناب مولوی ابو سعید صاحب خلف مولوی اکبر صاحب مغفور متولی نبی خانہ

سچ سچ کہتا ہین تو برا مان نہ جانا — عادت کے سوا ہمنے کیا ہے کہ کرینگے
جس ماہ مین ہوتا ہے وہان عرس مبارک — ہم نذر نبی خانہ نبی خانہ مین دینگے

قطعہ

ہم یہ کہتے ہین ہمنشینون سے — آج کل سے نہین مہینون سے
لٹ ہی جاؤگے دیکھنا عابد — سابقہ کم رکھو حسینون سے

قطعہ

ہنر کو بے ہنر کیا خاک جانے — نشان کو بے نشان کی قدر کیا ہے
کلام صوفیان اور زاہد خشک — کسی کو زعفران کی قدر کیا ہے

مستزاد

نام تاریخی

تیری چاہت ہے مجھے چاہتا ہون دل سے تجھے — تو بہی اب چاہ مجھے
نظر آتا نہین جز تیرے کوئی چاہون کسے — جو کہ آجی مین بسے
ہے تماشا یہ نیا ہو کہ نہین بندے کا — یہان آکر جو سٹا
لامین ہو کر جو فنا فی اللہ مین باقی ہم سے — جلد خود آکے ملے
ہم سے کہنے لگے وہ چھتے ہو کیا ہم سے صلہ — مین تو ہون تجھسے ملا
جو کہ تو مانگتا ہے ہر وقت وہی تجھکو ملے — تیرا دشمن بہی جلے

مئے وحدت پئین اب ساقیٔ مہوش سے جو ہم
ہم کو خواہش ہی نہین بنتِ عنب گر نہ ملے
عابد اب شعر ترے بہرِ خدا ہم کو دے
ایک سے ایک ہے بڑھکر سبھی سانچے مین ڈھلے

بیٹھین عنقا سے بھی گم
دل کو حسرت نہ رہے
کہتے شوقی ہین تجھے
جو پسند آئین ترے

مخمسہ غزل حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نام تاریخی داغ جگرسوز ۱۳۰۱ھ

ترتتم در کوچۂ دلدار بودے کاشکے
الحق از منصور وشش حق اربودے کاشکے

بلبلم ہم جائے در گلزار بودے کاشکے
اینکہ سر بر تن بود بردار بودے کاشکے

وین بدن خاشاکِ راہِ یار بودے کاشکے

چونکہ لطفش یافتہ دانستہ‌ام خوی حبیب
شوقِ دل گویم ہمہ چون بنگرم روی حبیب

راہِ جنت ترک کردہ میروم سوی حبیب
تا صبا خاکم نبردی از سرِ کوی حبیب

خاکِ من خشتے ازآن دیوار بودے کاشکے

در جحیمِ غم بداری نفسِ کافر کیش را
دور از خود کے گذاری عاشقِ دلریش را

ہر زمان بینی و میدانی کمی و بیش را
چون تو گاہے بیکنی پرسش بعضِ خویش را

دائما چون دل تنم بیمار بودے کاشکے

سوی کعبہ میروند از بسکہ خوشخوید خلق
روی خود از آبِ زمزم در حرم شوید خلق

حق تعالیٰ را نہ دانستہ چہ میجویند خلق
بسکہ بیدادِ تو افزون میشود گویند خلق
جورِ اشالِ تو ہمچون یار بودے کاشکے

سر کشد آہ و فغانم از زمین تا آسمان
دارم امیدِ وفای از تو اے جانِ جہان
میکند معشوق گر ہر جا ستم بر عاشقان
با وجود از جورِ بسیارِ تو گویم ہر زمان
اینکہ باشد اندکے بسیار بودے کاشکے

مینماید نالہ در فصلِ خزان بلبل ہزار
در شبِ ہجران چرا عاید نباشد زار زار
جان و دل پیوستہ مثلِ برق باشد بیقرار
چون تو تو انی کہ ہمچون گل جدا کردی چو خار
مے انکارِ تو آنِ خار بودے کاشکے

خمسۂ غزل حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ العزیز

ہمسرِ عشق درین کون و مکان نیست کسے
غیر او بین کہ درین دہر عیان نیست کسے
چشم بکشا کہ بجز جلوۂ آن نیست کسے
بخدا غیرِ خدا در دو جہان نیست کسے
صد دلیل است و لے واقف ازان نیست کسے

دیدہ را کن طلب اے یار ز دید از نخست
چون ترا دیدہ نباشد بطلب باطلی ست
دلِ خود دار تو در الفتِ محبوب درست
نکتۂ سرِ محبت چو نہان از من و تست
لاجرم در صددِ شرح و بیان نیست کسے

دلِ معشوق درین دهر ز الفت خالیست
بلکه لبریز کدورت ز محبت خالیست
سینهٔ بوالهوس از رازِ حقیقت خالیست
مسند عزت و خلوتگهِ وحدت خالیست
از ازل تا به ابد در خورِ آن نیست کسے

نغمهٔ سرِ انا الحق چو ز دل می جوشید
صفوتِ ظاهر او معنیِ باطن گردید
صورتِ خویش چو در آئینهٔ دل می دید
لاجرم عاشق و معشوق ز خود ساخت پدید
تا که بروئے بجز از وے نگران نیست کسے

اے دل زار شدی از مددِ عشق قوی
همرهِ بادِ صبا در چمنے گر بروی
نغمه زن گشته چو بلبل بنوا محو شوی
اینهمه زمزمه گر سینهٔ خود مے شنوی
تو چه گوئی که درین خانه نهان نیست کسے

رازِ مخفی چو بگردید عیان روزِ ازل
عشق شد در دلِ عشاق نهان روزِ ازل
تا ابد ماند بشر هر چه نشان روزِ ازل
زنده دل را چه غم از رفتنِ جان روزِ ازل
زانکه دل زنده باین روحِ روان نیست کسے

قصهٔ کوهکن و قیس اگر مے داند
یا بجز جلوهٔ معشوقِ حقیقی خواهد
بے جنون گم شدهٔ عشق بمنزل نرسد
دعوی عشق درین معرکه هرگز نکند
اگر از جان و دلِ خویش بجان نیست کسے

یادِ اجمیر بہ عابد مع یاران بہ کشد — از پے فاتحہ تربتِ ذیشان بکشد

چون مجنون کہ جنون سوے بیابان بہ کشد — بارِ عشقِ تو معینی بدل و جان بکشد

خمبر غزل — کہ ہوادارِ تو تنہا بزبان نیست کسے — [illegible]

الست بربکم کو ہم سدا تیری صدا سمجھے — جواب اُسکا نہین دیگر بجز قالوا بلیٰ سمجھے

کسی خورشید رو کی گر ضیا دیکھی تو کیا سمجھے — رخِ روشن کو ہم اُسکے تجلی خدا سمجھے

[illegible]

بجا سمجھے حقیقت مین جو راز اپنا سمجھے

محمد کو خدا بیشک بقولِ رہنما سمجھے — جو نعتِ احمدِ مرسل کو حمدِ کبریا سمجھے

تبھی ہم ہین پرستار آپکے تم ہم کو کیا سمجھے — تمہارے آئنہ رخ کو وہ ہم عکسِ نما سمجھے

جمالِ نورِ احمد کو رخِ نورِ خدا سمجھے

ہمیشہ عشق کی آتش مین اپنے دلکو تپنا ہے — زبانسے نام اپنے بُت کا ہر آن جپنا ہے

تماشا دیکھہ اس دنیا کا ظاہر کیونکہ سپنا ہے — سمجھہ ہے اپنی اپنی اور عقیدہ اپنا اپنا ہے

کوئی اس بُت کو کچھہ سمجھے ہم اُس بتکو خدا سمجھے

وصالِ مہوشان سے یہ دلِ پُر درد خورسند ہے — بقولِ ناصحِ نادان نصایح سنتے ہین اور پند

بحمد اللہ سدا عشقِ حقیقی کے رہے پابند — خدا سے جدا کب ہے حبابِ بحر کے مانند

یہ ہے ایک موج ان دریا ہم اور وہ آشنا سمجھے

جناب عشق نے صبح و مسا لبین کیا گہر ہے
صفائی سے کیا آئینہ دلکو جون سکندر ہے

وہی ارشاد اپنے پیشوا کا گوہر تر ہے
حصولِ معرفت ذاتی خدا کی عاشق و نیر ہے

فنا کو جو بقا سمجہے بقا کو جو فنا سمجہے

چہپانا اُنسے کیا صورت کہ جو محرم ہین صورت کے
تصدق شکل مجنون ہر گہڑی ہر دم ہین صورت کے

جو کرنیوالے ابمعلوم سب عالم ہین صورت کے
بہر صورت وہ ہے ظاہر معتقد ہم ہین صورت کے

خطا اپنی سمجہ کی ہے جو ہم سمجہے خطا سمجہے

دلِ پُر درد کی عاید عیان تابش ہو جاتا ہے
بجز خورسندی دل کب بیان بخشش ہو جاتا ہے

ستم ظلم و جفا کا سہنا یک کاہش ہو جاتا ہے
رضامندی سے جان دینا نہ کچہہ خواہش ہو جاتا ہے

شہادت کا مزا ضامن شہید کربلا سمجہے

تخمیس بر غزل

ترے عشق نے یون پہرایا مجہے
نظر آیا تیرا نہ سایا مجہے

بتایا عجب اِک تماشا مجہے
منہ اپنا جو تو نے دکہایا مجہے

وہین پہر جو ڈہونڈہا نہ پایا مجہے

ترا چہرہ مانندِ شمس و قمر
سمایا ہے نظروںمین شام و سحر

جو مین دیکہتا ہون ادہر اور اُدہر
بسا میری آنکہون مین تو اس قدر

کہ تجہہ بن نظر کچہہ نہ آیا مجہے

ہے بالاتر افلاک سے شانِ عشق
نظر آئی سیرِ گلستانِ عشق
ہمیشہ ہے عاشق ثنا خوانِ عشق
کہانتک کہون لطف و احسانِ عشق

کہ جون جون گھٹا مین بڑھایا مجھے

بڑی عشق کے ہاتہون اسطرح سوج
فلک کے ہوئے پست بار ا یروج
ہوئی محو یک آن مین اپنی بوج
یہان تک دیا مجھکو حسنِ عروج

کہ بندے سے مولا بنایا مجھے

کہان تیری الفت مین دل کو قرار
کبھی مجھہ جدائی سے ہو چار دوچار
سپے وصل ہے چشم دل زار زار
مین قربان ہون تیری نظر ونکے یار

ملاتے ہی آنکھین گما یا مجھے

رہے یاد گر بیخودی کا مقام
کیا یاد گر بیخودی کا مقام
ہے وہ سربسر بیخودی کا مقام
کہان مین کدہر بیخودی کا مقام

وہانسے یہان تو ہی لایا مجھے

مددگار عابد کا ہے روز و شب
کرین التجا ہر گھڑی باادب
بلا عین جو اصل مین ہے عرب
نیاز اب یہی ہے دعا و طلب

تمہ برغزل — رکھہ اپنا ہی بندہ خدایا مجھے — [illegible]

فدوی بدل وجان تو ہین سردار تمہارے
جام الفت سے ہین سرشار تمہارے

عاشق ہی ہوے ہین تم ہین دلدار تمہارے
ہم گرچہ نہین لایق دربار تمہارے

مشہور تو ہین بندۂ سرکار تمہارے

تیری ہی حکومت ہے فقط دیکھون جدہر کو
بن تیرے نہین جانتے ہین کوئی بشر کو

روکش ہون اگر تجھسے کدہر پہیرون نظر کو
اچھے رہین نزدیک برے جائین کدہر کو

گل ہین تو تمہارے ہین وگر خار تمہارے

فرہاد ہوا عشق کا شیرین پہ چشندہ
اور شمع پہ قربان ہوا پروانہ پرندہ

کیون تم پہ فدا ہوگا نہ آئندہ روندہ
زندہ کو تو مردہ کرین اور مردہ کو زندہ

ہین دونون صفت آنکھون سے اظہار تمہارے

ہر وقت میری آنکھون مین ہے آپکی تصویر
مقدور کہان اتنا جو ہو آپسے تقریر

کشتہ ہے ازل ہی سے مقرر میری تقدیر
مقتل مین جو آؤ تو نہ لو ہاتھہ مین شمشیر

بس کرتے ہین دو ابروے خمدار تمہارے

مسجد مین رہون یا کہ چلا جاؤن کلیسا
پہچان لیا آپکا ہے رمز و سلیقا

کس پیچ مین ڈالیگی ہمین زلف چلیپا
یوسفؑ کی تو عاشق تہی فقط ایک زلیخا

یوسفؑ سے ہزارون ہین خریدار تمہارے

مین مانون گا ہر گز نہ کبھی زاہد وہمی
بمعنی ہین الفاظ ترے عقلی و فہمی

مجروح ہین یان جتنے کہ ہین قابل رحمی
ہم ایک نہین تیر نگہ کے ترے زخمی

بہتیرے ہین ان چشمون کے بیمار تمہارے

عابد کی عبادت پہ تمہاری جو نہین غور
کیون کرتے ہواے ناصحو ہر دم ستم و جور

ہر رنگ مین ملجایگا ہو جایگا ہم دور
خاموش نہین قابل محفل ہے کسی طور

مخمس بر غزل — رہنے دو اسے بس پس دیوار تمہارے — حافظ حسن

دل کا طواف کرکے جو حاجی کہا ئینگے
جو ہین مکین کعبہ اُسے یان ہی پا ئینگے

ناصح نہ دیجو پند کہین منہ کی کھا ئینگے
ایسے صنم کو چھوڑ کے کیا کعبہ جا ئینگے

وان بہی وہی صنم ہے تو کیا منہ دکھا ئین گے

شیرین ہم تمہارے سخن کی جو پا ئینگے
یک جوے شیر آنکھون سے اپنی بہا ئینگے

پھر ضرب تیشہ صورت فرہاد کہا ئینگے
جوش جنون مین اپنے کبھی ہم جو آ ئینگے

مجنون بنینگے ہم تمہین لیلے بنا ئینگے

رتبہ طرف حجاز کے آنے سے کچھ نہین
روے حرم حطیم کے پانے سے کچھ نہین

عرفات کا پہاڑ دکھانے سے کچھ نہین
عاشق کو سو کعبہ کے جانے سے کچھ نہین

ہم اپنے کوے یار کو کعبہ بنا ئین گے

آمد تمہاری اپنی طرف جو سُنینگے ہم — آنکہون کو اپنی فرش زمین کا کرینگے ہم
فرقت کی شب فلک کے ستارے گنینگے ہم — معشوق تم بنینگے تو عاشق بنینگے ہم
تم بہی ہماری طرح سے صدمے اٹہائین گے

ہین جو کہ پہرنے والے عراق و حجاز کے — شایق مدام رہتے ہین اربابِ راز کے
بیشک نہ چہپنے والے ہین انداز و ناز کے — ہم کشتۂ نیاز ہین اُس بے نیاز کے
ہرگز نہ بارِ منّت و احسان اٹہائین گے

موسیٰ سے کہدیا ارنی کیا قصور ہے — بانارِ لن ترانی جلا کوہِ طور ہے
جو مرگ و زندگی کا جہان مین ظہور ہے — فکرِ کفن ہمارے لئے کیا ضرور ہے
عُریان جہان سے آئے ہین عریان ہی جائینگے

عابد خبر ہے تجھکو مگر دل کی لاگ سے — رہتی ہے محویت بخدا تجھکو راگ سے
ڈر کر یون کو رہتا ہے صحرا مین باگ سے — حافظ کو خوف کیا ہے دوزخ کی آگ سے
پلّے پہ ہو کے شافعِ محشر بچائین گے

خمسہ بر غزل مومن

گیسو رخسار پہ جسوقت پریشان ہونگے — دلِ عشّاق بصد سلسلہ جنبان ہونگے
جمع اطراف جو دیدار کے خواہان ہونگے — ناوک انداز جدہر دیدۂ جانان ہونگے
نیم بسمل کئی ہونگے کئی بیجان ہونگے

اُسکے رخسار کو کیا مہر درخشاں کہوں | اِسکی تنویر تو ہے اُسکی ضیا سے افزوں
دیکھنے کی نہیں طاقت بدرون و بیروں | تاب نظّارہ نہیں آئینہ کیا دیکھنے دوں

اور بنجائینگے تصویر جو حیران ہونگے

راتدن دَیر مین رہتے ہین پرستارِ صنم | شاہدِ عیش سے بس وصل سے شاد و خرم
عشقبازی سے جو منع ہے کرتا اسدم | تاصحا دلمین تو اتنا ہی سمجہہ اپنے کہ ہم

لاکھ نادان ہوئے کیا تجہسے ہی نادان ہونگے

چشمِ سفاک کی بیماری جو پائینگے کبہی | مثلِ نرگس نہ وہ بیماری دکہائینگے کبہی
تنگ ہے یار جو اِس جینے سے آئینگے کبہی | منّتِ حضرتِ عیسیٰؑ نہ اُٹھائینگے کبہی

زندگی کے لئے شرمندۂ احسان ہونگے

حاجی بن رہتے خدا کے ہین مکا نمین مومن | صرف عابد سے ہین اسرار نہا نمین مومن
کافرِ عشق ہین کہلانے جہانمین مومن | عمر ساری تو کٹی عشقِ بتان مین مومن

آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

گذرے آدم سے تا بدم کئی دنیامین نبی | آپ سا دوسرا کوئی نہین محبوبِ ربی
یک اشارہ سے ہے دو ٹکڑے ہوا ماہِ شبی | مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی

دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تم ہی بیشک ہو خدا کے بخدا محرمِ راز
شبِ معراج مین بس حق سے رہے راز و نیاز
طے کئے آئین افلاک کی ہو راہِ دراز
تو ہمانی کہ ترا عرش شدہ پا انداز
بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

اُمتِ خاص کو عصیان کا ہے کیا خوف و خطر
رحمتِ عالمیان آپ ہین یا پیغمبر
نزدِ حق آپ ہین واللہ شفیعِ محشر
چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

حاملِ وحی تو جبریل ہے عالی درجات
فیض سے آپکے یا شاہ ہماری ہے نجات
آپ حق بہیجتا ہے تم پہ درود و صلوات
ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

کیا لکہون آپ کی توصیف مین یا شاہِ امم
بخدا عفو کا خواہان ہون خدا کی ہے قسم
ہو گیا گنگ زبان ہاتہہ مین اپنا ہے قلم
نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگِ کوے تو شد بے ادبی

آپ کی یاد تو میرے ہے دل و جان مین مدام
نعتِ والا سے تو رہتا ہون سدا شیرین کام
آلِ اطہار پہ پیوستہ درود اور سلام
نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زان شدہ شہرۂ آفاق ز شیرین رطبی

کمترین بندہ گنہ گار ہے یہہ عابد علی
آرزو رکہتا زیارت کی ہے یا ختم نبی

اب بلا بیجئے اُسے کہینچو ہے مراد اُسکی دلی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

تضمین غزل
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درمان طلبی

مقبل جل و علا مخدوم صابر کلیری
رازدار مصطفیٰ مخدوم صابر کلیری

پیشوا اور رہنما مخدوم صابر کلیری
مظہر نور خدا مخدوم صابر کلیری

معدن فیض و عطا مخدوم صابر کلیری

رب ارنی بولے موسیٰ پہنچے جسدم کوہ طور
لن ترانی سن لیا غش آگیا دیکہا جو نور

آپکا ہی فیض پہنچا دہر مین نزدیک و دور
قُبّہ انور مین تیرے ذات حق کا ہے ظہور

جلوہ گاہِ کبریا مخدوم صابر کلیری

کامل و اکمل ہو بیشک واقف راز خدا
تمسا دنیا مین نظر آیا نہ کوئی دوسرا

کاشف سر لدنی افتخار اولیا
کجکلاہی زیب دیتی ہے تمہین کو سیدا

تاجدار چشتیا مخدوم صابر کلیری

معتقد عالیجناب پاک کے ہین انس و جن
وصف جو جو آپکے ہین کیا کوئی دیوے گن

مین نہین رکہتا کسی کا آسرا ہون آپ بن
ہے تمنا مجہکو اے شاہ دو عالم رات دن

ہو میسر خاک پا مخدوم صابر کلیری

رازِ صابر فیض سے ناصر کے عاید کو ملا
صابریہ خانوادیکا ہے دل سے مبتلا

ہو یقین حاجت روائے خلق اور مشکل کشا
در تمہارا چھوڑ کر اصغر کہان جاوے بھلا

تضمین بر غزل

دل مراتم پر فدا مخدوم صابر کلیری

ہین پیشی مین تمہاری عبد رب اے یار دو بیٹھے
دوئی سے گذرے کر ناز کھیالی آپ جو بیٹھے

جو اپنی خلوتِ دل ہی مین دیکھا یار کو بیٹھے
ہوا جو کچھہ کہ ہونا تہا کہین کیا جی کو رو بیٹھے

بس اب یک ساتھہ ہم دونو جہان سے ہاتھہ دہو بیٹھے

گذارے ہمنے کیا کیا وصل کے دن ہجر کی راتین
عجائب وصل کی خوش لذتین فرقت کی کیا باتین

ہوا مجنون ہے خود لیلے یہ دیکھو عشق کی گہاتین
نہ پوچھو کچھہ ہماری ہجر کی اور وصل کی باتین

چھپے تہے ڈہونڈہنے جسکو سو وہ ہی آپ ہو بیٹھے

کئی اشیا ہین یارو ڈہونڈہنے سے کہین ملتے
عرب سے تا عجم اور ہند سے تا ملکِ چین ملتے

کہان مانند اپنے کوئی بر روے زمین ملتے
بساط اپنی مین ہم تہے آپ سو اتنو ہمین ملتے

نہ تہا کچھہ اور اپنے پاس جسکو کہئے کہو بیٹھے

بشہر حسن ہے شاہی جو تجھہ پر ہو گئی قایم
کہ تیرے حسن کے آگے مہ و خورشید ہین نادم

جفا و جور ہی عشاق پر کرتے رہے دایم
وفا کی چہینٹ بہی تجھہ پر پڑی ہرگز نہ اے ظالم

لگا تہا خون دامن سے سو وہ بہی آپ دہو بیٹھے

بفیضِ شاہ اے عابد نہین تجھکو ضرر ہرگز
ترے منصب کو تو بیشک نہین ہے کچھہ خطر ہرگز
نہین منظور ہے گر آپکو کچھہ زور و زر ہرگز
نہ اُٹھو درد اپنے بستر سے طمع کر ہرگز

مخمس غزل

جو کچھہ یون غیب سے آوے سو تم البتہ لو بیٹھے

وہی ہر جاے ہو تو پہر کسی کو یاد کیون کیجے
یہ اپنا نقدِ دل بیجا کہین امداد کیون کیجے
دل اپنا ہے خیالِ غیر کی بنیاد کیون کیجے
بہارِ چند روزہ سے دل اپنا شاد کیون کیجے

ہواے حسن پر دلکو عبث برباد کیون کیجے

نہ دے سنگین دلون کے ہاتھہ اپنے دلکا تو شیشہ
حقیقت کے چمن مین رہ نہ لا کچھہ دل مین اندیشہ
یہان ٹھہرا ہوا ہے اب عبودیت کا یک پیشہ
لگا کر دیدہ و دانستہ اپنے پاؤن پر تیشہ

بکوہِ عشق اپنا قتل جون فرہاد کیون کیجے

نگہ سے بیوفاؤنکی بچا رکھہ ہر زمان دلکو
بدامِ کاکلِ خوبان پہنسا مت ناگہان دلکو
مثالِ طائرِ عنقا ہمیشہ کر نہان دلکو
نہ دیجے خال و خط کے دام و دانے پر میان دلکو

اگر دیجے تو پیچھے نالہ و فریاد کیون کیجے

بجان اُسکا سدا محکوم ہون مین اور وہ حاکم
سمجھتا ہون اُسے مخدوم اور اپنے کو ہان خادم
جگر اور دل یہ دونو نذر اب گذرانکر سالم
جو مانگون ہو نہین آزادی کہے ہے سنکے وہ ظالم

جسے لیجے غلامی مین اُسے آزاد کیون کیجے

نہ کر آباد خون عابلا کبھی ویرانۂ غم کو
چراغ داغ سے روشن نہ کر تا خانۂ غم کو
خوشی کی پی کے مے اب پہوڑ دے پیمانۂ غم کو
نیاز اب چپ ہو کوتہ کرو افسانۂ غم کو

تضمین غزل — جہان سے اٹھگئی ہے داد بس فریاد کیون کیجے — ہے

یہ بزم میکدہ ساقی ہے مے ہے جام مینا ہے
خمار ایک ایک ساغر سے ہوا آنکھون مین پیدا ہے
کہے کیا وقت فرقت محو خود مانند عنقا ہے
مقام وصل مین سوچو تو اللہ ہے نہ بندا ہے
فقط یک نام کی ہے قید قطرہ ہے نہ دریا ہے

بہار آئی ہے گلشن قابل گلگشت زیبا ہے
بہر سو ہمصفیران چمن کا شور و غوغا ہے
جناب عشق کا اب راز تو سینہ مین برپا ہے
بیان تم سے کرون کیا مین کہ میرے دلمین کیا کیا ہے
نئی باتین نئی گھاتین نیا ہر دم تماشا ہے

ذوقیہ
سمجھنا مجھہ ہرگز نہین ہون بیش ادر کم مین
عدم سے آگیا ہستی کی جانب پڑ گیا غم مین
جو ہمدم اپنے دم سے صبحدم رہتا ہو ہر دم مین
غنیمت دم کی الفت کو نکیون سمجھون دو عالم مین
کہ ہر عالم مین مجھکو یک نیا عالم دکھاتا ہے

قدم سے وادی وحشت مین ہین خار جنون آگے
ہوئے مجذوب بس دیوانہ پن سے نجتین جاگے
بھلا ازاہد و کیون اسقدر تم پھرتے ہو بھاگے
مرے دلمین ہے پوچھون کہکے قرآن شیخ آگے
زبان مطلق نہین حقکو تو پھر یہ کون گویا ہے

سرو و دین کا ہے ہو گیا سرست ہر پردہ ۔ سنا جب حضرت خسرو کے مونہہ سے راگ سرپردہ

دلا کیون اتنا تو پوشیدہ ہے ہرگز نہ کر پردہ ۔ کسی پردہ نشین سے ہمکلامی ہے یہ درپردہ

سخن باریک ہے اسجا سے مجھکو مجھسے پردا ہے

نہ دلکو تازگی امرت سے نے کچھہ خوف ہے سم سے ۔ نہ خوش ہو شادمانی سے نہ کچھہ آزردہ ہو غم سے

رہے نامحرمو نسے دوری اور قربت ہو محرم سے ۔ جہان چاہے وہان دل لے خلیلِ جانِ عالم سے

دلِ صافی مکان دیدہ ترا دیوانخانہ ہے

امیر اس دہر مین عابد ہے جنگ و ملک او دولو ۔ مگر مت بولیو ہرگز سخن شاعر کا ہے اولے

زمانہ ڈھونڈھ کر دیکھا تو ہر شخص تھا بہولا ۔ وطن مردون کی محفل مین نہین یک طالبِ بے

کسی کو حبِ دنیا ہے کسی کو فکرِ عقبےٰ ہے

ذی رتبہ سے ہمسری نہین ہے ۔ وہ عاشقی عاشقی نہین ہے

فرہاد کی کیا ہنسی نہین ہے ۔ عاشق ہونا ہنسی نہین ہے

کچھہ دل لگی دل لگی نہین ہے

واعظ کا سخن جو دل مین بہرتا ۔ بازہد و ورع گنہ سے ڈرتا

گلگشت جنان کو یاد کرتا ۔ حورون کے نام پر ہے مرتا

انسان کچھہ آدمی نہین ہے

آتے ہی شبِ فراق جانی ۔ بیخوابی سے دل پہ ہو گرانی
ہوتی رہے لاکہہ قصہ خوانی ۔ جس سے نیند آئے وہ کہانی

مینے تو کبہی سنی نہین ہے

یہہ عشقِ بتان زمین مین گڑجاے ۔ اور شکل فراق کی بگڑجاے
ہے خوف نہ اُسکا شعلہ بڑہجاے ۔ آہِ سوزان پہ خاک پڑجاے

یہہ آگ کبہی دبی نہین ہے

رخ تیرا ہے مہر سا درخشان ۔ ہے جہیتی جس سے چشم انسان
مانی ہے شبیہ لکہکے حیران ۔ خالق نے کمر تجہے مری جان

ایسی دی ہے کہ دی نہین ہے

دیکہے کئی خوش نکات مین نے ۔ اور ویسے ہی کی صفات مین نے
سوتے نہ گذاری رات مینے ۔ اُڑتی سی سُنی ہے بات مین نے

تم سے اچہی پری نہین ہے

عابد نے سنی جو صوت اے وجد ۔ لی عمر جہان سے چوت اے وجد
خوش ہوتے ہین روز فوت اے وجد ۔ ہے سب کو عزیز موت اے وجد

کس نے جان اسپہ دی نہین ہے

جو عشق کے ہین براہِ گذر گذر مین رہے
وطن مین اپنے ہمیشہ سفر سفر مین رہے
سدا بحالِ پریشان نگر نگر مین رہے
رکہو وہ شیوہ نہ مدِ نظر نظر مین رہے
کہ جس سے رازِ محبت بشر بشر مین رہے

فدائی صورتِ شیرین کا کوہکن تہا جون
کبہی بشہرِ بُتان ہم پہنچگئے جون تون
مین اُسکے حُسن پہ شیدا ہون کچہہ نہ پوچہو کیون
ہم اُنکی بزم مین بیٹہے رہے ولیکن یون
کہ جیسے رہرو راہِ خطر خطر مین رہے

نہین ہے کہیل سمجہہ عشقبازی ہے مشکل
رکہے جو دل کو کسی کی طرف کوئی مائل
نہ ہول قیس سا لیلے کا ناقہ و محمل
کہنیچے جو سینہ سے نالہ تو چاہیے اے دل
مثالِ معنی لفظ اثر اثر مین رہے

چمن ہو ابر بہاری گلون کا موسم ہو
شراب و ساقی مینوش اپنا باہم ہو
سما یا راگ کا در پردہ ایک عالم ہو
شبِ وصال کی یارب نہ روشنی کم ہو
وہ نورِ عارضِ رشکِ قمر قمر مین رہے

فراقِ یار کا درد و الم تہا صبح و مسا
بکُنجِ رنج تہا عابد بہی مبتلا ایسا
لکہون مین کیا کہ نہین یکقلم لکہا جاتا
تمیز غم کو دیا تہا فلک نے عیش اپنا
کہ جیسا جلوہ رنگِ شرر شرر مین رہے

مخمس غزل

بہوا جستجو میں تیرے یہ نسیم دربدری رہی ۔ کہ ہے داغ سینہ میں مثلِ گل کہ کبھی خوشی بھی رہی

رہا محوِ بیخودی اسطرح نہیں عقل سر میں پری رہی ۔ خبر تحیرِ عشق سُن نہ جنون رہا نہ پری رہی

نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بیخبری رہی

ہوں رہینِ عالمِ محویت نہیں کچھ یہ سر اُن ہنگی ۔ بخدا ہے جوشِ جنون سے بس یہ مدام پا برہنگی

بنے مجھسا کوئی جنوں نہیں کیوں ہے سدا اسا برہنگی ۔ شہِ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباسِ برہنگی

نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی

چمنِ وصال میں صبحدم کوئی پہولا اور کوئی پہل گیا ۔ تو خزانِ ہجر سے کیا عجب کہ تمام رنگ نکل گیا

گئی بہاگ بلبلِ نغمہ خوان دلِ زار جس سے دہل گیا ۔ چلی سمتِ غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا۔

مگر ایک شاخِ نہالِ غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

دمِ صبح دیدۂ زار سے جو مرے سرشک رواں ہوا ۔ کہ جو داغ مثلِ چراغ تہا سو وہ لگا دلمیں نہاں ہوا

ہوا بند دیدۂ ظاہری ترا جب جہمکڑا عیاں ہوا ۔ ترا جوشِ حیرتِ حسن کا اثر اسقدر سے یہاں ہوا

نہ تو آئینہ میں جلا رہی نہ پری میں جلوہ گری رہی

تپِ عشق بسکہ ہے پُرخطر بہلا کیسے ڈہونڈے علاج کو ۔ کہ طبیب کوئی نہ پا سکے ترے عاشقوں کے مزاج کو

دیا عابد اپنا ہے نقد دل سبھی ملک لکے خراج کو ۔ کیا خاک آتشِ عشق نے دلِ بینوا سراج کو

خمسہ بر غزل ۔ نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی سو بیخطری رہی ۔ مصنف

عامل نہین ہین وہ تو خدا کے کلام کے
محکوم واعظون کئے تابع امام کے
پیرو نہ ہون جو سنتِ خیر الانام کے
کلمہ پڑہا تو کیا جو مسلمان ہین نام کے
ہندو ہین خوب اُنسے کہ تابع ہین رام کے

گلزارِ عشق کی جو کرے سیر ہے سدا
مین نے شراب شوق کو ہے پے بپے پیا
جانے ہمارے دلکو نہ ہرگز پرا زریا
میخانہ بنگیا ہے یہہ دل اپنا ساقیا
محتاج ہم نہین ہین ترے یک دو جام کے

دل محفلِ وصال سے خورسند ہے وہی
دلدار کو سمجہتا ہے دلبند ہے وہی
ہر داغِ عشق شمع کے مانند ہے وہی
بندہ جو بنگیا ہے خداوند ہے وہی
صاحب چہپا ہے چہرہ مین دیکہو غلام کے

جو جو کہ علمِ عشق کے عالم ہین منتہی
مجنون کی جو زبان ہے انا لیلیٰ کہہ رہی
اقلیمِ عشق کی وہ سبہی پاتے ہین شہی
عاشق جو ہے جہان مین معشوق ہے وہی
سامان کب یہان ہین سلام و پیام کے

عابد کو کب ہے غیرِ ثنا خوانی اکرام
ہندالولی عطائے نبیؐ ہین وہ ذیمقام
ہے خواجگانِ چشت کا مدّاح صبح و شام
خواجہ معین الدین کے جو عاشق ہین خاص و عام
کیونکر نہ ہون فریفتہ اپنے کلام کے

[illegible] ختم شد

ہم اپنے سوا غیر کو پوجا نہین کرتے
منہ دیر و حرم کی طرف اپنا نہین کرتے
اپنے کو جو ہم پاتے ہین کیا کیا نہین کرتے
ہم اپنے سوا غیر کو سجدہ نہین کرتے
کچھ اپنے بغیر اور کو پایا نہین کرتے

وہ شوخ ستمگر ہو تو دلدار ہو کسکا
وہ مہر ستمگار جفاکار ہو کسکا
کہیے بخدا آپ کہ وہ یار ہو کسکا
ہم آپ ہون جب ایک تو دیدار ہو کسکا
کیون اپنے کو پھر آپ ہی دیکھا نہین کرتے

ہان تیری طبیعت مین بہت کچھ ہے بھرا شر
یون روبرو لوگون کے مذمت نکیا کر
منہ کھول اسطرح خدا سے تو ذرا ڈر
تکفیر مین زاہد نہ ہماری ہو تو کافر
آپ اپنے سوا غیر کو پوجا نہین کرتے

بیمار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہہ لے
سرشار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہہ لے
میخوار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہہ لے
بدکار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہہ لے
جو کچھ کہ ہم اب کرتے ہین بیجا نہین کرتے

صولت جو وہان آتے ہین ای خواجہ چشتی
دل عشق مین بہلاتے ہین ای خواجہ چشتی
عابد تیرے بنجاتے ہین ای خواجہ چشتی
عاشق ترے کہلاتے ہین ای خواجہ چشتی
جو کچھ ہے تو ہے اور کی پروا نہین کرتے

تمت غزل — [illegible]

جو شراب معرفت پیکر چکھے
خوب ہی عرفان کی لذت چکھے

اب ہوا معلوم جب چلکر سے تھکے
صد ہزاران آئینہ شاہد یکے

نیست کس را اندرین معنی شکے

قطرہ و بحر و حباب و موج ما
دیدۂ ظاہر مین ہے ہر اک جدا

کھولکر چشم بصیرت کو ذرا
گر یکے دانی یکے بینی ہمہ

زانکہ اندر یک نباشد جز یکے

معرفت کی گفتگو ہے بے شمار
جسکو سنکر ہووے ہر اک بیقرار

دل تو میرا ہے اسی پر استوار
وحدت اندر کثرت آمد آشکار

برکشا از راہ بینش چشمکے

آئینہ سا ہو کوئی گر با صفا
اسکے ہی آئینہ مین اسکو دکھا

دوست اپنا کون ہے اپنے سوا
گر ہمی خواہی کہ بینی دوست را

بر جمال خود نظر کن اندکے

پی لیا ہے جو مئے الفت کا جام
پا گیا عابد عبادت سے ہے نام

اپنا ایسا ہے تصور صبح و شام
گشت تمت الفقر احمد را تمام

[illegible] فخر دارد از پلاس و چرکے [illegible]

بخت کی ہوتی نہین تحریر اپنے ہاتسے
اور پیش آتی ہی تسطیر اپنے ہاتسے
بے رضا بڑتی نہین توقیر اپنے ہاتسے
تو نہ کر اپنے لیئے تدبیر اپنے ہاتسے
کام کرتی ہے تری تقدیر اسپنے ہاتسے

ہین حروفِ حرص خالی دیکہہ اے مردِ ذکی
صرف طمع کیمیا مین کہو نہ اپنی زندگی
ہان گدازِ عشق مین ہو کر کثافت سے بری
قلب اپنا صاف کرلے سونا روپا ہے یہی
پہینکدے پارس بہی اور اکسیر اپنے ہاتسے

ہے محمّد کی حقیقت سے ظہورِ خاص و عام
برزخِ کبرے مین ہین دیندار اور ہندو تمام
کر کے حاصل صلحِ کل ہر ایک سے تو صبح و شام
گبر سے کر رام رام اور شیخ صاحب کو سلام
حق نے کہینچی ہے یہی تصویر اپنے ہاتسے

یار کے ملنے کا حاصل ہے جواب علم الیقین
جانتے ہین بہید اپنا پاکبازا و راہلِ دین
راز معشوقین کا ہر اک پہ وا ہوتا نہین
عاشقون کے رمز گر چاہین کراماً کاتبین
کیا ہے طاقت جو کرے تحریر اپنے ہاتسے

خیر و شر منسوب جس سے ہے وہ خود اپنا گو
جا برو مجبور جو ہے اسپہ ہے اپنی نگاہ
عبدیت مین چاہیئے حفظِ مراتب کی نباہ
ہے ادب منظور تجہکو تو سمجہہ اپنا گناہ
گو نہین کرتا ہے تو تقصیر اپنے ہاتسے

عاشقان جرم وخطا سے اپنے خود ڈرتے ہین کب — واسطے بخشش کے ہین سبطِ شہنشاہِ عرب
عابدِ کمتر بہی ہمراہی مین باعجز وادب — دامن آلودہ اگر خاموش ہو تو کیا عجب

پاک کردین حضرتِ شبیر اپنے ہاتھ سے

مخمس برغزل — نہنگ

تم مری جان ہو ایمان بہی ہو اور نبیؐ — نہ ہوا ہے کوئی تمسا نہین ہوگا کوئی
ذاتِ اقدس کو تو مین جانتا ہون عینِ ربی — مظہرِ ذاتِ الٰہی ہین رسولِ عربی

مرکزِ دائرۂ علم ہین اُمی لقبی

حشر مین اُمتِ عاصی کے سوا اور بہی — آپ سے ہونگے شفاعت کے طلبگار نبی
مرے مولا مرے آقا شہِ عالی نسبی — سیدی آپ پہ قربان ہون اُمی وابی

بہولجانا نہ مجہے وقتِ شفاعت طلبی

شوقِ صحرائے مدینہ مین بسر عمر ہوئی — پراثر کچہہ دلِ مضطر نے دکہایا نہ ابہی
بحرِ رحمت سے نہین دور جو ہو یاد مری — ہچکیان آتی ہین بے ساختہ ہے تشنہ لبی

کیا قلندر کی حضوری مین ہوئی ہے طلبی

علمِ سینہ بہی پڑہا پڑہ لیا قرآن بہی سب — اب تجہی سے ہے غرض اور تجہی سے مطلب
بخششِ امتِ عاصی کا ہے جب تو ہی سبب — عفو تقصیر مری کردے تو اے ماہِ عرب

وجد مین مجہہ سے نہ نکلے سخنِ بے ادبی

حق کی جانب سے عطا مجھکو ہوئی عیدی
اسلیے رہ یہ نظر آتی ہے بالکل سیدہی
تجھکو اللہ نے شہا دولتِ لولاک ہی دی
شبِ معراج تو بے پردہ جمالش دیدی
آن جمالیکہ تو دیدی نہ کسے دید نبی

مبدعِ کل ہے تو اور مظہرِ کامل تو ہے
افضلِ خلق ہے تو اصلِ فضائل تو ہے
آپ اپنی ہے نظیر اپنا مقابل تو ہے
نور آنکھونکا تو ہے روشنیِ دل تو ہے
ہے توئی جانِ دو عالم بخدا ابو العجبی

دور ہے صبحِ وطن شام ہے غربت کی دراز
مجھکو تقوے کا بہروسہ ہے نہ پشتی نماز
اب دکھا دے مرے آقا مجھے اپنا اعجاز
بخشدے اپنے گنہگار کو اے بندہ نواز
حاضرم بر درِ رحمت سپے غفران طلبی

آپ ہین باعثِ تکوینِ دو عالم سرور
آپکے وصف مین عاجز ہین ملک جن و بشر
شان مین آپکی لولاک لما ہے اظہر
نکلبندِ چمن خلد نسیمِ کوثر
مہر مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی

ہوگیا ماہ فلک پر ترے اعجاز سے شق
طے کیے آن مین افلاک کے جتنے ہے طبق
مبدعِ جملہ علوم اور نہ پڑھا ایک ورق
لین فصیحانِ عجم تیری بلاغت سے سبق
ادب آموز فصاحت بلغائے عربی

کوہ کا کام تو ہوتا نہیں شاہا حسن سے
دلِ مضطر تو ہوا جاتا ہے باہر بس سے
پھر ہو امید ہی کیا خیر کی اپنا کس سے
جان جبتک ہے نہ پلٹونگا درِ اقدس سے
کس کی دہلیز پہ جاؤں سپے درمان طلبی

ایک مدت سے غلامی کا ہے سر میں سودا
مرضِ عشق ہے کیونکر ہو مداوا اسکا
دل تڑپتا ہے کہ ہوں روضۂ انور پہ فدا
زور رہا تو نہیں نہ پاؤں نہیں طاقت اصلا
کس طرح روضہ پہ آؤں سپے درمان طلبی

یہ غزل سنتے ہی عابد نے کہا صلِّ علیٰ
اسکا مقصود بر آئے بطفیلِ مولا
نعتِ احمدؐ میں قلندر نے بہت خوب لکھا
سن کے یہ نظم لب گور سے قدسی نے کہا
ہے قلندر یہ ترا رنگِ سخن بوالعجبی

مثلث

دیوانہ کیا اپنی محبت میں نبیؐ نے
دل چھین لیا ایک جوانِ عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

بیمار ہی کر ڈالا تھا فکرِ ذہبی نے
کھویا ہی تھا مجھکو مری دنیا طلبی نے
کیا خوب سنبھالا ہے رسولِ عربیؐ نے

ہاں ختم رسل کی وہ ہدایت بھی نہ ہوتی
اس مہر نبوت کی زیارت بھی نہ ہوتی

کیا کام نکالا ہے مری بے ادبی نے

ارشاد خدا کا ہے جو تیرا ہے تکلم
طٰہٰ کے کرشمے ہین تو یٰسین کا تبسم

قرآن کو سچا یا ہے تری خوش لقبی نے

عابد نہ کرے سجدہ ہے مسعود ملائک
آدمؑ کو کیا عرش پہ مسجود ملائک

کیا کام بنایا تری عالی نسبی نے

ٹھمری

اللہ کو پکارون آپ مین یہہ بات تمہاری ہے نیاری

ہو شکل مین بندے کے مولا یہہ گہات تمہاری ہے پیاری

ڈہونڈو نمین جہان دیکہو نمین جدہر ہر جا ہے تمہین ہو پیش نظر

قیدی نہین جو ایک جا پہ رہین یہ سات تمہاری ہے ساری

شطرنج ہے عرفان کی تازی تم کہیل رہے ہو جو بازی

گر جیت لیئے باطنا زی یہ مات تمہاری ہے بہاری

دیوانہ ہے یہ دل صبح و مسا معشوق کے جاز لونمین پہنا

اور ہو کے مخاطب کہنے لگا یہہ رات تمہاری ہے تاری

عابد ہی عبادت کرتا ہے راہب ہی مہتی پہ مرتا ہے

کیا خوب صفت ہے یہ تم مین یہ بات تمہاری ہے جاری

ٹھمری

اے میرے جانی اے میرے جانی تجھسے کہون کیا اپنی کہانی

تجھہ پاس اپنی ہے قدر دانی کا ہیکو برپا پہر قصہ خوانی

سب کی سُنونگا اپنی کرونگا یہ ہی طریقہ اپنا رکہونگا

اسمین نہ ہرگز کچھہ فرقِ معنی ہاتون مین تیرے ہے میری بانی

مین تو ہوا ہون وحشی و حیران چاہت کا تیری اب ہون خواہان

ایسا ہو تو پہر کون جانی مجھہ پہ کریگا آ مہربانی

تجہکو نین دیکہا تو اُسکو دیکہا گر تجہکو پایا تو اسکو پایا

کہتے اِسی کو ہین خوش بیانی مضمونِ ایمان ہے امن آنی

اللہ باقی من کلِ فانٍ قرآن مین دیکھو خوب اِسکو سمجھو

عابد ہو معبود باقی ہے فانی کچھہ نا رہیگا وہ یا جانی

ٹھمری

میرے والی خواجۂ چشتی
میرا بیڑا پار اُتار دو

اُنپہ قربان حُورِ بہشتی
کہین ڈوب نہ جائے کشتی

ٹھمری

گہنی گہنی بوندن برسے پانی ایسے سمے مین آمل جانی
وادُر مور پپیہ بولے ساون دی مہمانی

ٹھمری

یک تیر نجار امارا رے پیا سُگر چتر ہمارا رے
جب سے نکلے باگ تماشے کو جیا عابد پردے وارا رے

ٹھمری

سب بے دردان تال پیت ناکرنا رے بگین مین پگ پپ دہرنا رے
عشقو نداداگ سلگت من مین تینو ندا اُٹھی جہرنا رے

ٹھمری

تو نے عاشق جو مجہکو بنایا رے بنکے معشوق کیا ہی ستایا رے
فانی دنیا کو دل سے بہلایا رے رہنے والے سے من کو ملایا رے
روٹہے دل کو جو ہم نے منایا رے گویا کعبہ نیا یہ بسایا رے
نقشِ ایمان یہ دل مین جمایا رے تجہکو دیکہا خدا کو ہے پایا رے
مے نصرت کا رنگ دکہایا رے ہو کے عابد جو معبود آیا رے

رقعۂ دعوت

ساقیا! جلد دے شراب مجھے — دیر کی اب نہین ہے تاب مجھے

بادۂ عیش و بادۂ اُلفت — جس سے حاصل ہو دلکو اِک فرحت

فکر سب دل سے دور ہو جاوے — مجھکو حاصل سرور ہو جاوے

ابر اُٹھا بہار آئی ہے — رحمتِ کردگار آئی ہے

فرطِ شادی سے خندہ زن ہین گل — نغمہ سنجی مین محو ہے بُلبل

دل کے مطلوب ہمنے پائے ہین — یہ دن اللہ نے دکھائے ہین

جی مین ہے. دوست آئین جلسہ ہو — اور سامان سب مہیّا ہو

اے مرے دوستو. مرے احباب — اِک مری عرض ہے سنو تو شتاب

آکے اِک دن غریب خانہ پر — کیجئے مجھہ پہ اک کرم کی نظر

ہے نبیرہ مرا جو ناصر علی — اِسکے حامی رہین علیؑ و نبیؐ

اُسکی شادی ہے شادیٔ ختنہ — یہ مبارک مہینہ ہے اچھا

پندرہ تاریخ روزِ یکشنبہ — کیجیے اس ماہ مین قدم رنجہ

وقتِ مغرب ضرور آئیگا — رسمِ شب گشت مین ہی جائیگا

ہم طعامی سے کیجئے ممنون — مین ہون منت کا آپ کی مرہون

ہر جگہ ہے مرا نیا اک رنگ
کہیں عابد کہیں ہون صولت جنگ

تمت

تواریخ طبع کلیات

اختر ۔ عالیجناب منشی لطیف احمد صاحب ڈہوم سکریٹری خلف حضرت امیر مینائی مرحوم

عابد کا سخن جانِ سخندان نکلا
دردِ دلِ عشاق کا درمان نکلا
اختر نے لکھی طبع کی تاریخ لطیف
واللہ یہ نیا دفترِ عرفان نکلا

ترکی ۔ عالیجناب مولانا ترک علیشاہ صاحب قلندر شاعر پایہ تخت دکن المخاطب امیر الشعرا

نقش معنی حضرتِ عابد چو بست
بیت بیتش در دل و جان نشست
گفت ترکی جستشش چون سال طبع
مجلس آرا کلیاتِ عابد است

جلیل ۔ عالیجناب حافظ جلیل حسن صاحب لکھنوی شاعر خاص سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

یہ سخن اسکا ہے جو ہے شاعرِ شیرین مقال
بلبلِ گلزار یعنی یوسفِ مصرِ کمال
نقدِ جان قیمت اگر ٹھہرے تو سمجھو مفت ہے
یہ سخن اسکا ہے جسکے قال میں ہے رنگ حال
مطلع روشن پہ قربان آفتاب و ماہتاب
مصرعِ رنگین پہ صدقے شاہدانِ خوشجمال

بندشِ اشعار کہتی ہے کہ میں ہوں لاجواب | شوخیِ گفتار گویا ہے کہ میں ہوں بےمثال
سال چھپنے کا کوئی پوچھے تو یہ کہدو جلیل | کلیاتِ عابدِ جادو بیان نازک خیال

غبار - جناب حکیم محمد عابد علی صاحب تلمیذ حضرت ناظم مدظلہ العالی

طبع گردید کلیات عجیب | از نوابم بعظمت و تمکین
سال تاریخش آن نوشت غبار | چشمۂ نور گلشن رنگین

قادر - جناب سید قادر حسین صاحب داروغہ فراش خانہ مبارک

ہیں مرے نواب صولت جنگ ذیشان و کرم | صورت و سیرت میں یکتا ایک جگ کا حال
طبع دیوان کی سنِ ہجری میں ہے تاریخ عرض | کلیات عابد جادو بیان نازک خیال

کیفی - عالیجناب مولوی سید رضی الدین حسن صاحب حیدرآبادی

واہ وا نواب صولت جنگ عابد واہ وا | آپ کا کیا پوچھنا کیا پوچھنا دیوان کا
مجھسے پوچھا حضرت کیفی نے اسکا سالِ طبع | کلیات عابد روشن گہر ہے" کہدیا

عالیجناب مولوی محمد مظہر علی صاحب الماس رقم استاد خوشنویسی مصنف مدظلہ العالی

چون جملہ تصانیف ونیغمتم اکنون | یکجا شدہ مطبوع پسندیدہ دل و جان
القابدلم گشت کہ برجستہ نوشتم | گلدستۂ توحید بشد طبع سن آن

مجید - جناب محمد جہانگیر صاحب آغائی شاگرد رشید حضرت ناظم مدظلہ العالی

کم نہین لطفِ کلامِ عابدِ عالی دماغ
ہم نے مانا ہوتے ہین اہلِ زبان نازکخیال

طبع کی تاریخ ہی کیا خوب ہاتھ آئی مجید
کلیاتِ عابدِ جادو بیان نازک خیال
۱۳۲۴ھ

ناظم - عالیجناب نواب میر محمد علیخان بہادر ہمشیرزادۂ مصنف دام اقبالہ

گشت چون کلیاتِ عابد طبع
زد بہر صفحہ بوسہ اش ار ژنگ

سالِ طبعش دلم بناظم گفت
رگِ جان کلیاتِ صولت جنگ
۱۳۲۴ھ

ولا - عالیجناب خان بہادر شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر دوام اقبالہ

شاع الکتاب بفضلہ
ما بین ذی حضرٍ و باد

فیہ القصیدۃ و الغزل
فیہ المخمّس مستزاد

قد زُیّنت صفحاتہ
من کلّ فنّ مستجاد

لِمَ لا و ناظم عقدہٖ
ربّ الفصاحۃ و الجواد

قال الولاء مورخًا
لبروزہ بین العباد

طُبع الکلام لعابد
بشری لارباب المراد
۱۳۲۴ھ

ولہ

شہ قلم و نظم فصیح - صولت جنگ
کہ صوت لفظ سخن فاتحِ خراسان است

بہ رزم - تیغِ لسانش - زبانِ فردوسی
بہ بزم - شمعِ زبانش فروغِ سلمان است

سخنورے کہ بفکرِ بلند او عالی — کمینہ زلّہ رُبائے زنعمتِ خوان است

عدیلِ انوری و فرخی و بہرامی — مثیل باقرِ کاشی سلیمِ ہمدان است

قصیدہ اش سخن آموزِ عرفی و اسدی — تغزّلش سبقِ طوطیٔ صفاہان است

بمجلسِ فصحا ہمزبانِ امرءِ قیس — بہ محفلِ بلغا جانشینِ سحبان است

معاصرینِ زمن را بذاتِ او نازے — وجودِ مغتنمش مفخرِ نیاکان است

مدارجش ہمہ بالاتر از بلندیٔ نطق — مراتبش ہمہ بیرون زحدِّ امکان است

بہر چہ وصف توان گفت بہتر است ازو — ازانچہ مدحتِ او رفت برتر از آن است

ببین بہر ورق کلیاتِ منظومش — قصائدش چو رباعی بردیفِ دیوان است

خوشا کلامِ سخن پرورِ شگرف خیال — کہ واصف است علی و آلش ثناخوان است

زہے نتیجۂ فکرِ بلند عابدِ نیک — پسند خاطرِ مطبوعِ اہلِ عرفان است

خہے خجستہ رقم طبعزادِ والایش — کہ قالبِ سخنے را مطالبش جان است

برند دست بدستش سخنورانِ جہان — متاعِ خوش گرانمایگیش ارزان است

ولاست کاشفِ اسرارِ حسن تاریخش — کلامِ عابدِ روشندلِ زباندان است

وله

مژدہ اے نواب صولت جنگِ عالی اقتدار — در سخندانان کلامِ محترم مطبوع شد

مصرعِ تاریخِ طبع او فلک گوید ولاؔ
کلّیاتِ عابد گردون ہم مطبوع شد
۱۳۴۳ھ

ولہ

فضلِ حق مطبوع خاص و عام شد
نظمِ صولت جنگِ عابد در دکن
مصرعِ تاریخ او گفتم ولاؔ
کلّیاتِ عابدِ نیکو سخن
۱۳۴۳ھ

ولہ

کلام اچھا چھپا نواب صولت جنگ عابد کا
انہیں اوراق مین سب کائناتِ نظم عابد ہے
مطالب کی لطافت چستیٔ بندش کا کیا کہنا
عبادت کی ہدایت حسن ذاتِ نظم عابد ہے
مفیدِ مختصر تعریف ہے شیرازۂ کل کی
مطالب کا اثر وجہ صفاتِ نظم عابد ہے
فصاحت نقش ہے آئینہ الفاظِ روشن پر
بلاغت سر بسر محوِ نکاتِ نظم عابد ہے
رہیگا فیض جاری تا ابد اس خضر سیرت کا
ہر اک مضمون تر آب حیاتِ نظم عابد ہے
مصنف کی رہیگی نیک نامی روزِ محشر تک
یہ نسخہ باقیات الصالحاتِ نظم عابد ہے

ولاؔ نے خوب لکھی عیسوی تاریخ نورانی
کلام انوری ہے کلّیاتِ نظم عابد ہے
۱۹۲۶ء